

یا وارث هُو الوارثُ الکریم حق وارث

جلوه وارث

مشتمل بر حالات فیض جاتی
مخزن هدایات منبع کرامات قدوۃ
السالکین زبدۃ العارفین حضرت
حافظ حاجی سید وارث علی شاه
رحمته اللہ علیہ

حضرت سید عبد السلام
 عرف میل بالکار رحمہ
 اللہ علیہ کی حاضری
 کتب و اورانہ کی بہ
 سیرین کاوش کی گئی جو
 کہ ایک سفید بوس
 گزر کے میں اپنی دست کی
 کامل ترین عالم ما نسل
 ولی خیر جو داخل
 سلسلہ حضرت عبد اللہ
 شاہ شہبہ رحمنہ اللہ
 علیہ سے میں لکھ اسرا
 صدر کرام جس میں ان کا
 مزار موجود

بہ کام وارت پاک علام
 نواز عظیم اللہ ذکرہ کی
 حکم بر کیا کیا اس کام کو
 کوئی دارش ایس جلب
 مدد کر کیجئے توہین
 حکم مرشد کا اونکاب نا
 کرے اگر کوئی بعض
 شخص یہ کہیے کیے اس
 نے یہ دن ایک بارہ نو
 ملن لیجیئے کا کہ یہ
 جھوت بول ہے علام کا
 کام غلام کرنا یہ بعض
 مرشد کیے حکم کی
 تعصیل کرنا یہ دا کہ
 تعریف اور وادہ ولی وصول
 کرنا

بڑائی مہربانی سب
 دارشون بر حکم مرشد کی
 اتباع لازم ہیں جھوت
 بولنے اور وادہ ولی سے بر
 بہز کریں شکریہ



درم (القرآن) و سید احمد ملی سید بن مسلمی ہدیت ملی تبلیغات مسیح امیر الحوزہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَللَّاهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

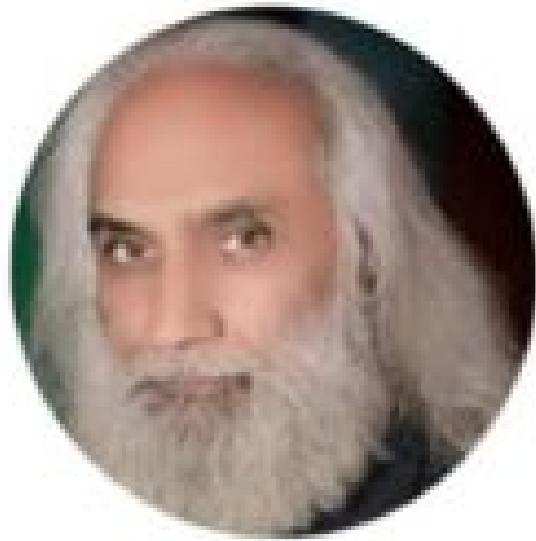
شاد محمد والمنى کہ ایں کتاب مستطاب مؤلفہ و تربہ
خاکیم محمد صفدر علی صاحب وارثی الموسوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَللَّاهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

شکل برحالت فیض آیات مختین ہدایات نفع کرامات
قدوة اسالکین زبدۃ العارفین حضرت حافظ حاجی
سید وارث علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مَطْعَمُ الْكَلِيلِ لَمْ يَلْعَجْ سَلْشَلَةُ
دَرْجَاتِ الْمُلِيقِ لَمْ يَلْعَجْ مَطْبُونَ بَلْ

حوالو ارش



سید راحیل شاہ وارثی الوارث گوال منڈی لاہور
والے جودیوہ شریف کی لائبریری سے نایاب
کتب وارثیہ لانے اور انکی وجہ سے ہمیں یہ
کتب میر آئیں جیسے جیسے وہ کتب ہمیں ارسال
کرتے رہیں گے ویسے ہی ہم آپکی خدمت
اقدس میں پیش کرتے رہیں گے۔ اللہ انکو
جزاۓ خیر عطا فرماتے۔ آمين

فہرست مضمون کتاب جلوہ وارث

ردیف	مضمون	ردیف
۱	تمہید آغاز کتاب	
۲	حمد و نعمت	۲
۳	ذکر ولادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۳
۴	فضائل و مراتب اولیاء کرام از آیات کلام پاک	۴
۵	تفہیم آیات کلام پاک نہ کوہ بالا	۵
۶	محبت	۶
۷	زب نامہ حضرت سلطان الاولیا	۷
۸	صفت جائے مولود حضرت سلطان الاولیا	۸
۹	ذکر پیدائش حضرت سلطان الاولیا	۹
۱۰	ذکر تعلیم حضرت سلطان الاولیا	۱۰
۱۱	ذکر اگر شاہ صاحب ندی قدرس سرہ	۱۱
۱۲	ذکر وفات حضرت حاجی سید خادم علی شاہ صاحب قدرس سرہ	۱۲
۱۳	دریان زیب کر دن دستار خلافت و خرقہ پوشیدن حضرت سلطان الاولیا	۱۳
۱۴	ذکر خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴
۱۵	ذکر خلافت حضرت عمر فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵
۱۶	ذکر خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶
۱۷	ذکر خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہ	۱۷
۱۸	ذکر خلافت و امارت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸
۱۹	شجرہ چشتیہ وارثیہ	۱۹
۲۰		

ب

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۶۹	اقسام امامت و خلافت	۲۰
۷۰	روانگی حضرت سلطان الاولیا کر و نہما پا پیادہ بر لئے حج دیوارت مقامات مقدسہ	۲۱
۷۱	دوافعات سفر اور رواپسی	
۹۵	ذکر خدا مان حضرت سلطان الاولیا	۲۲
۹۶	ذکر قیام و اقامت حضرت سلطان الاولیا اپنے وطن دیوہ شریف میں	۲۳
۱۰۰	ذکر باریوں کا	۲۴
۱۰۱	ذکر حچھے باریوں کا	۲۵
۱۰۲	ذکر طلب کرنا حضرت سلطان الاولیا کا حضرت سید محمد ابراهیم شاہ صاحب نواسہ حضرت حاجی سید خاوم علی شاہ قدس سرہ کو	۲۶
۱۰۳	حلیہ بارک حضرت سلطان الاولیا	۲۷
۱۱۳	ذکر عادات حضرت سلطان الاولیا	۲۸
۱۱۴	ذکر نشست	۲۹
۱۱۵	ذکر استراحت	۳۰
۱۱۶	ذکر بیاس	۳۱
۱۲۰	ذکر استراحت	۳۲
۱۲۰	ذکر تدین	۳۳
۱۲۱	ذکر شاذ کرنے کا	۳۴
۱۲۱	ذکر سرمه لگانے کا	۳۵
۱۲۱	ذکر خوشبو لگانے کا	۳۶
۱۲۱	ذکر نوم	۳۷
۱۲۲	ذکر خنچک یعنی ہنسی	۳۸
۱۲۳	ذکر قرات	۳۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	ذکر اخلاق	۱۲۵
۳۲	ذکر عبادات	۱۲۶
۳۳	ذکر ضبط و اخفا	۱۲۹
۳۴	ذکر سواری	۱۳۲
۳۵	ذکر سن شمریف	۱۳۲
۳۶	در بیان طریقہ بیت	۱۳۳
۳۷	ذکر منہل عشق	۱۳۶
۳۸	ذکر خسرو	۱۳۲
۳۹	ذکر سعادت اولیا رکرام خواجہ کان چشت معہ حضرت سلطان الاولیاء	۱۳۳
۴۰	ذکر اہل سلوک	۱۳۶
۴۱	ذکر حضرت سلطان الاولیاء کے تذریزہ قبول کرنے کا	۱۳۶
۴۲	ذکر خواجہ کان چشت رحمۃ الرحمٰن علیہم کے تذریزہ قبول نہ فرمائے کا	۱۳۸
۴۳	ذکر حضرت سلطان الاولیاء کا مجمع کیشہر سے گھبرائے کامہ زکر خواجہ کان چشت	۱۴۲
۴۴	ذکر خواجہ کان چشت کے خرقتہ راد ادت و تبرک دینیت کا	۱۴۳
۴۵	اسرار العشقیہ فی ذکر ارشادات الوارثیہ - تمہید	۱۴۶
۴۶	باب اول - بیان فور	۱۴۱
۴۷	باب دوم - منزل عشق	۱۴۴
۴۸	باب سوم - ذات صفات اور صفات ذات ہو جاتی ہے	۱۶۱
۴۹	باب چہارم - حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش اور خلافت	۱۶۲
۵۰	باب پنجم - طور حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۴
۵۱	باب ششم - مفراج	۱۶۶
۵۲	باب هفتم - خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶۲

صفحہ	مضمون	نمبر شار
۱۸۹	ارشادات جو وقایا فو قا حضرت سلطان الاولیا کی زبان بیض ترجمان سے جاری ہی تھے	۶۳
۲۲۸	درجات فقر	۶۴
۲۲۱	ذکر وفات حضرت آیات حضرت سلطان الاولیا	۶۵
۲۳۲	و اتفاقات وفات حضرت سلطان الاولیا	۶۶
۲۳۲	و اتفاقات وفات حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۶۷
۲۴۰	ذکر قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۸
۲۴۰	در بیان غسل و نماز جنازہ حضرت رسالتاً ب صلی اللہ علیہ وسلم	۶۹
۲۴۱	ذکر شرکائے غسل حضرت سلطان الاولیا	۷۰
۲۴۲	ذکر دربارہ کفن حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۱
۲۵۳	پدیہ سلام بحضور حضرت سلطان الاولیا	۷۲
۲۵۶	نوح فراق حضرت سلطان الاولیا	۷۳
۲۵۹	در بیان سجادہ نشینی حضرت سید ابراہیم شاہ صاحب فوراً اللہ مرقدہ	۷۴
۲۶۷	ذکر سجادہ نشینی حضرت سید علی احمد شاہ عرف کلن بیان مدفیوں پر	۷۵
۱۴۶	رسالہ علم ریسیا۔ ہمیسا۔ کیسیا۔ سیسیا	۷۶
۲۶۳	شجرہ مناجاتیہ قادریہ وارثیہ	۷۷
۲۶۸	صحیل نامہ کتاب جاگوہ وارث	۷۸
آخر	شجرہ نسب حضرت سلطان الاولیا	۷۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ الْحُجَّةُ وَهُوَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمٌ

شَدَّادِيْهِ وَالْمَنَّهِ كَهِيْسِ کَتَابِ مُوْلَفِهِ وَمُرْتَبَهِ
جَنَابِ حَكِيمِ مُحَمَّدِ صَفَدِيْهِ عَلَى صَاحِبِ دَارَتِيْهِ الْمُوسُومِ بِهِ

چلوہ واث

مشتل بر حالات فیض آیات مخزن بدایات نیج کرامات
قدوة السالکین زبدۃ العارفین حضرت افظع حاجی سید
وارث علی شاہ صاحب قدس سرہ الفرز

زیر اہتمام محمد احسان انجمن شیخ

مَطْبَعُ الْكَلْمَانِيَّةِ هَرَاطِيَّةِ حَجَّ مَطْبَعِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْدَهُ وَنَصْلَهُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

بعد حمد و شاد پر درودگار و درود سلام بر احمد مختار صلی اللہ علیہ و آله و آazio و اصحابہ وسلم
پہ بندہ کمترین خلاائق ایسید وار حمت کرد گار عابز و مسکین عاشق وارث شفیع التذین
چیکم محمد صندر علی وار لی بن شیخ سعادت علی عرف شیخ چسید ابن شیخ بہادر علی ساکن
موضع گرد تھیں نواب گنج ضلع بارہ بنکی وار دحال محلہ شیخا پورہ بہرا پ خاص غفار اللہ
لہ ول والدیہ بخدمت جمیع صاحبان برادران اسلام پر مختصر رسالہ میلاد شریعت ممح حالات
اُس سردار عالی وقار کے کہ جو پیارا ہے احمد مجتبی محمد صندر صلی اللہ علیہ و آله و آizio
اور دوارا ہے حضرت علی عزیز کرم احمد وجہ کا اور لاڈلا ہے حضرت فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہا کا اور انگھوں کا تارا ہے حضرات امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا
یعنی صرایہ افتخار جاوہ ای وجلوہ نامے انوار رحمانی حاجی احریں الشرفین مرشدنا و پیدنا و مؤمننا
حضرت حاجی حافظ وار تعالیٰ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش کرتا ہے اور ناظرین سے ائمہ اکابر کے
اگر کیس سرو خط پائیں قلم اصلح سے فرادرست کر کے عاجز کو منون منت فرائیں اور مورد
طعن و تشیع نہ فرائیں بل مصدق اکابر انسان قریب مِنَ السَّخَّرَاءِ وَالْمُسْبَيَّانِ بیت

غلام نہیں آن ناظرین ہا کرم کہ یک ہمواب بہیند و صد خطاب نہ شد

سماں اسر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ وَاللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَاهْمَلِ بَيْتِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَاصْحَابِهِ أَكْجَمِعِينَ وَسَلَّمَ

محمد پشم بر ا Rah شناخت	خدا را منتظرِ حمدان نیست
پریت ہم قاعده می تو ان کرد	منا جاتے اگر باید بسار کرد
خدایا از تو نورِ مصطفیٰ را	محمد از تو عی خواهی خس دارا

محب شان بعوو و برق ہے جس کا کوئی ہمتا و نظر نہیں۔ اسکی شان کیتاںی و بیشترالی
ہیں کسی کو مجال لقرن نہیں۔ جیسا کہ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے قُلْ هُوَ
اَوْ سَمَّ اللَّهُ اَصْنَعُ لَهُ مِثْلُهُ لَا يُلْدُ زَوْجٌ لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ بِرَوْدِيَّ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے پروردگار کی تعریف بیان
فرمائیں کہ ایا وہ نقرہ یعنی چاند می یا طلا یعنی سونے سے بنائے یا اسوا اسکے جبقدر
اور اشیاء ہیں اُن سے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
سورہ اخلاص نازل فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ اَحَدٌ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے
آپ کمیریجے کے میرا خدا تمام عالم کا خدا ہے اور وہ ایک ہے۔ اُس کا کوئی شرک نہیں

اور وہ اپنے ذات و صفات میں کوئی چیز نہیں رکھتا یعنی اندرا سکے کوئی چیز نہیں ہے
 اللہ الصَّدُّ خدا ایک ہے وہی پشت و پناہ نیاز مندوں کا ہے۔ تمام عالم اُس کا
 محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ الصَّدُّ کے معنی یہ ہے
 کہ اُس میں بوف نہیں ہے یعنی اندر اُسکے کا واؤک نہیں ہے نہ اسکا کھانے و پینے
 کی خواہش ہے کیونکہ اس جگہ اشارہ ہے ثبوت صفاتِ کمال کا۔ لم زل آخونک
 اشارہ ہے مجمع نقسان وزوال کا نصیب درویش کا یہ ہے کہ اختیار اپنے کو
 ساتھِ صمد کے چھوڑے کہ تمام دنیا کو محتاج اُس کا معلوم کرے جیسا کہ جب تھی
 تھابے اختیار تھا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

پھوڑات ہوا بے اختیار	صد ہزار سال بودا ندر قطار
نیت رہ در بارگاہ کہ سیر یا	کے چنم در شرح جان زین منا
غاشقان را نہ بیٹ دین نیتی	چیست مغربے فلک این نیتی

لَمْ يَلِدْ یعنی کوئی اُس سے نہیں پیدا ہوا۔ وَلَمْ يُوْلَدْ اور نہ کسی سے وہ پیدا ہوا۔
 یعنی اپیشہ تھا اور راجیشہ رہیگا اور وہ قدیم ہے وہ حادث نہیں ہے۔ وَكَمْ يَكُونُ لَهُ
 كُفُوْ أَحَدٌ نہیں ہے اور نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا اندرا سکے کوئی۔ حدیث میں آیا
 کہ سو رہ اخلاص اور ثلث قرآن کے ہی جو شخص ایک تہہ پڑھ تو گویا شن حصہ قرآن حکم کیا
 اور عین فہریت کیجاو جیسا کہ یہودیوں نے آنحضرت صلواتہ علیہ سے کہا کہ اپنے پور دکار کی
 تعریف میں اپنے توحید اپنے سو اخلاص اذل فرمائی اور اسکے لئے کوئی یک دلیل نظری حکم کی
 اور فرمایا قل دُهُو اللَّهُ أَحَدٌ یعنی کہ دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ خدا ایک ہے
 اس میں ایک کا دباؤ دیا ہوتا ہے کیا۔ اور خدا کا لیگاٹ و کیا ہونا ثابت کیا

اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور بے احیا ج ہے۔ اسیں خداوند تعالیٰ
 کی جہانیت کی نفی ہے پھر **عَيْلُ دُولَمُ يُوْلَدُ فِرَاكِرْ دَالَدُ دُولَدُ دُونُوْسُ کِيْ فِرَانِيْ**
 پھر **لَهْ كَفُوا الْحَدْدُ** اسیں جورو کی نفی فرمائی۔ جیسا کہ قرآن پاک کی ایک درسی
 آیہ کریمہ میں شریک باری کی نفی کی چنانچہ فرمایا ہے اسے پاک نے تو **كَانَ فِيهِمَا إِلَهٌ**
إِنَّ اللَّهَ لِفَسَدَتَا أَغْرِزِينَ وَآسَانَ میں کئی خدا ہوتے تو زین و آسان دونوں تباہ
 ہو جاتے۔ دلیل عقلیٰ و یا اس آیت کے معانی کی صحت دلیل عقلیٰ طلب کرتا ہے
 اور اس امر کی صحت پر لفظ دلالت کرتے ہیں۔ اب دیکھئے حمد کے لائق وہ ذات سے
 کہ جنے اپنی ذات کو حشم اغیار سے پوشیدہ رکھا ہوا اور اپنے حسن و جمال سے دیدۂ عقل کو
 نامیانا بنا یا ہو۔ اور اپنی وحدانیت کو بذریعہ اپنے جیبیں کے مخلوق کو مطلع کیا کہ اے جیب
 بہرے تم اپنی زبان سے مخلوق پر انطہار میری وحدانیت کا کر و بذریعہ سورہ خلاس کے
 اور پھر ظاہر کرو بذریعہ حدیث قدسی کے **كُنْتُ كَذِراً مَخْفِيَّاً فَأَجَبْتُ آنَّ اُعْرَافَ**
فِخَلْقَتُ الْخَلْقَ یعنی میں چھپا ہوا خزانہ تھا پس مجھے یہ خواہش ہوئی کہ میں چانجاو
 پس اپنے جیب کے نور کو ظاہر کیا۔ کیونکہ آسان وزمین و آسمان وہی جدہ ہے زار عالم کا انطہار
 اسی نور سے کروں گا۔ اور ماں کی وجہہ ہے زار عالم کا اپنے جیب صلے اللہ علیہ وسلم کو
 بناؤں گا اور پہلے اپنی وحدانیت اپنے جیب پر ظاہر کروں گا۔ تاکہ میرا جیب میری
 وحدانیت کو وجہہ ہے زار عالم میں ظاہر کرے۔ اور جو قابلیت و قبولیت میری
 وحدانیت کی رکھتا ہو گا وہ میری وحدانیت وہی سے جیب محمد مصطفیٰ صلے اللہ
 علیہ وسلم کو پہچان کر شید او فریضہ ہو گا۔ مگر ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے جیب کو
 اپنے نور سے پیدا کیا اور اندر ایک جواب کے رکھا اور نام اُس نور کا احمد مجتبی

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ اور اُسی نور پر خود فرنیقتہ ہوا اور فرمایا اے میرے
 اللہ علیہ وسلم اگر نہ پیدا کرتا میں آپ کو تو ہرگز نہ بناتا زین و آسان و عرش و کرسی لے
 دے ستم و فرشتہ گان ملارا علی وابنیا و اولیا و اصفیا و علماء و صلحاء و شہداء کو۔ اور اس
 واسطے یہ سب منظور ہوا کہ تم مجھے پہچانو اور تھماری ذات بابرکات سے میری مخلوق
 بمحکوم جان لیو سے۔ ان سب باتوں کا سبب عشق ہے کہ اگر نہ محبت ہوتی مجھکو اپنے
 تونہ اٹھا رہوتا زین و آسان و سارِ عالم کا۔ پس معلوم ہوا کہ جو کچھ زین و آسان میں ہے
 وہ بسبب ذات والاصفات احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ صحیح بخاری
 میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھسے فرمایا عمر نے جو شخص کے بیٹے ہیں اور
 انہوں نے کہا مجھسے فرمایا میرے باپ نے انہوں نے کہا مجھسے فرمایا اعمش نے انہوں نے
 فرمایا مجھسے جامع نے جو شادو کے بیٹے تھے ان سے فرمایا صفوان نے وہ روایت
 کرتے ہیں عمران سے جو حسین کے بیٹے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ بَعْدَهُ^{عَيْدِهُ} یعنی اللہ تعالیٰ تھا اور نہ تھی کوئی چیز سوار کے
 اے ایمان والواس حدیث کو خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سو اکوئی چیز نہ تھی۔ اب
 سنو سبے پہلے اُس نے کیا بنایا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آؤں ملخق
 اللہُ نُورٌ ای دُمْ نُورِ اللَّهِ وَخَلَقَ كُلَّ هُدْمٍ نُورٌ ای یعنی پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے
 بنایا وہ میرا نور تھا یعنی میں ہوں اور میرا نور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا اور میرے
 نور سے کل مخلوق بنائی گئی جو کہ یہ جدہ ہے اسرا عالم ہے۔ اب سنو کہ اس حدیث سے
 معلوم ہوا کہ اللہ نے ربے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 نور اپنے نور سے بنایا۔ اپنے نور سے بنانے کا یہ طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا

سایہ ظاہر کیا اللہ کا نور جیسا تھا ویسا ہی رہ۔ ائمہ کا نور کچھ گھٹ نہیں گیا۔ ائمہ نے اپنی صفت کا نونہ انسان میں بھی رکھا ہے۔ انسان کا سایہ اور عکس آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے اور ایک ہال بھی گھٹ نہیں جاتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ائمہ کا پہلا سایہ ہے۔ یہ سایا پہلے نہ تھا۔ فقط ائمہ ہی تھا۔ اللہ نے اپنا پہلے سامنے ظاہر کیا اور اُس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ تواب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوقات سے افضل و برتر ہیں۔ اب ثابت ہوا کہ آپ کی ذات تنہ ہے اور ہر دو جہان آپ کی فرع تو کیوں نہ فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک ہیں۔ انَّ الَّذِي
يَعْلَمُ عَوْنَكَ إِنَّمَا يُبَارِعُونَ اللَّهُ يَعْلَمُ اَمْ مُحَمَّدٌ صلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلِّمَ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ بیعت کرتے ہیں مجھ سے۔ حدیث قدسی خلق تک منْ نُورٍ يٰ وَخَلَقْتُ الْخَلَقَ مِنْ نُورٍ لَّقَ يَعْلَمُ ائمَّةُ اللَّهِ تَعَالَى لَئِنْ فَرَمَّاَكُمْ اَمْ مُحَمَّدٌ صلِّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلِّمَ پر اکیا ہیں نے تھکلو اپنے نور سے اور پر اکیا خلق کو آپ کے نور سے۔ خلاصہ یہ کہ آپ عاشق ہوا اُس نور پر اور تمام عالم کو شید اکیا اور اُس نور کے جنکا نام احمد بنتی محمل میٹھے صلی اللہ علیہ وسلم وَأَيَّهَا الْمَنْمَلُ وَيَا أَيُّهَا الْمَدْرِيزُ قرار دیا اور کہا کہ ہبلا و نگاہ طریقہ اپنے بننے کا۔ اسی وجہ سے کہ اقل ہی سے اُس نور کو اندر ایک بجا بپ کے رکھا اس لئے کہ جنکی ہبلا کو اس میں طریقہ اپنے بننے کا اُشقت نک نہ آگاہ ہو محبوب میرا۔ اور جسم وقت منتظر ہو گا تو آگاہ کرو ہبلا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس طریقہ سے کہ جو میرے بننے کا طریقہ ہے۔ اب شاش فراق نے شعلہ مارا اور اُبھر انfrac الفرق کی صد المساہ ہوئی اُس وقت اُس نور یعنی اپنے محبوب ظاہر کرنے کا سامنہ کیا۔ اور یہ کہا کہ میں بھی دیکھوں اور اپنے مخلوق کو دیکھاؤں تاکہ

اُس مخلوق کو معلوم ہو کہ یہی جدیب ہیں ائمہ تعالیٰ کے اور یہی باعث ہیں نہ ہو خاتم کے
اب نہ ہیں لانے کا سامان یہ تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا کا بد بنایا اور انکی
پیشائی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر کیا پس خلعت تسلیم نور محمد بنی صلی اللہ
علیہ وسلم کا قامت والا بآسیادت حضرت حضرت آدم علیہ السلام پڑھیک ہوا۔ اور جامہ
تفویض اداشت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدیم بذک آدم علیہ السلام پڑیبا ہوا اور
بعد درست ہونے قالب آدم علیہ السلام کے حق تجل علانے روح کو اُس ہی خل
ہونے کا حکم فرمایا جس وقت شمع جمال بامال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشائی نورانی
حضرت آدم علیہ السلام میں دیکھا فی الفورشل پروانہ کے مستانہ وار اُس قالب میں
اگر شرف و افتخار حاصل کیا اور اصلاحیاظاپنی لطافت و خیال کٹافت ظاہری
خاک حضرت آدم علیہ السلام کا نکیا۔ اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام سر کو
بلند کرتے ہی کیا دیکھتے ہیں ساق عرش مجید پر کا الہ اَللّهُ هُوَ أَكْبَرُ سُوْلَ اللّوُ
عملے ائمہ علیہ وسلم بخط نور لکھا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے التماس کیا کہ باز خدا
یہ کو نساعا عالمقاضم ہے کہ نام نامی اُس کا بر ابر نام گرامی کے لکھا ہے۔ ندا ہوئی کہ لے
آدم علیہ السلام یہ محجوب میرا ہے اور خاتم النبیین اور پیشوائے مسلمین ہو۔ اور کے
آدم علیہ السلام یہی محجوب میرا سبب طور پر اور تیری اولاد کا ہو اکیوں نکلے طور پر اُس
محجوب کا بعد ختم کل اہیا اؤں کے کروں گا۔ اسی واسطے نام اُس کا خاتم النبیین و
شفیع المذهبین رکھا۔ اور جمال بامال اُسکے سے اپنے کو مسروک کروں گا۔ اور انکی
امت میں بڑے بڑے اولیاء اوصیا والقیا و اپدال و افتاد و علماء و صلحاء پیدا کروں گا
اور اُس کی اولاد میں بڑے بڑے درجہ کے طبیین و ظاہرین و صالحین و شرمند ہوں گے

کہ اس درجہ کے کسی خاذان میں نہ ہونگے۔ بعدا سکے اپنے محبوب کو حبابے علحدہ کر کے بڑہ وصل سنا دنگا۔ تاکہ وہ مجھے دیکھے اور میں اُسے دیکھوں۔ اور یہ کہونگا۔ عِزْل

لے مھرب تجھے مختار بنا یا پس نے رسے افضل شہر اپار بنا یا پس نے محرم واقف اسرار بنا یا پس نے عاصیوں کا تجھے مختار بنا یا پس نے	تجھکو کوئین کا سردار بنایا پس نے شافع روز جزا فاسد آب کوڑ افسری دونوں جہاں کی ہومبارک تک کو ہر زمانے میں ہے گا تجھے امت کا خال
--	---

اور وہ جس طریقہ سے جہاب کو دور کر کے مجھ تک آ دیگا وہی طریقہ اپنی اسرت کے ان لوگوں کو بتا دیگا کہ جو اسکی محبت میں شمار رواز خود رفتہ ہو گے۔ تاکہ وہ درجہ قبولیت نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکر آتش عشقی محمدی ان کے دلوں پر شعلہ زدن ہو اور وہ لوگ پہ گئتے ہوں۔

ہر خطہ گھنچا کرتا ہے ول سعیے محمد ہے بحدہ گھن ول بشر کوئے محمد ہے چشم خدا سوئے گل روئے محمد بلحائے ہمیں ہمیں کوگر کوئے محمد مرغور پیاع آئی ہے ڈھیوئے محمد ہے طاٹی عبادوت ہمیں اپریل محمد	نہ خیزدی نزار ہے گیسوئے محمد کیونکر نہ فلک سرور احمد پھر جھکا کئے گلاہ اربوٹ میں کھلے پھول تو لاکھوں جنت میں نہ زدیا ہے دوزخ کے پری ہے شکست نفرت مجھے عنبرت نہیں کام کیوں کوئی وسیع میں کھلکھلے پھر س بخود
---	---

الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِمَنْ يُعِلِّمُ يَا أَيُّهُ الْمُكَفَّرُونَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

غواصان بجا لوگ و محرمان اسرار لہما حلقہ لہا فلاکٹ یوں پھر فرمائیں

کہ تیجہ خلق نہیں و آسمان و سماں پیدا شد جن و اس ذات خواجہ دو جہاں محبوب
 بس جائی ہے۔ اگر نقاش تقدیر صدقہ تصویر وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھینچتا۔
 قلم ایجاد لوح مکملات پڑھنے لکھتا۔ اور تختہ بندی ہمپستانِ اسکان سے گل با تجمل ذات
 احمدی صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب نہ ہوتا۔ کاشن اُرائے کاستان قدرت تختہ حدث
 پرچل آفریش نہ جاتا۔ اور اگر خورشید جمال مصطفوی مطلع قدم سے نورافشان نہ ہوتا
 آفتاب و اہتاب منہظہ کردہ نیستی سے میدان وجود میں نہ دکھاتے اور
 اگر چراخ رسالت محفل شریعت میں صورت ذاتے شاہد وحدت نہ ہوتا۔ عرش و
 کرسی لوح و قلم عرشت سرائے ہستی میں پھرہ افروز نہ ہوتے۔ بلکہ کوتاں اماکن میں
 یعیان اور جواہر معدن میں شمال بیبل گاشن میں نالاں شمع انہن میں تابان ملک فلک کے
 سبیع خوان نہ ہوتے۔ پس ظہور عالم و دیدہ انَّ اللَّهَ أَصْطَفَ إِدْمَ صرف لطیفیل
 نور سید و الانب و ظہور روز و انتہانَ اللَّهُ أَبْرَأْ هِيمَ خَلِيلًا مغض بکرت
 حضور اتنی قلبی۔ اور اگر چہ ظہور افسوس کا بعد ملکہ اور تمام انبیاء و مصلیین کے ہوا
 گرد حقیقت وہی نور سے مقدم تھا۔ اس مقام پر ایک تختہ و قیقی عارفانہ شیخ
 نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مرصاد العہاد میں لکھا ہے کہ آفریش اس
 محبوب کی مثال شجر و ذات سید بشر انسان نہیں ہے۔ اور درخت لگانے سے غوش
 حصول بارور ہے۔ گوپل بیضاہر بعد درخت کے ہوتا ہے گرد حصل وہی شر
 یعنی نجم باعثر وجود شجر ہے۔ اگر نجم نہ ہو پیدا شد شمال محل ہو۔ اسی طرح اگر
 باعجان ابداع کو شجرہ امکان سے ثمرہ ذات سرور بھی ادم منظور نہ ہوتا ہرگز
 جہنم بوستاں کوں و فاد کے نہ کرتا۔ چنانچہ خداوند عالم شان میں اپنے

جیب کے فرما تا ہے۔ لَوْلَكَ لَمَا حَلَقْتُ هَلَّا فَلَوْلَكَ رَبِاعی

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر جنپ کے آخر نبھو رآمدہ
اے ختم رسول قرب تو عالم شد	ویرآمدہ زر اہ دور آمدہ

الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ مَحْمَدُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

روایت ہے۔ بالتفاق مفسرین و محدثین ثابت ہو کہ جب خلوت نشین خلوت کردہ
کائناں اللہ وَلَعَلَّکُمْ مَعَهُ شَرْفٌ نے چاہا کہ نقاب اجھا ب ذات پے بدلت وہ
کمال لم نزل سے دور کرے۔ اور ایک آئینہ خدا نام تیار کر کے اُسیں جمال سما
و کمال صفائی دیکھے پس اپنے ہی نور پے کیف سے ایک حصہ جد اکر کے بنظر محبت
دیکھا اُس نور پر چیا فاصلب ہوئی اور قطرات اُس سے مترشح ہوئے اور ان قطرات
سے ارواح انبیاء رواویاں اوار و اوح ملکی و فلکی و حیوانی و روحانی و جمیع کونات
علویہ و سفلیہ پیدا ہوئیں بعد ازاں اُس نور کو حکم ہوا کہ کُنْ تَخَلَّدْ یعنی اسے نور ہو تو
محمد۔ اُس نور کا ال سرور نے تمہیں ارشاد کرن میں مثل ستون جھا ب عظیت تک
بلند ہو گر نہیں اور بے جیں ارادت نہیں طاعت پر رکھا سجدہ کیا اور پہ کلمہ
اَنْهَمْ لِلَّهِ زَبَانِ اخلاق سے مشکلم ہوا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے نور میں سے صرف
عبادات کے لئے بھجھے پیدا کیا ہے۔ اور تیرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم و خطاب
عبد اللہ در کھا۔ اس مقام پر ایک نکتہ عارفانہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
خطاب کیم اللہ اور حضرت علیؑ کا خطاب روزِ اندر کھا گیا اور محبوب رب
العالمین کا خطاب عبد اللہ بن ظاہر خطاب انبیاء موصوفین مغز و مکرم پہبنت
لقب مسرو ر عالم کے ہے۔ مگر بنظر مال دیکھئے تو اس خطاب سے افضلیت خاتم النبیا

صلے اللہ علیہ وسلم اور دوں پر واضح ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بغیر اے ملظوظ
این سچنے کی نہ اپنے کا لایم بدل دوں۔ یعنی نہیں پیدا کیا ہے جن و انسان کو مگر صرف واسطے
عبادت کے۔ انضل تین مخلوقات وہ ہے کہ جو حق عبادت ادا کرنے پوچھ کر
غرض پیدائش عن و انس عبادت تھی اور ذات پاک حضرت رسول عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے مجھے آفرینش پس غرض پیدائش یعنی عبادت نیچہ آفرینش یعنی محمد صطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بد رجہ کامل ادا ہوئی کہ خطاب عبد اللہ کا پایا اور دیگرانہیا،
علیہ السلام حق عبادت جیسا کہ چاہئے ادا نہ کر سکے تو اس خطاب سے محروم ہے۔
الصَّلَوةُ كَمَا أَسْكَرَهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت کی ابی عساکر بن کعب الاجوار سے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث
علیہ السلام کو کہا کہ اسے بیٹے پیرے بعد تم خلیفہ ہو۔ سو قائم رہنا بھی خلاف ت
ساختہ عمارت تقوی و عزوفہ و دلتنی کے۔ پس جب ذکر کرے تو اندر تعالیٰ کا تو
ذکر کرتا تھا اُسکے حیثیب محمد صطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اس واسطے کہ میں نے
دیکھا ہے نام پاک آپکا لکھا ہوا ساقی عرش مجید پر۔ حالانکہ میں درمیان روح
اور مشیٰ کے تھا۔ پھر میں نے آسانوں پر طواف کیا پس آسانوں پر آپکا نام لکھا
پایا۔ اور آسانوں پر کوئی ایسی وجہ نہ دیکھی مگر یہ کہ دیکھا نام پاک محمد صطفیٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کا لکھا ہوئے۔ اور البتہ بھی اندر تعالیٰ نے بہشت میں جائے آسانش
دی چھترستول پر نام آپکا لکھا ہوا پایا۔ اور نہ دیکھا میں نے بہشت میں کوئی محل
اوہ نہ کوئی کو ظرمی مگر یہ کہ پایا نام بیارگ حضرت محمد صطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم
لکھا ہوا اپسرا درج تھی میں نے دیکھا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا سینپور

وَرَاعِينَ كَمْ اذْهَبْتُ بِهِ شَاهِنْ وَهُرَيْتُ بِهِ حَرَقَنْ جَنْتَكَمْ اَوْ رَاهْتُ بِهِ تَوْلِيْنْ پَرْ دَرَجَتْ سَدَّه
الْمَشْتِيَّ كَمْ اَوْ رَاهْ بِهِ اَطْرَافَ پَرْ دَوْلِ جَنْتَكَمْ اَوْ رَاهْ دَيْوَلِ مِنْ فَرْشَتَوْلِ كَمْ اَوْ رَاهْ بَشَتْ مِنْ
كُوئِيْ اِيْسَادَرَخَتْ نَهِيْسَ هَمْ كَمْ حَسِنَه لَكَهَا هُوَ لَهَا لَهَا اللَّهُ تَعَالَى مَحَمَّدَ رَسُولُ اللَّهِ
سَوَابِيْ بَلْيَا ذَكْرَ مَحَمَّدَ صَلَّى اَهَمَّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاهْتَ كِيَا كَنَا نَامَ اُنَّ كَاهْ وَقَتْ بِيَا كَنَا اَسْطَمَ
كَهْ فَرَشَتْ مِيرَے اَسْ دِيْكَهْنَے کَقَبِيلَ سَهْ اُنَّ كَاهْ ذَكْرَ كَرَتْ هَمْ كَهْ مُؤْلِفَ كَهْتَا هَمْ
کَهْ بَهْجَيْوَدَ بِيْكَهْ مَجاَزِيْ عَشَقَ کَيْ کَيْنَيْتَهْ کَهْ جَهْنَمْ کَسَّ کَلَّا عَاشَقَ هَوَماَهَ دَهْ هَرَوْ
وَهَرَسَاعَتْ اُسَى کَاهْ ذَكْرَ کِيَا كَرَتْ هَمْ كَهْ اَسْقَرَ رَجَبَتْ هَوْ جَاتِيْ اَوْ
کَهْ جَائِيْ اَسْمَ عَظِيمَ وَاسْمَادَصْفَانِيْه بَارِيْ تَعَالَى کَهْ اَپَنِيْ مَعْشَقَ کَهْ اَسْمَ کَاهْ ذَكْرَ
کَرَهَا هَمْ اَوْ رَاهْ اَعْصَنَا وَهَرَبَنْ بُو اُسَ کَهْ اَپَنِيْ مَحْبُوبَ کَهْ نَامَ مِنْ مَشْغُولَ رَهْتَا هَمْ
گَوِيَا هَمْ نَامَ مَعْشَقَ وَذَكْرَ اَسْكَا وَصَلَّ هَمْ كَهْ دَوْلِيْنَ دَلَّا کَوَنَیْ اَگَلَيَا اَوْ رَاهْ سَوَا
اُسَکَهْ مَعْشَقَ کَهْ کَوَنَیْ ذَكْرَ حَبَّرَ اَتْوَدَه بَيْچَاهْتَا هَمْ کَهْ بِيْرَهْ زَرَدَ کَيْتَهْ اَطْهَرَهْ جَانَهْ
اوْ رَهْرَارَوْلِ تَدِيرَسِيْ اُسَکَهْ اَتْهَانَيْ کَيْ کَرَتْ هَمْ کَهْ بِيْرَهْ جَوْ اُسَکَادَلِيْ ذَكْرَهْ هَمْ
هَوْنَے پَآمَهَهْ اَوْ رَاهْ بَيْچَاهْتَا هَمْ کَهْ جَهْنَمْ بَهْرَے پَآسَ اَكَرَبَهْ دَهْ مِيرَے مَحْبُوبَ کَهْ
بَذَكْرَهْ کَرَسَے اَوْ رَاهْ کَوَنَیْ اَشْعَصَ اُسَکَهْ مَحْبُوبَ کَاهْ ذَكْرَ کَرَتْ هَمْ اَهْرَارَسَمَسِيْ مَنْکَارَ اَوْ لَكَهْ
مَطَلَوبَ کَنَامَ اُسَکَهْ گَوشَ گَذَانَهْ اَتْوَدَه بَيْگَهْتَا هَمْ بِاعَيْ

شکر ائمہ دو نگاہیں پڑھے میرے لگ میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چال تھکلو دوں ایاں بھی دل جو کچھ تو مانگے اسکو دوں

اک بار پیارے پھر تو کہاں دیکھ دیکھنا

دیکھو عشق مجازی میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ شنوی میں مولانا روم فرماتے ہیں کہ لیلی خلیفہ کے دربار میں لائی جاتی ہے اور خلیفہ لیلی سے پوچھتا ہے۔ شنوی

گفت لیلی راخلیفہ کاں توئی اڑ دگر خوبان تو افرؤں سیتی	گز تو مجنوں شد پر شیان غوی گفت خامشان تو مجنوں نیتی
دیدہ مجنوں اگر بودے ترا با خود می تولیک مجنوں بخود است	ہر دو عالم بے خبر بودے ترا در طریقے عشق بیداری بدست

جاصل کلام یہ کہ لیلی سے خلیفہ نے پوچھا کہ وہ تو ہی ہے جس کیلئے مجنوون یعنی عقل کم کر دہ ہو گیا ہے۔ اور حسینوں سے تو کسی بات میں توزیادہ نہیں ہے پھر ہے کہ بات ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ جب تو مجنوں نہیں تو خاموش ہی اگر تھوکو مجنوں کی آنکھوں میر ہوتی تو اس وقت دونوں عالم تیرے تر دیک بہ قدر معلوم ہوتے تھے میں اور مجنوں میں یہ فرق ہے کہ تو اپنی خود میں ہے اور مجنوں اپنی خود میں گزرن گیا ہے۔ اس نے بھکو میر ہی خوبی کا اور اگ نہیں ہو سکتا اور مجنوں کو میرے سوا کسی پر نظر نہیں اس نے اُس نے اور اگ کر لیا اور طریقے عشق میں بیداری وہ شیاری پڑی بات ہے جس میں گرفت غیر اندلائیم ہے۔ پس جیکہ غیر اندلائی کا خیال دامنگیز ہو گا تو اندلائی کا خیال اور طلب اور اس طلب کا ذریعہ یعنی ال اندلائی تلاش اور پہاڑ کیاں کہاں پیس رہو گی پس جیکہ دنیا کی محبت کا یہ حال ہے یعنی عشق مجازی کا تو عشق حقیقی کی کیا کیفیت ہو گی۔ کہ جس عشق کا کہ شرہ انسان کے دل میں اندلائی لے ڈال دیا ہے اُس کی کیفیت کے مثیل دیہانوں کے کوچھ گرد می و صحر انور دی کیا کرتا ہے یہ تو عوام کی حالت ہو۔ اور

جو خواص ہیں کہ جنکو اپنے حبیب اُنہیں ہم دشمن سے بچتے اللہ تعالیٰ و سلم کے نور کو کب
 نظر کھا دیا ہے وہ لوگ شب در در آسی ہجتوں ہوتے ہیں کہ ہر رات دہرات
 وہ شکل دل بانیری لظوں سے جدا نہ ہوا اور اسی کے فرقاً میں رضح تابع
 نہیں جائے ماؤں کو دنیا اپنیا کا خجال نہ دین کی خبر پھر عشوی غیقی کے اور انکی
 ہوا وہوس کو جد اکر دیا ہے۔ اگر باد ہے تو وہی شکل دل بانیر کا ذکرِ اللہ تعالیٰ ہے
 اپنے کلام میں کیا ہے اور اپنی مخلوق سے ناکید کر کے فرمایا ہے کہ جو مجھے مادر
 میرے جیسے چال رہا تو اس کا مقام دونخ ہے تو اے بخلہ مولازم ہے کہ محمد
 صطفیٰ صلحے اللہ علیہ وسلم اور انکے اہلیت و عترت و اصحاب کو جان دل سے
 یاد کرتے رہو کہ وہ سیارہ بخات یہی ہے کیونکہ ہر شام پر کلام پاک میں اللہ نے
 اپنے جذیب کے واسطے حکم دیا ہے۔ بدب یہ ہے کہ اپنے محبوب صلحے
 اللہ علیہ وسلم کو ہر طریقہ پر خوش رکھنا چاہتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ ان
 اللہ و ملکی عکتہ یہ صدیوں علی النبی یا بپھا الٰہ دین امتنی اصلوٰا علیہ وسلم و سلیوٰا
 سلیمہا ڈیعنی میں خود روکھیجنا ہوں اپنے جذیب احمد مجتبی محظوظ صلحے اللہ علیہ وسلم
 پر اور فرشتوں پر حکم کرنا ہوں کہ درود بھجو میرے جذیب پر تو اسے ایمان والو
 کم کیوں غفلت کرتے ہو درود بھجئے رہو میرے جذیب پر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنکا میری کل مخلوق سے میرا جذیب خوش نہ ہوگا ہرگز نہ
 داخل کرو نگاہیں میں۔ تو ٹلوگ ایسی تدبیر کر کہ خوش ہو جائے نبی تھارا تم سے
 کہ جنکی ذات پاک سے تم لوگ دنیا میں آئے اور اس کی امت میں داخل ہجئے
 اور اسکے خوش گر لے کی تدبیر میں بولا چکا ہوں تم لوگوں کو کلام پاک ہیں۔ اور

تھا رابنی نوڑ تکو ہتا ہے کا اپنے کلام سے۔ مگر انہوں نے غلطیت کرتے ہو تو مسیب
محبت دنیا کے۔ اور ہم کہو چکا ہوں کہ امّوں الکھدا و لا دکھ فتنہ لیکن تم
جیسا نہیں کرتے اور نہیں پوچھتے بھری ہوئی نیند سے کہ غلطیت کی نیند میں ٹپے
ہوے ہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قبل پیدا کرنے دنیا میں اپنے حبیب کے اور رابنیا، کرام
اپنے حبیب کے اوصاف بیان فرماتا ہے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيدَ صَلَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت ہو کتاب الحلیہ میں ابو عیم نے حضرت النّبیؐ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وحی بھی حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کمیطون
کہ کہد و بنی اسرائیل سے جو کوئی ملاقات کریں گا مجھ سے حالانکہ وہ منکر ہو گا احمد
صلی اللہ علیہ وسلم کا توہین داخل کروں گا اُس کو ووزخ میں کہا حضرت موحی سے
علیہ السلام نے اے رب میرے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوں ہیں جا پیدا
الشہر شہادت کرے ہوئے نہیں پیدا کیا ہیں نے کسی خلق کو بزرگ تر اپنے
تر دیکھا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ لکھا ہیں نے اُنکا نام اپنے نام کیا تھا
عرش پر گل اسکے کہ پیدا کروں آسمان و زمین کو۔ بیشک بہشت حرام ہے
میری تمامی نسلوق پر جیتا کرنا دا خل ہوں اُسکے اندر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اُن کی امت۔ عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ امت اُن کی کوئی
فرمایا کہ وے رب بڑی حد کرتے رہنگے۔ وقت چڑھنے کے اوپنے پر اور وقت
اُترنے کے پنجھ کی طرف اور ہر حال پر اور باندھنے کے ازاروں کو اپنے اور خوب
پاک کریں گے اسکوں دپاؤں کو اپنے اور روزہ رکھیں گے دنوں کو اور عبادات

کریں گے۔ اتوں کو یہ قبول کر دنگا تھوڑا عمل اور داخل کر دنجا بہشت میں اُن کو یہ
گواہی دینے سے لا الہ الا اللہ کے عرض کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند
مجھے بھی اُس امت کا کرنے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھی اُس امت کا اُسی میں کا ہو گا
پھر عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے کرنے امت میں اُس بھی کے۔
ارشاد ہوا موسیٰ سے تم پہلے پیدا ہوئے ہو۔ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھکنے بعد
پیدا ہونے گے مگر قریب اُو کہ اکھٹا کرو دنگا ہیں تکم اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
تو اے بھائیو کیوں غفلت میں پڑے ہو۔ از مے اس دنیا کو چھپوڑ کر اپنے بھی کی
محبت میں غلطان و پیچا ہو۔ اور شب و روز اُس کی یا وہیں رہو تو اکہ راضی ہو
اللہ تعالیٰ تم سے۔ اور جگہ دنے تکم کو اللہ تعالیٰ جنت میں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسی طرح سے وہ نور پاک جو کہ اللہ تعالیٰ کا پہلا سایہ تھا اور جس کا نام احمد صلی
اللہ علیہ وسلم رکھا اور اپنا جنیب پہلایا اور اُسی جنیب کی ذات یعنی نور سے تمام
عالم پیدا کیا اور اُسی نور کو پیشانی حضرت آدم علیہ السلام میں رکھا۔ اور وہی فر
حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت شیعہ علیہ السلام میں آیا اور
حضرت شیعہ علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام میں داخل ہوا اور پھر
وزیر بارجہ مسقیل ہوا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے حضرت اسماعیل علیہ
السلام بعد اُنکے نوبت پر نوبت حضرت عبد مناف سے حضرت ہاشم علیہ السلام
و حضرت ہاشم علیہ السلام سے حضرت عبد المطلب علیہ السلام اور حضرت عبد المطلب
علیہ السلام سے حضرت عبد اللہ علیہ السلام کے صلب میں داخل ہوا اکثر کی عنوان

اپنے اپنے مطلب کی درخواست حضرت عبداللہ علیہ السلام سے کرنے لگیں جفت
عبداللہ علیہ السلام نے حضرت عبداللہ علیہ السلام کا نکاح حضرت آمنہ رضی اللہ
عنه بنت وہب زہری کے ساتھ کروایا۔ اور اسی شب کو وہ نور متبرک حضرت
عبداللہ علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کو مرحمت ہوا

ذکر ولادت

ارباب تواریخ سے منقول ہے کہ جس را حضرت آمنہ خاتونؓ حاملہ ہوئیں اُس رات کو نام عالم پر نور ہو گیا۔ جب فہمیہ رائیع الاول کا آیا حضرت بی بی آمنہ خاتونؓ رضی اللہ عنہا کے دل میں عجیب طرح کی خوشی پیدا ہوئی۔ پار ہوئی تاریخ شب کو نہ آئی کہ تکو اُس لڑکے کی بشارت ہو چکھا۔ پہلین میں ہیں جب پیدا ہوں نام ان کا حمد و محظیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا۔ **عمر بن عبدالعزیز**

اُج وہ مطلوب کل ویدر العلاما نیکوہیں
اُج نور کبریٰ اصل علی کا ہے نہور
تھی اذل سے آئندھی سر الدار اصل علی
ثین سے جنکے منور ہیں ہیں فراسما
ہم گنگوہاروں کے اداہم کارون کر جو
رسکے مولا رسکے آقا پایے اللہ کے جنیب
ہادی اہ طریقت سرور گون و ملکان
رحمت حق امیت عاصی پی نازل کیوں نہیں

آئیہ توحید عرفان بر ملا آنے کو ہیں پیشوا نے مرسلان شاہ لو آنے کو ہیں لچ پر دُدہ غیر بے جلوہ فضنا آنے کو ہیں	ہو وحش و طیزیں مژده کہ اب کلمہ پڑھو مج رہا ہے غالباً دنوں جہاں میں یوں یجم عشق سب کو کیون نہ ہو محبوب خالق تریی
ہوفنا اپنے میں ویکھو دیکھو لاؤں کو عیاں وہ رخ انور جیب کبریا آنے کو ہیں	

بارہویں تاریخ ربیع الاول روز دوشنبہ وقت صبح صادق جیب کبریا حمد بنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن مادر سے فرش خاک کو منور فرمایا۔ اور حاشیوں کو کوچہ گردی و صحراء نور دی میں بدل لائیا۔

جیب کبریا صل علی تشریف لائتے ہیں وہ محبوب خدا صل علی تشریف لائتے ہیں وہی بدر الدجی صل علی تشریف لائتے ہیں وہی معینہ صل علی تشریف لائتے ہیں وہی شمس الصنی صل علی تشریف لائتے ہیں وہ دیکھو میر اقا صل علی تشریف لائتے ہیں	محمد مصطفیٰ صل علی تشریف لائتے ہیں کھڑا تعظیم کو ہوا صفا خلفت نہ کرتی مہرتاباں ہو شرمندہ کہ جسکے روئے روشنی قرانی کو دو ٹکڑے کرے جسکی محبت میں کریگی خاک جسکے عشو کی عاشق کے ہن من کو بمارک ہاو دیتا ہے صفا اہل محبت کو
--	--

سلام

اے شاعر! سهل طریقت سلام ہو اے شہسوار عرصہ کثرت سلام ہو	اے نخت فلک! ایج شریعت سلام ہو اے مخزنِ کنوز حقیقت سلام ہو
نازل خدا کا تمپہ درود سلام ہو اے نور ذات حضرت غفار السلام	ہستی ویسی کا جہاں تک قیام ہو اے پیشوائے صادق الاقرار السلام

ابے عاصیوں کے قافلہ سالار اسلام | مصباح دین خلاصہ ابرار اسلام

ہاں ذاتِ احمدیت کا جہاں تک بثات ہو

نازل خدا کا تمہرہ درود و سلام ہو

اَكْسَلُوَهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

طفیلو ط حضرت نظام الدین اولیار رضی اللہ عنہ مسے راحتِ المحبین مولفہ حضرت امیر خرس و رحمۃ اللہ علیہ میں صفحہ ۲۶ پر منقول ہے کہ آپ کی والدہ تولد کے وقت تھیں دیکھا کہ مکان یک بیک نور ہو گیا۔ اور کل ملکوت زمین و آسمان کے سرخود ہوئے روایت ہے کہ اُس روز سیکڑوں یہودی یہ دیکھ کر خفیہ ایمان لائے۔ اوجس جھرہ میں آپ پیدا ہوئے تھے وہ اب تک موجود ہے۔ جو اُس میں داخل ہوتا ہے اُسکے جسم سے بوئے مشک و عبر آتی ہے۔ اور اُسکے پڑے سات دن تک معطر نہیں ہیں۔ یہ قول حضرت معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور حضرت معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب تحریر فرماتے ہیں کہ جب عمر شریف آپ کی چار سال کی ہوئی تو حضرت جہریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم میرے حبیب احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی درہ لیجاؤ کر سینہ پے کینہ کو خام آلاش سے صاف کر کے مشک و عبر بہشتی سے پر گردو۔ چنانچہ حضرت جہریل علیہ السلام نے ایسا ہی حضرت خواجہ معین الدین نے تحریر فرمایا ہے کہ چاند و سورج کو ہونور دیا گیا ہے وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے مقابل داہم رائی کے برابر بھی نہیں ہے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ کون و مکان میں جتنے اشیاء ہیں ان سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا ہے اور انہیں

حکم ہے کہ تائیت نام مبارک آپ کا یتھے رہیں۔ اور زین و آسمان میں کوئی جگہ
ایسی نہیں ہے کہ بہار آپ کا نام لکھا ہوانہ ہو۔ اور جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ اپنے چوپا کے ہمراہ سفر میں جاتے تھے تو
حق تعالیٰ ابر کو حکم دیتا تھا کہ دھوپ سے آپ کو بچائے۔ اور سایہ کئے رکھئے اور آپ کا
یہ معجزہ تھا کہ جیسا آپ سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی پشتے دیکھتے۔ اور یہ بھی
آپ کا معجزہ تھا کہ آپ بیداری و خواب میں یکساں رہتے۔ اور آپ کی ایسی عالمی
شان تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر پیش تھیں اے محمد نہ پیدا کرنا تو زین و آسمان
وسار مخلوقات کو بھی نہ پیدا کرنا۔ اور بر و ذی قیامت حق تعالیٰ وہی کہیا جو آپ کہنے
کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جب فرمایا اور محبت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اوز افراط حب کا
سبب بھی ہے۔ اور تحریر فرمایا کہ جب دن حضرت علیہ السلام نے مردہ کو زندہ
تو ان کو حکم دوا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پڑھ کر مردہ پر
دم کرو حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرکشے
مردہ کو زندہ کرایا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کتاب روضۃ الواقفین میں تحریر ہے کہ ایک عارف نے تمام منازل ریاضت
ہبادی عیادات طے کیا اور بخیر شہود میں متفرق ہو کر بوسیلہ برائی عشق صفوتوت
ملائکہ دار وارج کو طے کرنا ہوا۔ مقام قرب میں پوچھا۔ اور عرض کیا کہ نو محمدی صلی
اللہ علیہ وسلم مجہر ظاہر کرنے جواب آیا کہ اسے عارف روحانیت بالله علیسوی
عالم پرہم نے ظاہر کیا۔ اور خوف بسبب وجہائے موئی ہماری درافت نسبت

وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ الْمُسِيْحُ بْنُ اُبْنُ اللَّهِ يَعْنِي نَصَارَىٰ لَئِنْ أُسْكُو فَرَزَنْدَهَا رَأْ قَارُودَا.
 اگر جہاں رسالت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم و کمال جلالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
 عالم پر ظاہر کروں تو تمام اموات خلقت پہنیں شجر و جگر گویا ہوں ملک و فلک کو
 قرار زے۔ زمرہ بنی آدم بلکہ عالم محمد پرست ہو جاوے۔ پس یہی مناسیبے کہ ہنوز
 کمال روحانیت و جہاں نورانیت پر دہ بشریت میں پوشیدہ رکھے کہ قتل
 إِنَّمَا آنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نَّبِيْنِ ہوں مگر شہر مثل تھاے۔ لیکن جب قیامت ہوا او
 اس سار پوشیدہ ظاہر ہوں تب آن قاب جہاں احمدی صلی اللہ علیہ وسلم مطلع بری
 روشن کریں تاکہ تمام عالم جانے کہ یہ کون تھا اور مقصود ایجاد ہیجده نہار عالم سے
 کیا تھا۔ مثنوی

حکمہ از ایجاد و عالم چہ بود	تَعْمَلَ مَرَاكِشَ دَاهِمَارَ بُودَ
گرنہ کہ نورش نقدم نہستی	زَآدَمَ عَالَمَ شَارَ کے یا فتی

الصلوة والسلام علىك يا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و سلم
 یہاں تک ذکر میلا و بنوی میں پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و پیدائش ہر دو
 جہاں کی اقوال و کتب اسے متداولہ سے تحریر کیا گیا۔ اب کتاب رسم حظہ
 اقوال شیخ عبدالقدار جیلانی شیخی اللہ تحریر کرتا ہوں۔ ثوب رسالت یارب آئی
 شیعی حلقت المکاریکہ میں نور اہل انسان و خلقت اہل انسان میں نہیں
 ذائقی پس سوال کیا میں نے کہ کس چیز سے پیدا کیا تو اسے پروردگار میرے
 فرشتوں کو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا کیا میں نے فرشتوں کو نور انسان سے
 اور انسان کو نور ذات اپنے سے۔ اے عزیز حضرت سلطان الابیان فرمایا

اَوْلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورٌ وَرُوحٌ وَعَقْلٌ وَخُلُقٌ اِنَّا هُنْ نُورٌ اِنَّمَا الْمُرْسَلُونَ هُنْ
 نُورٌ مُّبِينٌ اور بعض جگہ دالخلق مرنی دارد ہے۔ اے عزیز اول جو چیز پیدا ہوئی وہ نور
 مھر صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ یہ نور روح ہے اور یہی نور کل کا مصدر ہے۔ کہ
 لَوْكَاتْ لَمَا خَلَقْتُ اَنْكَارَكَ ذَلِكَ کُنَيْہٗ ہے اُسی نور سے کہ پیدا کیا تام موجودات کو
 تیرے نور سے یعنی اے محمد اگر نہ پیدا کرنا بھکو تو یہ موجودات ہوتے دیکھتا ہے ہرگز
 ظہور ہیں نہ آتا۔ لَوْكَاتْ لَمَا خَلَقْتُ الْجَوَنَيْنِ یعنی جو کچھ موجود ہے تیرے وعدے
 پیدا ہوا موجود سے مراد ذات کے ہے یعنی تیرے ہی سببے یہ عالم پیدا کیا۔ بلکہ ظہور
 خدا کی میرے کا تیرے ہی نور سے ہے۔ لَوْكَاتْ لَمَا ظَهَرَتُ الرَّبُوبِيَّاتِ یہ اشارہ ہے
 اُسی نور سے یعنی تام موجودات تھائے نور سے ظاہر ہوئی۔ اے عزیز جو نور اللہ
 تعالیٰ نے ظاہر کیا اور اُس کا تام مھر صلے اللہ علیہ وسلم رکھا بلا میسم مفہی اُسکے یہی ہیں
 اس مقام پر اشارہ مرتبہ حقیقت کا ہے۔ یعنی اپنے نور کو ظاہر کر کے دکھلانے کا۔
 پس انسان اکمل سے مراد احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جملہ موجودات فرشتہ زیر
 اُسی انسان اکمل کے نور سے ہوئی۔ جیسا کہ بزرگان دین نے تفسیر نور مھری کی کی کہ
 اور جملہ موجودہ اور موجودات کی پیدائش نور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمائی
 یہ اشارہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف ہے۔ کہ جبکو اللہ تعالیٰ نے جیب کر کے پکار
 اور اُسی محبوب کے شان میں لفظ انسان کامل کا آیا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ فرشتہ تیرے نور سے پیدا کیا اور تکو اپنے نور سے ظاہر کیا۔ نافرمان
 وَسَأَلَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِي بَعَثْتُ اِلَيْهِ اِنْسَانًا مُّصِيفًا وَجَعَلْتُ سَارِئًا لَّهُ كُوَّانَ
 مُطْبَعَتَ اِلَيْهِ اِنْسَانٌ یعنی اے غوث بزرگ میں نے انسان کو اپنا فرمان بردارنا

اور باقی کل اشیا کو فرماں بردار انسان کا کیا۔ انسان مامور و محاکوم میرا ہے اور کل جہان مامور و محاکوم انسان کا ہے۔ انسان امیر ہے و باقی اکوان مامور۔ انسان حاکم اور تمام جہان محاکوم ہے۔ کہ لِسَانُ اللَّهِ وَلَا إِنْسَانٌ ظِلُّ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ اور نسبت انسان کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ جَائِعَلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةٌ قَطْعَنَ

نہ بخود سے لامگاں آمد آدم	کہ نور پاک در دے بود عزم
اگر این بحکمت دانتے عزیز اذیل	ہزار اس سجدہ آمد دے دادم

اسے عزیز عالم کبرا میں حق سبحانہ تعالیٰ اتنا ڈیکھ شخص کے ہے اور انسان اتنا ند سایہ کے جیسا کہ نایا کو جب بش و سکون و قیام و قعود خود بخود نہیں ہے بجز حرکت کسی شے کے ایسے ہی انسان کو بھی حرکت و سکون و قیام و قعود بجز حرکت حق سبحانہ تعالیٰ کے نہیں۔ کیونکہ انسان مثل سایہ کے ہے کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ اور قدرت ظاہری جو کہ انسان میں موجود ہے یہ عظیمہ بلکہ حکم حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے۔ هُوَ الْحَقُّ الْعَقِيمُ كَمَا تَحْكُمُ شَيْئًا لَا يَبْدُونَ اللَّهُ جَوْهَرُهُ اور تحریر ہوا ہے اسکے بھی وہی معنی ہیں۔ بیت

پھوں تو دانتے کہ ظلکستی	فاغ غردنی و گریستی
-------------------------	--------------------

اسے عزیز فرماں برداروں سے کہا ہے کہ کسی چیز سے مخالفت نہ ہو جیسا کہ سایہ بسمہ وجوہ مطیع و فرماں بردار انسان کا ہے اور کسی وجوہ سے وہ مخالفت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انسان حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے مخالفت نہیں ہو سکتا اسے عزیزاب تو دریافت کر کہ راز و خطاب حضرت حق سبحانہ کا ہے یا حضرت محبوب کا کیونکہ انسان اکمل کون انسان اکمل وہی نور حبکو میں نے ظاہر کر کے

نام احمد مجتبی و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا اور قیام و قعود و سکون و حرکت تیرا
بسب میرے ہے تو مجھسے کسی وجہ سے مخالفت نہیں کر سکتا نہ گفتاریں اور
نہ کرداریں نہ احوال میں یعنی فرماناتیرا عین فرمانا میرے ہے اور جبقدر کام تیرے ہیں
سب میرے حکم سے ہیں۔ اسی سبب سے جملہ اکوان دجهان فرمان پر دار تیرا ہے۔
اب تو میرے حکم کی وجہ سے ہر کام پر قادر ہے۔ چوچا ہے سوکرے۔ اے عزیز
کس وجہ سے تو اپنے فعل پر قادر ہوا کہ جو تیرا فعل ہے وہ میرا حکم ہے۔ اسی طبقہ
پر کہ مجھسے میں نے تمام عالم کو پیدا کیا اب جو تمام عالم کا فعل ہے وہ تیرا حکم ہے
اسی طرح پر تو میرا حکوم ہے اور میں تیرا حکم اور تمام عالم تیرا محکوم اور تو تمام عالم کا
حاکم۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ تیری حکومت تمام عالم پر ہے صحیح ہے۔ مگر کل جہان کا
حاکم ہیں ہوں۔ اور تمام جہان محکوم میرا ہے۔ ایسا ہی تجھکوئیں نے تمام جہان کا
حاکم بنایا اور تمام عالم کو تیرا حکوم۔ یا نَعُوذُ بِالْكَعْظَمِ نَعْمَلُ الطَّالِبَ آنَا وَنَعْمَلُ
الْمَطْلُوبَ الْإِنْسَانَ وَنَعْمَلُ الرَّاكِبَ الْإِنْسَانَ وَنَعْمَلُ الْمَكْوُبَ لَهُ سَارِعِ
الْأَكْوَانِ اے غوث بزرگ کیا اچھا ہیں طالب ہوں پنے مطلوب کا اور کیا اچھا
مطلوب جو انسان اکمل ہے وہی انسان اکمل میرا مطلوب ہو اور اُسی کا کیا
اچھا فرکب تمام مخلوق ہے۔ کیونکہ میں نے احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنے نور خاص سے پیدا کیا اور میں طالب ہوا اُسی مطلوب کا جسکے باعث
تمام عالم ظاہر ہوا۔ اسی وجہ سے وہ رکب ہو اور تمام عالم اُس کا مکوہ ہے۔
اے عزیز کیا اچھا نازمے مطلوب کا یعنی انسان اکمل کا اور اچھا نازمیان یعنی
شوq و ذوق عاشق کا ہے کہ مجھسے ذوق و شوق میں تازیان کرتا ہوا یعنی

ذو رتا ہوا کیا اچھا فرمان دزمیان طالب و مطلوب کے رکھا کہ نیکو طالب منعم نہیں کو
مطلوب انسان اکمل۔ اسے عزیز دی ریافت کر کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ صورت محمدی و
لاراحمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق نہ ہوتا تو یہ فرمان دزمیان میں کیوں رکھتا کہ
یجیہمہ و میجیہمہ اور حکم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فتنہ ان کو تھیجیوں
اللہ فاتحی عویٰ یجیہم کم اللہ اسے عزیز یہ خطاب طرف محبوب کے ہے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا اچھا طالب ہوں تیرا۔ اور تو کیا
اچھا مطلوب ہے تیرا۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا تو طالب ہوں تابعان کا
کہ چقدر تیرے تابعان ہیں وہ سب تیرے مطلوب ہیں۔ بیت

عاشقان ہر چنپ مشتاق جمال ولبِ اللہ	دلبران بر عاشقان از عاشقان عاشق نہ
عشق می سازد محبت و حسن می نازد عشق	لکے آئے زیں دو معنی عاشق یک دیگر نہ

گریبیتِ حصل سے ہو۔ اگر تحقیق نظر کرے تو خود طالب و مطلوب وہ خود
عاشق و خود عشوق ہے۔

پس جبکہ حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات سفیر مخاوات صاحب
قابل قوسین اولادی احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مژده لوكاں
لئے خلقت الکافلکاں سنگر حدیث قدسی آنامن نویں اللہ والخلق مرن
نویں کی نوید طالبان دیدار کو جکم بخون اقرب الیہ من جبیل الوریب سنار کرو
تحقیقت معنوی کی باطن میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ظاہر ہو کر فرمایا کہ ما نزید

سلہ بن حدیث را دیت کر دند ترددی و حاکم و عرآن بن حصین کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودیں یعنی یہ
از علی س نوبت تکرار دین لفظ کر دی گفت بدستینکار علی از من و من از وے ام داد دالی ہر مومن است
بعد از من۔ صراحت محدث سنفیہ ۱۲۷۴

من علی انا نعلیاً میں وانا منہ وہ وہ ولی کل موسن بعد اسی وانا مدینۃ العلم و
علی بابها اور فرمایا من اراد العلم فالعلم فیلیات الباب پھر فرمایا انا دارالعلم و
علی بابها تعلیم سیم سے ہدایت مستقیم کی فرما کر حیات النبی کا مرتبہ اپنی ذات یعنی نور
نور کے جو سایہ تھا حقیقی بیانہ و تعالیٰ کا تحقیق کر کے قائم کر لیا۔ اور خطاب منسلام
علی طریقی فھو الی اور لقب علامے امتی کا بنیائی بُنی اسرائیل کا نبیت
جملہ صحابہ عظام و اولیاء کرام و علمائے شریعت و طریقت کے مختص فرما کر مرشدی
و مترشدی یعنی پیری و مریدی کو پہ ہدایت اِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ
فَوْقَ أَيْدِيهِمْ هُوَ وَحْکَمَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کے تایوم القیام جاری کیا اور ہر
ایک کو حصہ دولت عرفان و مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کا بوجب وعد
وَاللَّهُ كَأَلِيمٌ بِمَا تَحْسِنُونَ کے علی الدوام عطا فرمایا۔ اب وہی حضرات پاپ کا
ناہج ان منابع شریعت و سالکان سالاک طریقت و متزل رسیدگان ولایت
سرفت عارفان حقیقت و فضیلت یافتگان ایاں کے نعمت دادیاں کے نسبت عین و
خَصْوَصِيَّةٍ وَارَانَ وَاللَّهُ يَخْتَصُ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
ما جدار ان خلعت وَكَثُرُوا وَلَكُوْنُتُمْ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصُنَ مِنَ الْأَمْوَالِ وَ
إِلَّا لِنَفْسٍ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرُ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ وَاقَامُتُ وَزِيدَ كَانَ يَاْئِهَا

صلوٰہ دریث نعم مردیست برداشتہ بزار و طبرانی در او سط از جابر بن عبد الله و برداشت طبرانی و حاکم و قشی
در ضعف اور ابن عدی از ابن عمر و حاکم و ترمذی از امیر المؤمنین علی یعنی ائمۃ عنہ کے گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابها من مدینۃ علم و معلمی دیسے او است در در دایت و گیر آمدہ کفر و من اراد العلم
فلذات الباب ہر خواہ علم اید باید کراز در در آید و در دایت دیگر نزد علی ترمذی انا امیر المؤمنین علی ہم مروی است کہ رسول
اللہ فرمودا نا دارالحكمة وعلی بابها منہم احکمہت وعلی در آس۔ در صواب عن محمد بن جعفر کی صفحہ ۱۳-۲۰۰

الَّذِينَ أَمْنَوْا سُلْطَانًا بِالصَّابِرِ وَالصَّلُوةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ خَطَا بِإِرَادَةِ
 وَإِنْ كَانَتْ لِكَيْرَةً لَا يَأْكُلُ عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ مِنْهُمْ مَنْ صَبَّ يَا فَنَّانَ وَمِنَ النَّاسِ
 مَنْ يَتَخَذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ وَمَنْ كَحِبَّ اللَّهُ وَپَرْسِيرَزْ كَارَانَ
 وَمَا أَهْلَبَهُ لِغَيْرِ اللَّهِ شَتَا قَانَ وَعِدَهُ الَّذِينَ يَظْنُونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا
 رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ خَاصَانْ خَصُوصِيَّتُ فَادْكُرُوا فِي آدَكُرُوكُمْ
 وَأَشْكُرُوكُمْ وَلَا تَكُفُّوْنَ بِهِرَهْ مِنْ دَانَ يُوتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ
 يُوتِي الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتَى خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَكَّرُ إِلَّا أُولَئِكَ الْمُبْلِيَّنَ
 تَارَ كَانَ شُوكَتْ وَجَاهَ زُرِّيَّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهْقَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَيْنَ
 وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقْنَطِرَةِ مِنَ الدَّاهِبِ وَالْفَضْلَةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْكَلْعَامَ
 وَالْمَسْرَبَتِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْجَبَوَةِ الدَّاهِيَّا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَأْبِرِ قُلْ وَلَا تَبِعُوكُمْ
 صَدَرَشِينَ مُجْلِسُ الْفُقَرَاءِ الَّذِينَ احْصَرُوا فِي سَيِّلِ اللَّهِ كَيْسَتَ طَبِيعُونَ
 ضَرِّيَّا فِي الْكَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ مَأْغِنِيَّا مِنَ الْقَعْدَفِ تَعْرِفُهُمْ
 دِسِّيَّا هُمْ كَا يَسْعَلُونَ النَّاسَ إِلَحَافًا تَاجِدَارَانْ مُحْفَلَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَ
 اَصْلَحُوا وَأَعْصَمُوا بِاللَّهِ وَخَلَصُوا دِيْنَهُمْ بِاللَّهِ قَوْلَيْكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَسَوْفَ يُوتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا وَسَيِّلَهُ بَارِيَانَ قُلْ إِنَّمَا
 يُحِبُّونَ اللَّهَ فَإِنَّمَا يَتَّبِعُونَ يُحِبِّبُهُمُ اللَّهُ وَظِيفَهُ بِرْ كَرِيدَكَانَ كَعْنَدُمْ حِبْرُ أَمْلَقُ
 اخْرَجَتْ لِلنَّاسِ تَامِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَوْمِنُونَ
 بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْفَضْلَاءِ أَوْلَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتُهُمْ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةُ وَأَوْلَائِكَ هُمْ
 الْمُهْتَدُونَ كَمَلَ كَمَلًا وَمَا خَلَقْتُ إِلَيْهِنَّ وَالْأَنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

تفہیم آیات قرآنی مذکورہ بالا۔ ایاکَ لَعَبْدُ رَفِیقِ مُولَانَا يَقُوبْ چرخی جنت اللہ
علیہم السلام یعنی اے بندوں میرے تم سب کو کہتم تیری ہی بندگی کرتے ہیں۔ بہت اہل
معرفت کہا ہے کہ عبادت کے مراد ہم تن مشغول رہنا ہے۔ یعنی قلب کا شغل
خدمت ہے۔

ہر کہ خدمت کردا و مخدود شد	ہر کہ خود را دیدا و محروم شد
----------------------------	------------------------------

اور زبان کا شغل مدع سوالی ہے اور لفظ لعبد عبادت کے ہے یعنی عارفونے
کہا ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ اپنے عضو کو یاد آئی سے متھک رکھے جیسا کہ اپر کھا
گیا ہے دل کو معرفت کے۔ توں کو مشاہدہ سے نفس کو عبادت کے۔ زبان کو بحی
شاغل رکھے۔ ایاکَ لَعَبْدُ دونوں الفاظ عبادت و عبودیت ہیں۔ عبادت کے
مراد بندگی کرنا۔ اور عبودیت کے بندہ رہنا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ویسا ہی ہونا چاہئے یعنی
تیر بندہ رہوں میں۔ اسکی شرح یہ ہے کہ تیرے بندہ ہونے کا کام کروں میں
جیسا کہ مال کی زکوٰۃ اور صدقہ فیینا عبادت ہے۔ اور اگر کوئی ظلم کر کے کسی مال
لے لیوے اور وہ شخص راضی برضا ہے تو پیر عبودیت ہے عبودیت کے بھی
درجے ہیں مثلاً اسکے حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ظلم کر کے کسی کمال ایک
درہم لے لیوے۔ اور وہ بندہ راضی برضا ہو کے خاموش رہے تو یہن لامکہم
از خود دیدنے سے بہتر ہے۔ تو معاوم ہوا کہ عبودیت کے مراد بندہ ہونا ہے اور بندہ کا
فرض یہیں راضی برضا رہنا ہے۔

بندہ وہی ہے خوب بتوابعت قدم ہے	انفسن یحیا کی حکومت میں کم رہے
--------------------------------	--------------------------------

او ر علما ر ظاہر فرماتے ہیں کہ تم عبادت کرو تاکہ موت نصیب ہو موت بجائے خود

ایک نعمت دو سے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہنی آدم گھنٹا رہے اور فرانزیز
بنات ہو۔ علمائے بالمن فراتے ہیں کہ تم عبادت کرو تاکہ تھیں ایقین کامبرے
نصیب ہو۔ وَاعْبُدْنَا بِكُلِّ شَيْءٍ يَا أَيُّهُكَ الْيَقِيْنُ اور جب تم بندہ اوسے تو
رضاء و تسلیم پر مکور ہنا چاہئے۔ جو کچھ تمہارے ساتھ حق تعالیٰ کرنے خواہ وہ تمہارے
لئے بہتر ہو یا بدتر ہے

باد و قبلہ در رو تو حیدر تو ان رفت رست
پار خدا نے دوست باید یا ہوئے نویشن

قرولطف بہ منجانب حق ہیں دونوں کو یکساں جانے کے رو

عاشقہم بر قدر لطفش محبد	لے جھپٹ من هاشق ایں ہر دو خدم
-------------------------	-------------------------------

مشیخ محقق خاوند سعید رحمۃ اللہ علیہ کابلی فراتے ہیں۔ اشعار

گر مراد وزیر بسوز دخاکساری گو بسوز	در مراجعت نباشد بستان گومباش
من سگ اصحاب کنغم بر مراد ماقی یحیم	گر دہر در منی بگارم استخوان گومباش
و مقام ذات مطلق کی محبت کا ہے بیجو دیت مقام قضا پر راضی ہئے کانام ہے	
اگر کمال طلب میکنی چو کارافتاد ہیں قضا عمر کنی در رضا کرو در بقض	
چون و چرا کو چھوڑ دو تاکہ بندہ ہونے کافی حاصل ہو جائے سُبْحَانَ اللَّهِ	
اسٹری بعید لیا اشارہ اسی کی بیرون ہے کرامت کا تاج اور امامت کی خلعت	
اسی کے باعث وجود محدود نہیں کہ یا عبادی لاخوف علیکم الیو و عوکا	
انہم میخواہون فضیلت یا فتنگان و لایاک سنت عین اور اے اللہ مجھی	
سے میں یاری چاہتا ہوں و بس والحضر مستقاد مِنَ السَّقْدِ بِمَوْلَائِنَ	

لَكَ أَنْ تَجْعَلَنَا عَابِدِيْنَ لَكَ كَانَ نَعَيْنَكَ يُعْنِي أَنْ اسْتَعِينَ بِالْيَقِينِ طَلْبَ
كَرَّاتِهِ مِنْ تَحْسِيْسِهِ جِيْسَا كَمَا عَلِمَ الْيَقِينِ دِيَارُونَةِ عَابِدِيْنَ كَوْ وَبِيَا هِيَ عِيْنَ الْيَقِينِ تَكَ

پروچاہ محفکو طبیت

گوش دلالت و چشم اهل صمال	چشم صاحب حال گوش است اهل قال
دانش از علمت یقین از سخن	پختگی چوں در یقین منز نزل کن
یعنی مقام علم الیقین پر قیام مست کردار عین الیقین کو طلب کریت	
تاسوری نیست آں عین الیقین	گریقین خواهی تو در آتش ششیں

یا اللہ مجھکو وہ آنکھ دے کے ہر وقت جمال تیرا دیکھوں۔

ذکر شیخ نجفان نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت نماز مغرب میں امام تھے جب
ایاں نعمت و ایاں نعمت نستیعین پڑھا اُس وقت ایک نعرہ مارا اور بیویوں ہو گئے
اور گر پڑے۔ جس وقت ہوش آپ مقتدیوں نے کہا کہ اے شیخ یہ کیا حال آپ کا
ہوا شیخ نے فرمایا کہ جب میں نے ایاں نعمت و ایاں نعمت نستیعین پڑھا تو مجھے
خوف معلوم ہوا کہ کوئی مجھسے کہتا ہے کہ تو میری سندگی کرنا ہے اور مجھسے یاری
بھی طلب کرتا ہے اور بوقت بیماری طبیب سے دار و چاہتا ہے اور سلطان سے
یاری کا خواستہ گار ہوتا ہے یہ کیوں دروغ گوئی کرتا ہے۔ اہدیں کا الضرکار
المُسْتَقِيمُ وَكَهْلًا مُحْكُمًا رَاهٌ سَيِّدٌ هُنِيَّ پَادِارِی دے مجھکو اور پاؤں رافکے
جو دکھلایا تو نے۔

قول حضرت علی مرضی کرم اللہ وجہہ قال الْأَمْرُ الْقُسَيْرِيُّ رَحِيمٌ مُّهَمَّ اللَّهُ عَلَيْهِ
إِهْدِنَا إِلَيْكَ وَاجْعَلْنَا عَابِدِيْكَ وَكَنْ تَعْلِمُكَ دَلِيلَنَا وَ

یَسِيرَ الْيَمَنَ سَبِيلُكُنَا یعنی وہ راہ دکھلانے کو جن سے مشاہدہ ہوا اور جمال اپنا دکھلنا
 اور مرت پھیر اپنے جمال دکھلانے کی راہ سے اور مرت پھیر میرے اقبال کو درگاہ
 جلال اپنے سے۔ اور کہ مجھکو دلیل پر اور آسان کر مجھکو اور پر راہ کے و قال
 عَلَاءُ الْمَعْانِي وَالْبَيْانِ الْمَرَادُ بِالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ دِينُ الْأَسْلَامُ عَلَى طَرِيقِ
 الْأَسْتِعْارَةِ الْمَعْرُوفَةِ الْأَسْتِقَامَةِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ وَالْأَحْوَالِ وَقَالَ
 سَيِّدُ الْطَّالِفَةِ جَنِيدُ رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْهِ كُنْ طَالِبُ الْأَسْتِقَامَةِ وَلَا تَكُنْ طَالِبُ
 الْكَرَامَةِ فَإِنَّ الرَّبَّ تَعَالَى يَطْلُبُ الْأَسْتِقَامَةَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَاسْتَقِمْ كَمَا أَمَرَ
 وَالنَّفْسُ يَطْلُبُ الْكَرَامَةَ اَسْتِقَامَةً ظَاهِرَهُ رِعَايَتٌ حَدُودٌ شَرِيعَةٌ هُنَّ اَوْتِيقَاتٌ
 بِاطِنَهُ لُفْنٌ مَاسُوا اللَّذُرَبِ هُنَّ كَمَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبِّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا
 خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزُنُونَ ۝ يَهْ مُرْدَةٌ عَظِيمٌ هُنَّ خَاصُّ كَرَابِلَ الْاَسْتِقَامَةِ
 كَمَا وَاسْطَلَ اَسْتِقَامَوْا وَلَنْ تَخْصُوا اَبِي لَنْ تَطِيعُوا كَامِ اَسْكَادَ شَوَارِبِ هُنَّ
 خَصُوصَيْتَ دَارَانِ وَاللَّهُ يَخْتَصُ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
 الْعَظِيْمِ (الْفَسِيرُ حَقَانِي) وَيَكْبُرُ اللَّهُ تَعَالَى اَبِرَ فَضْلٍ وَكَرَمٍ وَالاَبِرُ هُنَّ كَيْوَنَكَ جَوَگَ
 الْمَدُّ اَوْ اَسْكَنَ جَيْبِ رَسُولِ اللَّهِ كَوْنَ اَحْمَدُ بْنُ سَعْدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پِرَ
 سچ دل سے ایمان لائے ہیں اور ان کی محبت یہیں جان و مال اپنا نثار کر دیتے ہیں
 اور اُسی کی جستجو ہیں شب و روز رہتے ہیں انھیں لوگوں کے لئے اللَّهُ تَعَالَى فرمان
 کہ جسکو یہیں چاہتا ہوں کہ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کروں یعنی نکال لو اُن
 لوگوں سے کہ جو بھسے اور میرے حبیب احمد جنابی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے جدا ہیں
 اور زیبی چیزیں اسوا میرے ہے اُس سے محبت کرنے والے ہیں۔ اور ہر آفت میں

انجھیں سے پناہ اٹھنے والے ہیں۔ پس محبت فی اللہ کرنے والوں کا مرتبہ خصوصیت
ہے۔ تاہجد ازان خلعت وَكَبَّلُوا نَكْبَشَيْهِ مِنَ الْمُحْفَفِ وَالْمُجْوَعِ وَنَقْصِ
مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرُ الصَّابِرِينَ اے ایمان والوہنے
جھڑح کعبہ کو قبلاً بنانے میں اور نعمتیں لٹھاتے حال پر کیں ہیں اور منخالف انسکی
حقیقتے ناواقف ہو کر اعتراض کرتے ہیں اسی طرح ہمنے ہر بھی نعمت یہ دنیا ہو
کہ لٹھاتے پاس تھیں ہیں کا آیات نار رسول ہمیجا کہ جتنے نہ صرف کلام ڈھکر لوگوں کو
سننا یا بلکہ زکریہ نقوس اور تہذیب ارواح کی اور حکمت نظریہ اور علمیہ اور
کتاب سکھاتے اور بہت سی باتیں تکو سکھائیں کہ جس کا اثر تمنے دیکھ لینا۔ اور
اے ایمان والوہنے کہتا ہوں تھے کہ مرد انگو بمحضہ اور صبر کر و محبہ اور نماز پڑھو
تو بیشک میں ساختہ ہوں لٹھاتے اور مت کھوان لوگوں کو مردہ کہ جو اللہ کی
راہ میں مرے ہیں یعنی ان لوگوں نے اپنے دین کے واسطے جاد کیا اور اپنی خانہ بونکو
ہلاک کیا وہی لوگ دنیا میں شہید کہلاتے ہیں اور زندہ ہیں۔ وہ جو لوگ
نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تور خدا۔ حدا یاث اول مخلوق اللہ نوری و
مِنْ نُورِ اللَّهِ وَخَلَقَ اللَّهُمَّ مِنْ نُورٍ يُپْرَعَشُ ہو کر اپنی خواہشات دنیا والذات
وَالْأَنْشَ دنیا کو ہرگز کر کے اپنے محتشوں حقیقی کی للاش میں اس جسم خاکی کو فنا
کر کے ہر دقت جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق میں بجالت سکر یعنی مہبوب
رہتے ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے حیات ابدی کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

دُبُرِ زَمَنِ مَسْرُورِ دَائِكَمَ دَلْشِ زَنْدَه شَدَّ بَهْ شَقْ

ثَبَتَ اَسْتَ جَبَرِ بَرَدَه عَالَمَ دَوَامَ نَا

کس لئے بیت

اک شہر گانج سے تسلیم را ہزاں از غیب جان یگرت

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیٹا کس تھا اس امتحان کرنے کا ہر طریقہ پر کہ فحلا مازل کر فنگا
تپر کہ نہ بہت سے پانی جس سے خشک ہو جائیں گے باغات پہل دار اور تالاب کوں یہ
کہ جس سے نفع اٹھاتے ہو تم پھر بھی تلوگ نہ یاد کرو گے مجھکو اور یہی کتنے پھر گے
کہ تباہ گر دیا خشک سالی نے پھر یہ کہ وہنگا کہ تمھارے مالوں کو اور تمہاری جانوں کو نہ کو
بذریعہ داؤں کے تلف کراؤ نگا۔ اور بذریعہ بیماری کے تمہاری جانوں کو اور
تمہارے عزیز و اقرابوں کی جانوں کو ہلاک کر فنگا۔ اسپر بھی تلوگ نہ یاد کرو گے
مجھکو اور نہ اپنے رسول کے حکم کو کس لئے کہ اسلام عشق آئی کا نام ہے اور
عاشق نام مقاصد میں ناکام ہے۔ عشق کا جب کوئی نام لے دے پہلے اپنی رزو
کے درخت کو جڑ سے کاٹ دے بقول حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ ۵

ز مصحف بِنْخَ دلدار آیت بِنْخَوَان
کہ آب بیان مقامات کشف کشاف امت

بِحُجَّبِ آیَهِ كَمْسَه وَالَّذِينَ يَنْ جَاهَدُوا فِيْنَا النَّهَرِ لِيَنْهُمْ سُبْلُنَا
وَاقَمْتُ وَرَزِيدَكَانِ يَا يَهَا الَّذِينَ أَصْنَوْا سُتْرَيْنُوا بِالصَّابِرِ وَالصَّلَاةِ
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ اے ایمان والواس بارگراں کو وہی شخص اٹھا سکتا
کہ جو اسرہ اللہ سے فراغت حاصل کر چکا ہے۔ اور اپنے نفس کو پھان لیا ہے
بِحَدِّاقِ حَدِيثِ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ پس انھیں حضرت کو
الْمَدْجَلِ شانہ کی قربت حاصل ہے۔ وَلَنْ كَانَتْ لَكَبِيرًا لَا عَلَى الدَّيْنِ

البستہ یہ دشوار ہے مگر اپر ان لوگوں کے دشوار نہیں ہے کیونکہ پہچانا جن لوگوں نے
اہل پاک کو اور اُسکے صدیق کو اے امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نہیں
برگزیدہ کیا تھا اور امتوں سے کہ وہ لوگ کسی نبی کو مانتے ہیں اور کسی نبی کو نہیں
مانتے اور تمب کو مانتے ہو اور تم اپنے نبی کے سچے عاشق نار و فرماں بردار ہو۔
کیونکہ جب طرف تکو تھارا بنی حکم دیتا ہے بلا چون وچڑیں کرتے ہو۔ اسی طرح
ہر بات میں تھا امت وسط یعنی پورا و کامل بنایا تاکہ تمب لوگوں کے لئے ادائی
بنو اور تسلیوں کا ادائی وگواہ تھا را بنی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو کچھ اہل دعا
تھا اے نبی پر بطور القایا وحی کے نازل کرے تم ان پر ظاہر کرو اور جو لوگ اپنے معبود
حیقی اور اُسکے صدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لائے ہیں یعنی
تصدیق کامل ان کو حاصل ہو گئی ہے وہ لوگ ایسے ہیں جب طرح عقلمند مریض اُس
چکم کے نسخہ کو بلا جبت و تکرار قبول کر کے دو اکوپی لیتا ہے کہ جسکو دل سے چکم
حاذق منفید جانتا ہے اسی طرح سچی تصدیق والے بے کھٹکے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کو قبول کر لیتے ہیں اُنکے سرم وہمت ملکی کے خلاف ہو یا موافق۔
وہی لوگ ہر وقت یہ کہتے ہیں۔ مصروف

جائیں گے اُس طرف کو جدھر پا ریچلے

کیا اچھا قول ہے کسی بزرگ کا بیت

رسانہ درگ در نم افگنندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ او سست
------------------------------	----------------------------------

یہ بات بخیر عاشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔
منصب یا فتحگان و مَنَ النَّاسُ مَنْ يَتَحَذَّلُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنَّدَادَيْتُهُمْ

لگھت اللہ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے سوا اُسکی مخلوق سے مثل عناصر و نسلیات وارد اسحاق اُنکو دیگر کو خدا کا شرکیں کر کے لفجع و ضرر کا مبدع تصور کر کے اُنہی بھی محبت کرتے ہیں جیسے خدا ہے یہ انھیں لوگوں کا کام ہے کہ جن لوگوں نے خدا کو خدا نہیں جانا اور اُسکے رسول کو رسول نہیں سمجھا اور پسے دل سے اپسراہیان نہیں لائے۔ کیونکہ اپنے نور ایمان کا آفتاب نہیں چمکا۔ اور وہ لوگ کہ جنکو تصدیق کامل ہو چکی ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر اور عاشق صادق بنگرا پسے جان و مال کو شارکیا ہے بلکہ اگر تمام عالم پیسر ہو اُسکو بھی اپنے مشوق کے شاگرد ایں۔

شاعر کرڈا لیں۔

قیمت خود ہر دعا لگستہ	زخم بالا کن کہ ارزانی ہنوز
پس بھی لوگ اپنے مشوق خیلقی کی عبادت کرتے کرتے اپنا ہو دفاتر ڈالتے ہیں۔	اُس وقت پر انھیں لوگوں کو خواص انخواص کہتے ہیں۔
رشته اندر رخا رچوں شد سوختہ	ہنیز فرم اندر رخا رچوں شد سوختہ
پس اور ایسے زم بگویند یا کہ نار	رشته راجا مہ بگویند یا کہ تار

اور جو لوگ دنیا کے کاموں کی اسید پر غیر احمد سے محبت کرتے ہیں اُن کو حصل معلوم نہیں کیونکہ معلوم ہو وہ تو فتا ہونے والی چیزوں سے محبت کرتے ہیں اس کا حال اُن کو قیامت میں معلوم ہو گا اُس وقت پرف افسوس ملکر کہتے گے کہ ہمne خداو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں نہ پہچانا اور نہ ایمان لائے اگر ایمان لاتے تو اس صیبعت میں کیوں گرفتار ہوتے۔

مجبت علماً ظاهر کے نزدیک ایک قسم کا ارادہ ہے اور خواہش جو ممکن الوجود کی چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور خداوند کیم ممکن نہیں بلکہ واجب الوجود ہے اُسکی مجبت کے یعنی نہیں کہ اُسکے حکم فا حکام اور اُسکے رسول کی اتباع اور اُسکے رضا وسیلم کو محبوب جانے۔ مگر محققین کے نزدیک مجبت ایک کیفیت اضطراری ہے یعنی روح کا میلان از خود خواہ کوئی غرض ہو یا نہ یہ کیفیت ارادہ کے علاوہ ہے اور بھیسا سیں یہ ہے کہ روح کو جمال و کمال کے ساتھ میل طبعی ہے جیسا کہ حضرت آدم علی بنی اعلیٰ الصلوٰۃ والسلام کا کالبد بنایا گیا۔ اور ان کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رکھا اور روح کو حکم دیا کہ انہوں جو روح نے جیسے ہی جمال باکمال کو دیکھا شید او فرنیقہ ہو کر داخل کالبد ہوئی۔ یہ وہی اضطرار روح میں اب تک باقی ہے اور تماقیامت رہیگا۔ اور یہی میل عالم کے ہر چیزوں میں رکھا گیا ہو اس لئے کو اکب و افلک سرگردان ہیں پس حبقدر انسان میں خوبصورتی ہوتی ہے اتنا ہی دل اُسکی طرف کھچتا ہے۔ جب حُسن جمال ظاہری کی کیفیت ہے تو جمال و کمال حقیقی جسکا یہ ایک ادنیٰ جزو ہے اب اُسکے طرف حبقدر روح کو میلان طبعی ہو کر ہے جب اجسام کا یہ حال ہے کہ ہر شے اپنی صل کی طرف بخیر ارادہ بیقهر ہو کرتی تو وہ اُن صل کی طرف کیوں کر بیقرار نہ ہوئے۔ ہاں البتہ جب کفر و معصیت کے حجاب درمیان میں آجائے ہیں تو جمال حقیقی دکھلائی نہیں دیتا۔ پچونکہ اولیا و انبیاء یہ حجاب دور ہیں اس لئے وہ اُس جمال حقیقی پر فدا ہیں۔ پھر ان میں سے درجاتِ جداگانہ ہیں۔ اولیا و انبیاء کے پیش رو ہیں۔ جب مجبت محیت ہو جاتی ہے تو فقافی اللہ و بقا یا اللہ کا فرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ انھیں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے عبادی لاخوف علمنکم الیوم وَلَا أَنْتُمْ تُحْزِنُونَ اور عشق ذات کا نام
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دینی دنیوی خوبیوں کی تعلیم
فرائی اسی طرح بنی آدم میں سے پیشہ عشق الہی کا درسہ جاری کیا۔ اسی وجہ سے
اویما، اندھا سامت ہیں بہت گذئے۔

پڑیں زکار ان وَمَا أَهْلَبَهُ لِغَيْرِ اللَّهِ يعنی وہ چیز جو نجیر اللہ کے نام سے
پہنچا ری گئی ہو وہ حرام ہے۔ اب مقصود ہمارا یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہ حصہ تھا وہ قبل اک
خواس اندھہ میں یعنی صفات باری فنا کر کے اپنی نظر و نہیں نور محمدی صلی اللہ علیہ
 وسلم یعنی جو نور اندھہ تعالیٰ کا تھا جسکو اللہ نے اپنے دکلام قدسی سے بتلا دیا تھا
سو اسکے اور کچھ باقی نہ رکھا۔ **بیت**

صراطِ عشق پر از بس کہ ہٹا بت قدم کا	دِمشق شیر قائل پہنچ خل جاتا ہو جمُون کا
-------------------------------------	---

بیت

در گذر از علم و فتل و خویشن	باش ثابت پیش ربِ دوالمدن
انھین لوگوں کو اندھہ تعالیٰ نے پرہیز کاران کا مرتبہ عطا فرمایا بقول حافظ شیر حمدۃ اللہ	
ہرگز رہے کہ اندھہ ستم زدا شدیں	ثار خاک رو آں نگار خواہ سمد کرد
یعنی جو کچھ اسوا اندھہ اُس کو مشووق پر ثار کر دینا چاہئے۔ عاشق کو بالکل پاک صفات رہنا چاہئے۔	

مَثَّلَتَا قَانِ وَعَدَهُ الَّذِينَ يَظْنُونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ
الَّذِينَ لَجَعْوَنَ اور گمان کرتے ہیں وہ کہ پروردگار سے ملنے والے ہیں اور یقیناً
اُس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ظن۔ وہ مقام کہ جس مقام کو حسن الاب کہتے ہیں یعنی جگہ بازگشت کی ساتھ نیکیوں کے یعنی اللہ تعالیٰ فرata ہے کہ صبر کے ساتھ دنماز کے ساتھ مجھ تک آنے کی کوشش دنماز و صبر سے مراد دنیا کو فنا کرنا ہے یعنی جب افعال ذمہ کو فنا کر دیا تو گویا پاگیا اپنی جگہ کو کہ جس جگہ سے آیا تھا۔ یہ اشارہ طرف ازل کے یا اُس چیز کے کہ جس سے اطمینان پیدا ہوا یعنی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس وقت قربے حاصل ہوا انھیں با توں پر عاشقانِ آنی وجد کرتے ہیں۔ بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کو یقین کاں کے کہ جس حجاب عالم ناسوتی میں ہم چند ہیں۔ اگر احکام آئیہ واحکام محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کریں اور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دل میں ہمارے ازل کے دن سے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اور جماعت ناسوتی کو ڈال دیا ہے کہ جسکے وجہ سے اُس کا دیکھنا غیر ممکن ہے۔ جب تک اُس جماعت ناسوتی کو آتشِ زاق جو کہ درینہ اندر دل کے چلی آ رہی ہے اُس کو تذکرے جماعت ناسوتی کو خاک کر کے درجہ مُؤْتُوْ اَفْبُلْ آنْ مُؤْتُوْ اَ حاصل کر کے اُس وقت اللہ کی طرف واپسی کا خیال کریں اور اللہ سے ملنے یعنی قرب حاصل کرنے کے لئے اسی عشق محمدیہ کو تذکرے اور اپنے محبوب میں فنا ہو جائے اُس وقت قرب آنی حاصل ہو گا۔ انھیں جو ہے عاشقانِ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت قرب آنی و واپسی کا خیال کرتے ہیں۔

خاصاً حصوصیت فاذ کرو اذ کرو کم و اسکر و الی کانکفر
اللہ تعالیٰ فرمانا ہے کہ تم ذکر کرو میرا جیسا کہ ذکر کرنا چاہئے یعنی جیسا کہ میرے جیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ذکر ظاہر و باطن سوتے وجاء کئی۔ اور

ہر طرح کی تکلیفیات کو میرے واسطے منظور کیا اور کسی وقت مجھ کونہ بھولا اور سید و
رضایا پر قائم رہا دیکھو دیکھو یہ خود اپنے جیبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کل ملائکہ انبیاء
دا ولیا کو حجع کر کے ہر وقت ذکر کیا کرتا ہوں۔ ایسا طرح اگر تلوگ میری و میرے محبوب
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے اپنے دلوں میں رکھوا اور ہر وقت اسی ذکر و فکر
مشغول رہو تو اس وقت پھر مجھ کو لازم ہو گا کہ تلوگوں کی محبت کا ذکر ہم یہاں اپنے
محبوب سے کریں کہ تمہاری امت میری اور تمہاری یاد میں مشغول ہے یعنی میرے حکم
اور تمہارے بنی اسرائیل ایمان لائے اسی وجہ سے ان کو مرتبہ عین اليقین کا حال
ہوا اور اگر اس طرح پر ذکر و فکر کے ساتھ محبت میں مشغول ہے تو حق اليقین کے مرتبہ کو
ہم پہنچانے کے تو کیون نہیں تلوگ میری نعمتوں پر شکر کرتے ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يُؤْتَى الْحِكْمَةُ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ^{لُوِيَّ}
خَدِيرًا كَثِيرًا وَمَا يَنْهَا كُرْمَلَا اولُو الْأَلْبَابِ اللَّهُ تَعَالَى فَرَاتَهُ كَمْ يَرِي حَكْمَتِي
یعنی میرے ان نکتوں کو پھر خاصاً خدا کے دوسرے نہیں سمجھ سکتا کیونکہ حکمت کے معنے
علم قادر اک نفس الامری وعدل و ثواب دونوں ہیں۔ خاصاً خدا وہ لوگ ہیں کہ
جنہوں نے خدا و خدا کے محبوب احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں
اپنا جان وال نشارکر دیا ہے اور شب و روز محبوب ہی کے تصویر میں شغول ہتے ہیں
تارکان شوکت و جاہ زین للناس حب الشہروات مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ
وَالْقَنَاءِ طَبِيرِ المُقْنُطِرِ تَرِمَنَ الدَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسُومَةِ وَالْأَنْعَامُ
وَالْحَرْثَ مَذِلَّةِ مَتَاعِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ الْحُسْنُ الْمَأْبِهِ قُلْ
اوْ بُشِّرْ كُمْ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہدیجہ میرے بندوں سے کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ فنا ہونے والی چیزوں سے محبت کرتے ہو جیسا کہ عتوں
والا دین و سونا و چاندی و چھوڑتے ذچار پائی و کھنپتی و عیش و آرام کی چیزوں ہیں۔
اب اگر تم لوگ جو چیزوں فنا ہونے والی ہیں ان کی محبت چھوڑ کر میری و میرے حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گرفتار ہو اور ہر وقت میرا ہی دم بھرو تو تم لوگوں کو
قیامت کے دن وہ چیزوں نبجا جو کبھی فنا ہونے والی نہیں ہے اُسکو بقا ہے اور کہ
نہ ایسا کیا تو دیکھو گے کہ جو کچھ ہونا ہے ہو گا۔ اور دیکھو گے اپنی نظروں سے ان
لوگوں کو کہ جنہوں نے ایسا کیا ہے کہ قیامت کے دن وہی لوگ انوار الہیہ کے
حلقہ میں بیٹھے ہونگے۔ اور انوار الہیہ کی پنجا در ان حضرات پر ہوتی ہوگی۔ اور وہ
یہ کہتے ہونگے۔ بیت

امقیمان کوئے دلدارِ کم رُخ بدنیا و دین نبی آریم

صَدْرِ رِئِیْسِ مَحَلِّیْسِ لِلْفَقَرِ اَيْدِیْنِ اَحْصِرُ وَارِیْ سَبِیْلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِعُونَ
ضَرِبَّاَنِ الْأَرْضِ يَحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُونَ اَغْنِيَّاً مِنَ التَّعْفَفِ تَعْرِفُهُمْ
بِسِيَّمَا هُمْ لَا يَسْكُنُونَ الْتَّاسَ إِلْحَافًا ۝ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگوں تم ان فریزوں کو
کھانا کھلاو کہ جو کسی نے سوال نہیں کرتے اور تابعداری کرو انھیں کی کیونکہ
وہ سوال کو حرام جانتے ہیں کس لئے کہ وہ لوگ رضا و تسلیم رہیں اور میری
عبادت میں شب و روز مشغول رہتے ہیں۔ اور انھیں فقروں نے اپنے مال و
اسباب دنیوی کو مجھ پر اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق کر کے اور
اپنی اولاد و اعزاز کی محبت کو چھوڑ کر کے اسوا میرے جو کچھ ہے ترک کر کے میرے
حبیب کی محبت میں سرگردان و پریشان ہیں اور کسی طرح کی خواہشات اور

لذات دنیا وی اُنکے دلوں میں ہاتھی نہیں ہیں۔ اسی سببے اُنکے ہپروں پر انوارِ عکس
ایسے چکتے ہیں کہ جنکو دیکھ کر انسان شیدا و فرفیتہ ہو جاتا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے
کہ کسی وقت اپنے جدا نہیں اور ہر وقت چھرمہ دلفریپ کو دیکھا ہی کرو۔ یہ لوگ
خاصاً خدا و محبوبان کپریا ہیں۔ اور یہی لوگ تعلیم یافتہ احمد مجتبیؒ محدث مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

۱۰۸) اَمَّا حَدَّثَنَا مُحْمَّدُ بْنُ اَبِي तَالِبٍ تَابُوا وَاصْلَحُوا وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ وَاحْلِصُوا دِينَكُمْ
بِاللَّهِ فَإِنَّمَا لِكُمْ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُوَلِّ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ آجَراً عَظِيمًا
جن لوگوں نے توبہ کی اُن کاموں سے اور اُن دنیوں سے جو کچھ سوالے اللہ کے ہو
اور سنوڑا اپنے کو اندھا اور اندھا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کر کے اور
مضبوط پکڑا اندھا اور اندھا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُنکے حکم کی تعمیل کی اور
اُن کی محبت تین گرفتار ہوئے تو وہی ہونگے قیامت میں خاصاً خدا کیسا تھے
اور آگے دیکھا اندھا یا ان والوں کو بہت بڑا ثواب اور وہ خاصاً خدا کو ہونگے
مثل اصحاب کبار یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار و اہل بیت
اٹھا رہنے یعنی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما اور اولاد آپکی یعنی حضرات امیینین
علیہم السلام و اولاد امیین مثل حضرت زین العابدین وغیرہم رضی اللہ عنہم میں سے
بڑے یاد و اشیق لکھتا ہوں یعنی حضرت سید مجتبی الدین عبدالقادر جیبلانی
رحمتی اللہ عنہم و حضرت نواجہ مجیدین الدین حشمتی وحشی اللہ عنہم و حضرت حاجی الحبیب
سیدوارث علی رضتی اللہ عنہم وغیرہم رحم

وَسَيِّدُ الْمُهَاجِرَاتِ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ مُجْبُونَ اللَّهُ فَإِنَّمَا يُسْعَوْ إِنْ يُحِبِّبْكُمُ اللَّهُ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہدیجے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم دوستی کرنا چاہتے ہیں
 اللہ سے توبہ بداری کرو میری تاکہ دوست رکھے اللہ تعالیٰ تعالیٰ تھیں۔ محبت خداو
 رسول لازم و لزوم ہے گو کہ کہنے کو دوہیں والا درحقیقت ایک ہیں۔ بعض کو تو
 انڈیش کج فہم بلا تو سُل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال معرفت و مشاہدہ حق
 چاہتے ہیں۔ اور ما بین محبت اللہ اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق
 سمجھتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ صریح خط پر ہے بلا تو سُل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کمال معرفت ہونا دشوار ہے اور خلاف طریق احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 اور موجب زیان و پر آزاد ہے۔ پس اے محمد صلی اللہ علیہ میرے اُن لوگوں سے
 کہ جو لوگ میری محبت رکھتے ہیں وہ تم سے بھی محبت کریں تاکہ میں محبت کروں نے
 اور عشق بناوں میں اُن کو اپینا۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنکی شان میں یہ آپ کہیے
 نازل فرمایا جیسا کہ صحابہ عنظام و مآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وا لیار اللہ وغیرہم
 کہ اول سے عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اگر اُس وقت سے نہ عاشق
 ہوتے اپنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال پڑو کیوں اللہ تعالیٰ فرماتا کہ یہے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے عاشق سے مجھ کو محبت ہو۔ جس شخص نے مجھو خدا
 ائمہ پیشے اصلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کر کے اپنی ہستی و جان وال کو میرے
 مجہوب پر شمار کر دیا ہے وہ درجہِ معشوّقیت میں ہو۔ ظاہر ہیں وہ عاشق معلوم ہوئے
 مگر باطن نہیں کل اختیارات اُسکو عطا فراہمے۔ بہیت

او لیار اہست قدرت ازالہ	تیر حسنه بازگردانہ زراہ	بیخور ابو علی سینا کندہ
-------------------------	-------------------------	-------------------------

حضرت ابو علی شاہ تکندر قدس سرہ الغزی فراتے ہیں۔ ۵

اویسا اطفال حق اندازے پسند	تا تو ای زیروے ای شاہ را نگر
----------------------------	------------------------------

روایت ہو کہ جنگِ احمدیں غازیوں کے شہید ہو جانے کا شور ہوا۔ تو ایک عوتِ انصار کو جسکے باپ و بھائی شوہر و بیٹا چاروں شہید ہو گئے تھے مطلق اُس کو انکا رعن نہ تھا بلکہ وہ دیافت کرتی پھر تی بھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم میرے پیارے محبوب کہاں ہیں۔ جب حضرت کے قریب آئی تو جامہ مبارک کا گوشہ پکڑ کر عرض کیا کہ میرے باپ و بھائی و شوہر و بیٹا آپ پر قربان ہوئے ذرا فسوس نہیں خداوند کریم آپ کو سلامت رکھے اور میں بھی آپ پر قربان ہو جاؤں تو میرے دل کو سلی ہو۔ دیکھو شہید اے محبت کو اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے دبجے عطا فرمائے ہیں۔

وَظَيْفَهُ بِكَرْزَيْدَگَانِ كُنْتُمْ خَدِيرَ أَمَّةٍ أُخْرَجَتِ النَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمُعْرَفَةِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَؤْمِنُونَ بِاللَّهِ يُعْنِي اللَّهُ تَعَالَى فَرَأَمْهُ إِمَامَ مُحَمَّدَ مَصْطَفِيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّ كَہ ہو تم کل امتوں سے بہتر کہ جو پیدا ہوئی ہیں اور لوگوں میں یعنی اور زیبیوں کی امتوں سے۔ کیونکہ تلوگ پیروی کرتے ہو اپنے رسول احمد بن حنبلی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور محبت کرتے ہو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے جاؤں والوں اور اولادوں سے زیادہ۔ اور مارنے والا اور زندہ کرنے والا و پیدا کرنے والا و روزی دینے والا رب العالمین کو سچے دل سے جانتے ہو اور انکار کرتے ہو اُن چیزوں سے کہ جنکو تھا سے بھی صلی اللہ علیہ وسلم حرام و کروہ و بعدت سیئہ کہا ہے۔ اور ایمان لائے پسے دل سے المذاور

اُسکے رسول پر اور جانتے ہو کہ اگر ہم محبت کرنا چاہیں خدا سے تو پہلے اُسکے محبوبے
محبت پیدا کریں تاکہ ہم اللہ تک پہنچیں۔ تو تمکو لازم ہے کہ میرے محبوبی اللہ
علیہ وسلم سے ایسی محبت کرو کہ اپنی جان اور مال داولاد کو قربان کر ڈالوں پر
اور بھول جاؤ جو کچھ ماسوا اللہ کے ہے اور عبادت کرو میری تو حاصل ہو قربہ
عبدیت کا تکمیل اور پہنچو تم محبوب تک تو بنالوں تک میں معشوق اپنا۔ عاشقانِ جمال
احمدی کی تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ نظارہ جمال بامال کیلئے ہر ساعت سچیں بنتے ہیں
اور بیتابی و بقیراری میں یوں رطب المسار ہوتے ہیں۔ غزل

بیتابِ دلم اے شاہِ امّم چھب نیاری کا جلوہ دکھا دوزرا

آکودہ رنج فراق مننم مرے دل کی لگی کو جھا دوزرا

نو لاک لاءے و صفت ترا اے کالی کملیا والے پیا

مشتاق ہوں اب ہو دید عطا رنج پاک کا پردہ اٹھا دوزرا

بلوائے مدینہ میں شاہ عرب اسیر بکرو دیدار سے اب

سمتا ہوں یہاں میں رنج و تعجب امری دل کی لگی کو جھا دوزرا

کٹی عمر فراق میں یاں سگری دکھا دوزرا شیرب نگری

شیدائے تو ام فخر اختری نہیں لاتی ڈگ بستلا دوزرا

او فقادہ دلم ایں کوہ الٰم اے ہر عجم اے پیارے پیستہ

شب ہجر نے دھایا ہے جو روستم کیسیں کس سے پیا بھلا دوزرا

فیض کشاں مقام ملکوت افضل الفضل اولیٰت علیہنہ صلواتہ

عَنْ رَبِّهِ حُرُورَ حَمَةَ قَدْرَ اُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ وَ اَكْمَلُ الْكِلَاءِ لَخَلْقَهُ

الْمُحْنَ وَ الْأَذْنَ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهُ تَعَالَى فِرَاتٌ هُوَ كَمَنْ نَفَقَ نَفَقَتْ وَ اِنْسَانَ كَوَاسِطَةَ
نَهِيْنَ پَنْدَا کِیا کَہ وہ لوگ میری عبادت نہ کریں۔ بلکہ میں نے اپنی عبادت کیوا سطے
پیدا کیا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو حق عبادت کا ہے تو لوگ ادا نہیں کرتے۔ عبادت سے
مراد ہمہ تن مشغول رہنا ہے یعنی قلب کا شغل معرفت کے لئے ہے۔ روح کا شغل شاہد
کے لئے ہے۔ اور نفس کا شغل خدمت ہے۔ مگر نفس خدمت سے انکار کرتا ہے تو انسان کو
لازم ہے کہ ہر وقت نفس کو محبوک کرتا ہے خدمت سے مراد نہ آز روزہ حج و ذکوہ وغیرہ
وغیرہ بوجو کہ زبان و لامقہ و پیروں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی خدمت و عبادت
کرنا ہے۔ اب نفس بدب اپنی تکلیف کے انکار کرتا ہے تو انسان کو چاہئے کہ عبادت
مشغول ہے اور اس نفس کے کتنے پڑھ پڑھ اور نفس کو تکلیف دیکر اپنے قبضہ
لا سکے۔ اُس وقت انسان اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اکمل ہو گا۔

جیسا کہ معدنِ جود و سخا نسبع حلم و حیا و ستگیر عاصیاں سردار صفوت اصفیا ہادی
گروہ التقیا ویں المتبخرین کفیل الطالبین رہنمائے کاملان باصدق و ویقین ہدایت
فرائے عارفان کاملین یعنی حصلہ حائے روزگار صفاتِ حمیدہ و اوصاف پندیدہ
جناب تقدس آب قطب زماں مقبول بخزان سلطان الغارفین برہان المدققین
معرفت آگاہ حاجی الحرمین الشرفین واقفت روز جلی و خنی حضرت حافظ حاجی
سیدوارث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنی احسینی کی مقدس ذات ہے۔ اور اس
مقدسستی کے حالات حیات ازو لادت تاؤفات بالتفصیل میں اپنے علم و
تحقیق کے مطابق ہدیہ ناظرین کرام کرتا ہوں۔ (یہ واضح ہے کہ ان حالات کو دیگر اصحابِ الحکیم
ہی کہ تحریر کرنا نہ استحبکہ صرف واقعات ضروری مقصود قلبند کے جاتے ہیں جنے لوگ لا علم ہیں)

نسب نامہ حضرت وارث علی رضی اللہ عنہ

آل حضرت سرور کائنات فخر موجودات احمد بنی محدث صافی اصل ائمۃ علیہ وسلم میں ہیں آپ کے جلد مجدد سید اشرف البی طالب عرف سید شرف الدین نیشاپور سے بنانہ ہاکو خا بادشاہ کے کہزادے عنا دلی رکھتا تھا من اپنے اہل و عیال کے قصبه کنتور کو کے جو کہ ضلع بارہ بنکی متصل بدنگر کے ہے کنتور کے پھر جانب پانچ درخت انبس لگے ہوئے تھے اور وہ مقام تین انبوہ کے مشہور تھا انہیں درخول کے تین قیام فرمایا اور اُسی کے قریب فی الحال کرب و بلاہ ہے کہ جہاں پر تغیریہ دفن ہوتے ہیں بعد چندے اُسی مقام پر مکان تیار کر لیا کہ جب کا ایک صدر دروازہ جسکو چانک کہتے ہیں اب تک موجود ہے۔ اور وہ دروازہ مشہور بنام مکان سید علاء الدین علی بزرگ ہو۔ او جبقدر اولاد ترقی کرتی گئی اُسی قدر مکانات تیار ہوتی گئی اور اس مقام کا نام رسولپور رکھا گیا۔ جو اُسی وقت سے رسولپور کے نام سے مشہور ہے اور اولاد سید اشرف البی طالب کی رسولپور و کنتور و دیوی و جروں وغیرہ میں جو دہنے اور حضرت سید اشرف البی طالب عرف سید شرف الدین کی اولاد میں سے حضرت سید عبدالاحد رسولپور سے دیوے شریف ضلع بارہ بنکی میں مع اپنے اہل و عیال کے تشریف لائے اور حضرت سید وارث علی رضی اللہ عنہ آپ ہی کی اولاد میں بـ
نسب نامہ آپ کا یہ ہے۔

حضرت مولانا حافظ حاجی سید وارث علی بن حضرت مولانا سید رمضان علی عرف سید قربان علی بن حضرت سید سلامت علی بن حضرت سید کرم اللہ بن سید میران جد

بن حضرت سید عبدالاحد بن حضرت سید عمر نور بن حضرت سید زین العابدین بن حضرت پدر عرشاہ بن حضرت سید عبدالواحد بن حضرت سید عبدالاحد بن حضرت سید مخدوم علاء الدین والد شاہ علی نبرگ بن حضرت سید عززالدین بن حضرت سید اشرفت ابی طالب عوف سید شرف الدین بن حضرت سید محروق بن حضرت سید ابوالقاسم بن حضرت سید علی عسکری بن حضرت سید ابو محمد بن حضرت سید محمد حجفہ بن حضرت سید محمدی بن حضرت سید علی رضا بن حضرت سید قاسم حمزہ بن حضرت سید امام موسی کاظم بن حضرت سید امام محمد حجفہ صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت سید امام جعیں بن حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (شوہر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حصن جامی مول حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جائے ولادت حضرت سلطان الاولیاء کا قصبه دیوہ شریف نیشن پلائی بارہ بنکی ہے ۔ عارفان زماں خاک پاک جائے مول دشیری کو مصنفی قلب و صفائی باطن کیلئے اکسیر جانتے ہیں ۔ اور وہاں کی آب و ہوا میں خاک پاک جائے مول دشیری کو ملا کر آتش عشق کو اضافہ کر کے خیر اُسکا اٹھا کر پیالہ بننا کر ساتھی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور یوں شور و غل مچاتے اور کہتے ہیں کہ شراب مجستے جام ہاما بھر ک عطا فرمائی تاکہ اُسے پی کرست ہوں اور خدا کے جیب کی معرفت حاصل کر کے خدا کو پہچانوں ۔ اور فراق کو دصل اور دصل کو فراق سمجھوں یہ کیونکہ وہاں کی آب دہوا کا تبرہ نہ ہو کہ

حضرت سلطان الاولیاء آل احمد مجتبیہ الحضرت مصطفیٰ جیب کر پاصلی اللہ علیہ وسلم داولاد
حضرت علی مرضیٰ کرم اللہ وجہ و حضرت فاطمہ زہرا رضیے اللہ عنہما و حضرت حسین علیہم السلام
کے باغ کے ثریں۔ حضرت سلطان الاولیاء حسن و حمال میں یک تلے زمان تھے بدین
سبب علویان مثل پروانے کے اُس شمع شبستان پر شارہوا کرتے ہیں اور عاشقانہ
زماں زیر دیوار اسکے خاک نشیں ہو کر یہ شور و غل مچایا کرتے ہیں ۵

آپ کے واسطے ہے حکم رسولِ ربی	ہود رو دا اور بسلام آپ پر لے آل بیت
------------------------------	-------------------------------------

اور بیانی فراق سے یچن ہو ہو کر پوں عرضی والجگ کرتے ہیں **غسل**

دھورت دی دکھاد دو بندہ نواز دارث	دھوری سے اب چھوڑا دو بندہ نواز دارث
روز اذل دکھا کر جس سے کیا تھا بے خود	پھر جبوہ وہ دکھدا دو بندہ نواز دارث
دل چاہتا ہو دکھیوں وہ پیاری پیاری صور	بھر خسدا دکھدا دو بندہ نواز دارث
وہ جس سے بخود عاشق ہیں سب تکھا	مجھکو بھی اب پلا دو بندہ نواز دارث

در پر غور بیٹیکس تیرا صفا کھڑا نہ	سیکھ اب لگا دو بندہ نواز دارث
-----------------------------------	-------------------------------

پر قصبه ضلع بارہ بنکی تحصیل نواب گنج میں ہے اور ضلع بارہ بنکی کے اوپر اونچی کے
کوئے پر چار فرنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ بی عجب مردم خیر تھی یہاں ایک
نہ ایک ولی اللہ ہوتا آیا ہے۔ اور آبادی بڑے بڑے سادات صحیح النسب علیا
و فضلہ و فتنی و صلحاء و رؤسائے ذیشان کی رہی۔ اور اب بھی ہے۔ گواہ وہ آبادی
جیسا کہ چاہئے اور تھی نہیں ہے۔ مگر ایسا ویران بھی نہیں ہے۔ اب بھی ان خامزوں کے

لوگ آباد ہیں۔ اور سبب مزار پر افواز حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کے ہر ولایت دشمن دیوار سے بکثرت زائرین آتے رہتے ہیں۔

ذکر سید الشھر حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ

حضرت بدسلامت علی صاحب تھے نکاح حضرت مولانا قربان علی عرب سید رمضان علی کا سیدہ بی بی سکینیہ رضی اللہ عنہا عرف بی بی چاندن بنت سید اسد علی ساکن جوراس ضلع بارہ بنکی سے کر دیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ بی بی چاندن بنت شیر علی ساکن قصبه دیوہ سے کر دیا۔ لیکن جب مؤلف نے خود حضرت سلطان الاولیاء سے دریافت کیا کہ حضور کی والدہ ماجدہ کا کیا نام تھا تو آپ نے فرمایا کہ سکینیہ پھر ہیں نے پوچھا کہ حضور کا نہال کہاں تھا فرمایا جوراس میں ہمارا نہال تھا۔ اور سید شاکرا اللہ شد ولوی ہمارے ناٹھے۔

جن سے سیدہ بی بی رحیم النساء پیدا ہوئیں بعد کو نور بخش قلب عاشقان حضرت سید وارث علی کا صلب حضرت سید قربان علی سے جُدا ہو کر سیدہ بی بی سکینیہ کے حوالہ ہوا اور حل کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ چند ماہ گزرنے تھے کہ حضرت سلطان الاولیاء کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ سب کو بہت بڑا فراق ہوا۔ جب پورے ۹ ماہ مدت حل کے گزر گئے آمد آمد کا انتظار ہونے لگا۔ علویان اُس شیعہ شبستان پر نشانہ ہو یا ولے کہتے ہیں کہ آج ہم مصدقہ صلح احمد علیہ وسلم یعنی بی فاطمہؓ میں سے ایک ایسا شخص عالم وجود میں آئیں ہوں الہے جو ایک عالم کو اپنا شیدا و فریضہ بنائے گا اور ہر جگہ اسکا نام نامی روشن و ہو یا ہو گا۔ ناظرین کرام یہ اُسی گاہستان

محمدی کا ایک نو شہودار گل ہے جسکی وجہ سے صبا لیکر تمام عالم میں پھیر گئی۔ یعنی اُس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ ہے جو نورِ خدا سے ظاہر ہوا جسکو باعث تخلیقِ عالم کا مرتبہ دربارِ حدیث سے دیا گیا۔ اُسی نور پاک کی ایک تیز روشنی سر زمین دلویہ تمام عالم پر پڑنے والی ہے۔ رباعی

صبا انکھیلیوں سے کہہ رہی اور
ظہور اُس گل کا ابھو گا جہاں نہیں

ارباب تواریخ لکھتے ہیں کہ یکم صفر المظفر ۱۳۸۲ھ کو حضرت سلطان الاولیا
سرگردہ القیاد اتفاق رہا۔ خنی و جلی سیدنا وارث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطن اور سے
دنیا میں تشریف لائے۔ یہ ریخ ولادت میں اختلاف ہو۔ نشی خدا بخش صاحب نے
اپنی کتاب تختہ الاصفیا میں یہی تاریخ ولادت تحریر فرمائی ہے اور میاں فضل حسین
شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت منعم شاہ رحمۃ اللہ علیہ فراتے ہیں کہ میں حضرت
سلطان الاولیا سے آٹھ سال چھوٹا ہوں میری پیدائش ۱۳۸۲ھ کی ہو اس
حباب سے حضرت سلطان الاولیا کی ولادت ۱۳۸۲اللہ ہر میں ثابت ہوتی ہے۔

اور یہ قول صحیح و مُسْتَنِد ہو اور حضرت سلطان الاولیاء نے اسی ۱۲۳۷ھ میں
تشہر کامن جام میجانہ وحدائیت و مشتا قان فیوض نور رسالت کو اپنا جمال جہاں ادا
و کھلایا۔ یعنی اپنے قدو ممینت لذوم سے سر زمین دیوبہ کی خاک کو سرفراز فرمایا۔

دیکھو تو خدا سے نہ محمد سے جدائے پیاسانِ خداشانِ خداشانِ خدائے	وارثِ علیٰ کی شانِ آنحضرتِ پیاسانِ خدائے ہر ذرہ میں ہم دیکھتے ہیں جلوہ ناہے
---	--

تغییم کو اٹھونہ اٹھوانے پر یا ہے باغِ محمدی کے نمر کی بھار ہے

غزل

صہیا پلکشن میں کستی آئی وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 کہ ہیں جو دارث بنی علی کے وہ لمح رونق فراہوئے ہیں
 ہمارے مولا ہمارے آقا ہمارے الگ ہیں حم و جان کے
 کریں گے روشن جو دین احمد وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 ملک نلک پڑیں پا انسان تمام عالم یہ کہہ رہا ہے
 کہ جد جنکے بنی علی ہیں وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 یہ منتظر تھا تام عالم کب آئیں دیکھیں ہمارے اگرم
 وہی مکرم وہی عظیم وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 عجب طرح کا خاہی ہے یہ کہ عشق احمدیں کہتے ہیں رب
 جو گل ہے گل بونستان احمد وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 طرق احمد پہ چشمیں گے دن، چلسینگ کہتے کہ آؤ آؤ
 یہ دیکھو آگر بندی کا جس لو وہ آج رونق فراہوئے ہیں
 سینگھ میشیر یہ صد اہم کہ نفسی سی پاپینگ سب
 جوشانِ لاخوف ہو سراپا وہ لمح رونق فراہوئے ہیں
 صفا زبان کو کہاں ہر قربت کہ وصف اسکا بیان ہوئے
 کہ خود شناخوان خُدا ہے جبکا وہ لمح رونق فراہوئے ہیں

سلام

اسلام اے دارث بنی	اسلام اے حضرت دارث علی
-------------------	------------------------

اک لام کے نیبہ بستانِ ول	اک لام کے مرضتی کے توہین
اک لام کے فائل کنل کچین	اک لام کے ہاد شاہِ دل بنا
اک لام کے سہ لقوں کے ملقا	اک لام کے عاشقوں کے دلنوؤں
اک لام کے عاصیوں کے پارٹا	السلام اے دین مایسان ما
اک لام کے وارث جاتانی ما	آپ کے داسٹے ہے حکم رسول عربی او درود اور السلام اپنہ جوہن آں بنی

میاں فضل حسین شاہ سعائون قصبه دیلوی سجادہ نشین حضرت شعم شاہ رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ ہیں نے سُناسہ کہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ہیں نے بلا خود پنے نوہنال کو دودھ کبھی نہیں پایا۔ اور ہم تو اگر کبھی بلا خود دودھ پلانا چاہتا تو یہ کہ نوہنال نے دودھ کی طرف رُغبت تحریکیں آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ رمضان المبارک کا اعلیٰ آیا تو دن کو میرے نوہنال نے دودھ کی طرف التفات نہ کیا پس معلوم ہوا کہ آپ روزہ سے ہیں اور بوقت افطار آپ دودھ پیتے گئے۔

اسی طرح حضرت سلطان الاولیاء نے اپنی والدہ ماجدہ کا چند گاہ دودھ پا تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا جدہ کرمہ یعنی بی بی لاحست النساء نے دایہ فہری مقرر فرمایا اور حضرت سلطان الاولیاء کی پروش میں شغول ہوئیں حتیٰ کہ سن شہریں آپ کا جب پانچ سال کا ہوا خیر بخوبی آپ اکنکشتب ہوئے۔

معزیم

بغرض تعلیم حضرت سلطان الاولیاء کو آپ کی جدہ کرمہ نے مولانا امام علی صاحب

ساکن قصبه ستر کے غسلع بارہ ہنگی کے پردازیا اور بعد ادی قاعدہ آپ کو شروع کرایا گیا
 آپ کہذہ ان بلا کا تھا کہ تھوڑی تدبیت میں آپ نے اپنے سینہ بے کینہ میں قرآن مجید
 فرقانِ حمید کو رکھ لیا یعنی حافظ ہو گئے۔ اور کتب متداولہ عربی و فارسی سے بہرہ
 ہوئے۔ زمانہ تعلیم میں آپ کے اُشاد مولانا امام علی صاحب پنگ و ڈوز اپنے
 ہاتھوں سے بنابنا کر حضرت سلطان الاولیا کو اوڑائے کے واسطے دیا کرتے تھے
 لوگوں نے یہ دیکھ کر مولانا مدد و رح زیادہ حصہ حضرت سلطان الاولیا کی تعلیم کا
 پنگ بازمی میں خرچ کر دیتے ہیں بہیں سب تعلیم میں کمی ہوتی ہے شاگی ہوئے
 مولانا نے بخوبی ایک آپ چشم ظاہری میں سے حضرت سلطان الاولیا کی تعلیم کو نہیں
 دیکھ سکتے۔ انکی تعلیم مدد و رح فہمی فرماتا ہے انکا سینہ برکات علوم طاہری و باطنی سے
 معلم حقیقی کی تعلیم سے جھٹرا ہوا ہے اور یہ واقعہ بیان فرمایا کہ میں ایک روز رفع حاجت کے
 واسطے گیا۔ پڑھ کر ایسا کہ آپ سورہ یوسف مرضی اجھیں پڑھ رہے تھے۔
 اُس وقت میں آپ کی جدہ کمر مہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ صاحب
 صاحب کو میں پڑھا سکتا۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ اُس وقت حضرت حاجی
 سید خادم علی شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ جس طرح چاہیں
 پڑھا ہیں۔ صرف تعلیم طاہری کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ مادرزاد ولی ہیں۔ اُس وقت
 مولانا صاحب موصوف نے فرمایا کہ آپ کی جدہ کمر مہ نے کیا مجدوب کو میرے
 سپرد کیا۔ کہیں میری عاقبت نہ خراب ہو جائے۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں۔ ایک روز
 اور واقعہ سنئے کہ ایک روز میں نے آپ سے ناراض ہو کر کہا کہ آپ بہت کھیلاتے
 ہیں اور پڑھنے میں دل نہیں لگاتے اُس وقت آپ کو جذب پیدا ہوا اور میرے طرف

مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولانا صاحب مجھے سب یاد ہے جو آپ فرائیں میں پڑھ کر
سنا دوں۔ اُس روز سے مجھے خوف معلوم ہوا کرتا ہے کہ کچھ میری نسبت کسی دو
آپ کی زبان مبارک سے نکل نہ جائے کہ میری عاقبت خراب ہو۔ بعد کو مولانا صاحب
واپس آگر بہت تسلی و شفی سے پڑھاتے ہے۔ جب آپ کا سن شریف سات سال کا
ہوا تو جدہ مگر میرہ مخترمہ نے بھی انتقال فرمایا۔ اب ظاہر ہیں کوئی سر پست آپ کا
باقی زندہ بھر آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کے اور حضرت حاجی سید خادم علی شاہ نور الدین
مرقد کے۔ اور یہ یقینیت حضرت سلطان الاولیاء میں پیدا ہوئی ایمیات

شہزادہ چشم روک کشاوند	سحرگاہان بصحرارون سافند
دلش سرگرم ذوق زبر پریز	چوزہ ادعا دت گوش خجیز
شدی چون بید لان سرگرم آہے	گھے سوے حرم کردی نگاہے
نودی پیشتر ذکر نہیں	بل میداشتی فکر بدیں
بسان مرغ بسل می پیدی	چونا م پاک احمد می شنیدی
کسے گفتے جنوش دستگیر است	کسے گفتے ولی بے نظیر است
کسے گفتے کسے سحرش ندو است	کسے گفتے کو عشقش در بود است
و سلے راز دل او سری نہی یافت	غرض ایں گونہ ہر گفتگو و نشت

غرض کا شخص ہر طرح کی گفتگو کرتا تھا مگر اس را راتی سے کوئی آگاہ نہ تھا بلکہ
دن حضرت سلطان الاولیاء کی ہمشیرہ صاحبہ سیدہ بی بی رحیم النساء نے اپنے شوہر
حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ العزیز ہے دریافت کیا کہ کیا بھائی یہی سے
مجھوں و دیوانہ ہیں۔ یکونکہ دیوانوں کی طرح شب در دن اپنے خیال میں سرگردان و

پریشان رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بھائی بھی عطا فرمایا تو وہ مجھوں دیوانہ سے اُس حقیقت تناس سے فرمایا کہ یہ صاحبِ ذریت نے مجھوں ہیں اور نہ دیوانے اور کہیں کہ شیداد فرنیتہ۔ بلکہ عاشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپوں ایک دکاریخا ولی مادرزاد پیدا کیا ہے۔ الفرض تین سال تک حضرت سلطان الاولیا کی بھی کیفیت رہی حتیٰ کہ سن شریف گیارہ سال کا ہوا۔ پس کامت انتساب مظہر جاہ وجہاں مطرحِ فضل و کمال شمع شمبستان دانش چراغ آفرینش عالیٰ نیقت عالم حقیقت موحد خدا آگاہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغریبی ایک روز حضرت سلطان الاولیا کو غایتِ رسم ظاہری کی ہدایت سے بحکم و ابتغاؤ ایکیٰ الْوَعِیْدَلَه کے بعیت کر کے نعمتِ معرفت و حقیقت سے مالا مال اور تصفیہ یا طعن کو شمششِ بیان کے ساتھ اقل بدلت میں و شغل و اشغال میں مشاق و ذکر و فکر میں طاقِ دل اور تجھیات سے روشن و سینیگنجینہ اسرارِ الہیہ سے پُرور دیا۔

ذکرِ کردیم نکر پیدا شد	نکر کر دیکم حق ہو پیدا شد
------------------------	---------------------------

حضرت سلطان الاولیا را توں گواں قدر رادائے نواں میں مشغول ہوتے کہ پائے مبارک آپکے درم کر جاتے۔ یوں اس قدر ذوق و شوق نے ترقی کی کہ ہر وقت انوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سامنے رہنے لگے۔ اور اُسی عالم استغراق میں اگر پہنچاتے

ندارم ذوقِ رند می تئی چالاں پاک دا مانی	مرا دیوانہ خود کن بھر بنگے کہ میسد ایں
---	--

اور روزگر یہ پڑھا کرتے غر نزل

آتشِ آدم پیدا و جسم و جان کی سرو شست
رخت و جسم و جان نکت بحر مر خدا را بازیں
کہ این چھاتش بود کہ آدم صالِ زمیر مرتبت
اخگرے می بود پہنچ نیز خاشاک دخود
خاتم آئے زخم شاید کہ سوزم کم شود
دل درون عینہ ام پھو جو دل دل بخوبیت
کہ این چھاتش دل کے جام بھر دل بخوبیت
کہ این چھاتش بود کہ آدم صالِ زمیر مرتبت
ما فہت کی شعلہ ام بھو دل خشک دل بخوبیت
در نرم آتش فشناد دل خشک دل بخوبیت

اور کبھی عالم حیرت میں آکر مدینہ منورہ کی طرف رُخ کر کے پڑپتھے اور در در و کرنا م
احمد بن حبیب صلی اللہ علیہ وسلم زبان فیض ترجمان سے یہ تعریف نزل

غیسر از تو که دل بر دی دل نانی خواهم	من یار ترا دارم غیس ارنی خواهم
من عاشقی دیارم دیست ارنی خواهم	گر جاؤه دی بردل نقد دو جهانی گویم
تو دانی و من دانم انہ سارنی خواهم	سیر کم مر اباتست با غیسر تو چونی گویم
من عاشقم دیست دل جز ایشانی خواهم	دنیا طلبید غافل عقبے طلبید غافل

الفرض اسی خیال میں جا لد اور منقولہ وغیر منقولہ جدی و آہانی کو قصہ بھے کے رو سا پھر
تقسیم کر دیا کہ اب تک قصہ بھے مذکور میں موجود ہے۔ اسی اشارہ پس جناب تقدس اے
زبدۃ الاولیا خلا صفتہ الاتقیا حاجی سید خادم علی شاہ صاحب بغلانہت
جسمانی مبتلا ہوئے اور سرما یہ حیات متعار کا دل سے جاتا رہا خدام آپ کو بیوار
فس مع سلطانی الاولیا برائے علاج لکھنؤی گئے اور جا کر مسجد میں جو کم متصل پر فصایا
وینا بازار کے واقع ہے قیام فرمایا۔ کیونکہ آپ کا قیام اسی مسجد میں ہمیشہ رکرا تھا
اور لکھنؤ میں آپ کے مریدین و معتقدین بہت کثرت سے تھے ان سبھوں نے آپ کا
علاج شروع کیا۔

ذکر اکبر شاہ صاحب مدینی قطب قلب سرہ

ایک روز ذکر جلالی صفات و عائدات جناب معرفت پناہ حضرت اکبر شاہ تدرس
مدین کا کر قطب شہر تھے حضرت حاجی سید خادم علیشہ علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے
بکھا۔ آجنباب مع حضرت سلطان الاولیاً قطب صاحب مددوح کی زیارت کو زیارت
لے گئے حضرت قطب صاحب کا قیام مسجد بساطیان واقع چوک بازار لکھنؤیں تھا
جن وقت دروازہ مسجد پر پہنچے اول قدم حضرت سلطان الاولیا نے مسجد کے نہ
رکھا۔ جیسے ہی قطب صاحب صوف کی نظر حضرت سلطان الاولیا پر قطب
صاحبے اٹھکر آپ کو آغوشیں لے لیا اور حشم مبارک و پیشانی مبارک کا بوسہ
دیکر اور سورہ صورت تفسیر عائی تدیری ولایت کی تلاوت سے فارغ ہو کر حضرت
حاجی سید خادم علی شاہ نور الدین مرقدہ سے کہا کہ اگر چرخ کمن ہزار سال تک
گردش کرتا ہے تو بھی مثل حضرت سلطان الاولیا کے یعنی مثل ان صاحبزادے کے
کوئی شخص ظہور نہ کریگا۔ یہ صاحبزادے سر اپانوراحمدی صملے اللہ علیہ وسلم ہیں۔
صرف قالب خاکی میں پھاں ہیں۔ تاکہ ہر ایک پہچاننے سے عاجز ہے۔ شعر

جمال مصطفیٰ ظاہر کیا ہے	اسی کا نام وارث رکھ دیا ہے
-------------------------	----------------------------

اور فرمایا کہ جب قدر جلد اکپسے مکن ہو تو بیت میں حضرت سلطان الاولیا کے کوشش
فرمائیں گے کہ جواب ذریمان سے اٹھ جائے گو کہ تعلیم کی کوئی ضرورت نہیں ہو کیونکہ
یہ صاحبزادے ولی ما درزاد ہیں۔ مگر ظاہری تعلیم کی ضرورت ہو گہ راستہ جاتا

اُنہجایں حضرت حاجی سید خادم علی شاہ صاحب خود ہی واقع تھے مگر بب
ارشاد قطب صاحب موصوف کے اسقدر کوشش لیف کے ساتھ مشغول ہوئے
کہ چند ہی روزیں آپکی تعلیم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر دی اور فیض در کات مددیہ
جو سلسلہ سلسلہ علیاً اور انتہا حضرت سلطان الاولیا کو مستفیض فرمائی جاتی اُنماد
جس سے انوار الیہ کی پرستی آپ کا قلب روشن و منور ہو گیا۔ اور اپنے سایہ حمایت
لے لیا۔ **شعر**

از نورِ اوجہاں آباد و حسموٰ	منور باد ایں مہتاً دم صور
-----------------------------	---------------------------

ذکر وفات حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ

المرام جنوت حضرت سید خادم علی شاہ قدس سرہ العزیز بدلائے عواض ملک الموت
ہوئے۔ علام جنے اپنا کام نہ کیا تب ایک دن حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس
سرہ العزیز نے تمام طالبوں کو اپنے سامنے طلب کر کے بعد تفہیم و تقییم مراتبات فقر
ہر ایک سے رخدمت والی چاہی اسکے بعد تادریث و صفت اللہ تعالیٰ اور ذکر
و نعمت سردار دو عالم محبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشغول ہے۔ آخرین کلمہ
توحید ہے آوازہ لند پڑھ کر راہی تاک بقا ہے۔ طویل روایت نے نفسِ ثن سے
مکمل رجائب ریاض فی جنت علیہ پر وازن کیا اور اس کا بعد خاکی کو سرشار
جام وحدت نشانادہ مکمل تفصیل دائیقۃ الموت کے مدھوش فرمایا اِنَّ اللَّهَ وَلَا
لِيَكُوْرَاجِعُونَ ۝ دفعتا شور قیامت بپا ہوا اور ہر ایک گریہ و زماری میں تبلیغ ہوا
صاحب تواریخ تحریر فرماتے ہیں کہ بتایخ ۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ اللہ کو لا شی ایک

اُس مخدوم ایام کی مسجد قصابان سے اٹھائی گئی تام جاؤں شاہی ہم رکاب لاش
مبارک روں و علمائے فرنگی محل و سید فدا حسین بینائی و جملہ الحکیم شاہی
ہمراہ پرچل و احتشام شاہانہ اُس جنازہ حضرت کو گولہ گنج میں پوچایا اور جسموقت
لاش مبارک کو قبر شریف میں اُتا را ہفت ضرب توپ کا فیر ہوا۔ گان ہوتا تھا کہ
کسی سلطان کا جنازہ ہے شعر

یہے ہر کس کہ بست از قسم عشق
پس از مردن شود مشہور آنات

دریان زیب کردن دستار بر سر مبارک و خرقہ پوشیدن
حضرت حاجی حافظ مولا ناسیم ارش علی شاہ رضی اللہ عنہ

ذخیرۃ الاصفیاء فارسی مصنفہ ششی خدا بخش صاحب ساکن دریا آبادی خلیع بارہ بکی

مرید حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ مطبوعہ انوار محمدی پر یہیں لکھنؤ

۳۹۳ صفحہ ۲۷

برائے ادائے فاتحہ خوانی و بستن دستار خلافت و جائشی جناب غفار آ

تمام، اوسا شہر لکھنؤ گروہ فقراء جمع ہوئے۔ مسمی مناجان دار و غیر خانہ جات
شاہی ارادت کیش و مرید خاص اُس فردوس مقیم کا تھا کہ ایک دستار کشتی نقرہ یا
رکھا کر طڑہ پیش رہیں ڈال کر اُس جلسہ میں لا کر رکھا کہ یہ صاحبان جس شخص کو قابل
اس خلوت کے دیکھیں عطا فرمائیں۔ حاجی غلام حسین نامے جو کہ خدمت ہیئت
معقولہ کے رہتا تھا اُس کو خیال تھا کہ میں قابلِ اس خلوت کے ہوں۔ بدین سبب

روسا شہر سے تحریکیت ستار بندی اپنے زبست کی اور اس قول سے وہ آگاہ نہ تھا

گزار از قسلم مود تقى دیر پا بردن	سرمچ خویش ساز خط سرنوشت را
----------------------------------	----------------------------

آخر کا حجہ کم مثبت ایزدی و عطیہ سرمدی دفعہ سید سعادت علی بن سید
 محمود محقق بن سید غوث گوالیاری و جناب اکبر شاہ صاحب و امید علمی شاہ صنا
 رحمۃ اللہ علیہم اجمعین با تفاوت یک دگر اُس دستار کو لیکر بھم ائمداد الرحمٰن الرّحیم
 کمک فرق مبارک یہ حضرت سلطان الاولیاء پر باندھا ملک گفت احسن فلک گفتہ و
 اور یہ قطبہ پڑھا قطعہ

مبارک ہو یہ دستار مبارک شاہ ولایت شاہ وارث پر	یہ فی ارش علی شاہ ولایت شاہ وارث پر
یہی تو سر ولستانِ محمد اور علی کے ہیں	حسین فاطمہ کے جلوہ اگرا شاہ ارش پر

بقابلہ مولف وزیر دیگر صاحبان مثل شیخ حسین علی صاحب نبڑا موضع سادہ مسو
 ضل عبارہ بنکی حضرت سلطان الاولیاء نے بتذکرہ خلافت فرمایا کہ مُنا عُنا بوقت
 خرقہ پوشی ہکو دوکرتے پہنچے گئے ایک قادر یہ دوسرا چٹیہ جب میں بازار کے مت
 نکلا ایک کرہ کبا پچی کو دیکر کباب کھالیا۔ اور دوسرا حلوا کی کو دیکر شیرینی کھالیا۔

یہ آپنے اسرار بھری بات فرمائی کہ کسی کی سمجھتے ہیں نہیں آسکتا کہ کبا پچی کی زبست
 کسکی طرف کیا۔ اور حلوا کی کی زبست کس کی طرف کی۔ ہلوگ ناہیں ہیں بینا نہیں
 اگر چشم باطن کی آنکھ ہوتی تو یہ ہرگز ہرگز زبان سے نہ نکلتا کہ آپ بیب جذب
 عشق الہی کے دونوں خرقتیں کر دیے۔ کیونکہ آپ مجدوب سالک تھے۔ صرف
 مجدوب نہ تھے۔ یہ کام مجانین کا ہے۔ اگر آپ مجدوب سالک نہ ہوتے تو مرشدی
 و مستمرشدی کا سلسلہ آپے جاری نہ ہوتا۔ کہ مجدوب سیخی کے لائق نہیں ہے اسکا

ذکر موقع پاؤ دیگا۔ اور پھر فرمایا کہ بروز سوم حضرت حاجی سید خادم علیشاد
 صاحب قدس سرہ دہاں پر میں موجود تھا کیونکہ مجھکو خواہش دستار بندی کی
 نہ تھی۔ اور نہ میرا خیال دستار بندی و خلافت کی جانب تھا۔ میں سیر کرتا ہوا
 اُس طرف کو آنکلا اور اُس مجلس میں جب روسا شہر نے نسبت غلام حسین
 دستار بندی کا تذکرہ کیا اُس وقت درویشوں نے کہا کہ ایک لڑکا سید صاحب
 مغفور و مبرور کے ساتھ رہتا تھا امید ہو کہ وہ سید صاحب کا عزیز ہو۔ وہ
 کہا ہے وہی قابل دستار بندی و خلافت کے ہو اُس وقت اکبر شاہ صنان
 قدس سرہ الغزی نے فرمایا کہ وہ تو اور زاد فلی ہے۔ ایک تباہ سید صاحب
 مغفور میرے پاس اپنے ہمراہ لائے تھے اسکو ضرور تلاش کرنا چاہئے اُسوقت
 ایک سوار کو حکم دیا گیا کہ تم ہمچاپتے ہو جاؤ اور تلاش کر کے جلد اُسی لڑکے کو
 بیہاں لاؤ۔ اُس وقت میں سیر کرتا ہوا قریب مجلس کے آگئا تھا۔ ایک سو اپنے
 میرا لامہ پڑک مخفی میں ٹھیکلا دیا دہاں پر نواب محمدی قلی خان صاحب بھی موجود
 ایک مرتبہ جب آپ بہرائچ میں تشریف لائے اور نواب محمدی قلی خان صاحب
 نانپارہ سے واسطے ملنے حضرت سلطان الاولیاء کے آئے اُس وقت آئئے
 نواب صاحب کی عظیم کی اور فرمایا کہ نواب نواب آپ بھی تو موجود تھے جب شیخ
 دوکر تھے پہنائے گئے۔ اُس وقت نواب صاحب کہا حضور صحیح ہے آپ خلیفہ تبدیل
 صاحب مغفوکے ہیں۔ اب حضرت سلطان الاولیاء کے ان ارشادات ہے بھی
 تصدیق خلافت ہوتی ہے اور شجرہ چشمیہ و شجرہ قادریہ سے جو آپ اپنے مرید
 عطا فرماتے تھے آپکا خلیفہ ہونا حضرت سید حاجی خادم علیشاد قدس سرہ کا ثابت ہے

کیونکہ بعد وصال حضرت سلطان الاولیاء کے لوگ بیان کرتے تھے اور اب ہی
 بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیاء کسی کے خلیفہ و سجادہ نشین نہ ہے اُن کی
 عشق کی منزل تھی اور اکثر حضرت سلطان الاولیاء فرماتے تھے کہ ہمارے یہاں قیمتی
 خلافت و سجادہ نشینی نہیں ہے کیا ہم پرزاوی ہیں مؤلف کرتا ہے کہ ہمارا ہیں نہیں
 حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نہ ہے کہ جب لوگوں نے
 ذکر خلافت کا کیا اُس وقت آپنے فرمایا کہ ہمارے یہاں عشق ہے کیا ہم پرزاوی ہیں
 ہیں اور جب لوگوں نے زیادہ اسرار کیا تو آپنے فرمایا کہ جسکے قدموں پر ہزاروں
 عالم گرے اُسی کو سمجھ لینا یا ایک مرتبہ طہور اشرف صاحب کن ایمپیٹی ضلع بارہ بندی
 نے شہرت کی کہ ہم کو حضرت سلطان الاولیاء نے اپنا خلیفہ بنایا اور حکم دیا کہ تم ہمارے
 خلیفہ ہو۔ سڑہ شدہ یہ خبر موضع گردیہ ضلع بارہ بندی میں پوچھی اُس وقت والذما
 مؤلف و شیخ محمد ایمن الدین رئیس گردیہ داسطے دریافت کرنے اس خبر کے حضرت
 سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہے۔ حضرت صاحب سے کہا کہ کیا حضور نے
 طہور اشرف صاحب کو خلیفہ بنایا۔ یہ خبر سننگر ہلوگ آئے ہیں کہ حضور سے
 دریافت گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے یہاں عشق ہے خلافت نہیں ہے۔
 کیا ہم پرزاوی ہیں۔ آپ کافر مانا صحیح ہے۔ اور مؤلف کو اس امر کی کا خٹھہ
 تصدیق ہے۔ مگر یہ الفاظ خلافت و منزل عشق کے جوز بان مبارک سے حضرت
 سلطان الاولیاء کے برآمد ہوئے خالی ازا اسرار نہ تھے۔ اگر یہ الفاظ خالی ازا
 اسرار ہوتے تو ہرگز اندھہ تعالیٰ منزل عشق و درجہ خلافت کو اپنی ذات خاص پر
 محفوظ نہ کرتا۔ اور عالم ناسوت میں اُس کا انعام ادا کرتا اور اُس منزل عشق و خلافت کا

ذکر اپنے کلام پاک میں نہ فرماتا اور اپنے جدیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا انہار اسی کلام پاک میں نہ فرماتا اور دیگر ان بیانیں مسلمین سے بھی اس کا ذکر نہ فرماتا۔ اور یہ عشق و خلافت بزرگان دین کے خاندانوں میں جاری و قائم نہ ہوتا۔ پس علوم ہوا۔ کہ یہ سلسلہ خلافت قائم کردہ حضرت رب العزت جل شانہ و عز برائے جسپر خود کلام پاک شاہد ہے۔ امدا یہ طریقہ تلقیہ تا قیامت جاری و قائم رہیگا۔ دیکھو کتاب الطان الرحمن بتفہیم القرآن مصنفہ حضرت مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی قدس سرہ صفحہ ۶، الحایۃ ۶۰ مطبوعہ نامی رپس لکھو ۱۳۲۳ھ

ترجمہ اور حجہ کما تھا سے زبانے ملائکہ کے کرم
زین میں خلینہ کر دیوں لے ہیں۔ کہا انہوں نے
کہ کیا زین میں ایسے شخص کو بنائے گا جو فساد کرے اور
خوبی کرے۔ حالانکہ ہم تسبیح کرتے ہیں تیری توہین کے
ساتھ اور پاکیزگی کرتے ہیں تیرے لئے۔ فرمایا انہوں نے کہ
یقیناً میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ اور کافی
الجل شانہ حضرت آدم کو نام اسمار پھر ان کو
ہیش کیا ملائکہ کے روپ و اور کہا کہ آنکھوں مجھے اسہار
آنکے اگر تم پسخے ہو۔

وَلَذِقَ الْأَنْجَلُ بِالْأَنْجَلِ كَفَارِي
جَلَ عَلَىٰ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً طَاقَ الْقَوْ
أَبْخَعَلَ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيُسْفِي
الرِّمَاءَ وَمَنْحُونُ لِسَبِّهِ بِمَجْلِ لَهُ وَ
فُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مُكَلَّا
تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَمَ أَدْمَرَ كَاهْشَاءَ كَلَّهَا
تَشَعَّضَهُمْ عَلَىٰ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ
أَتَيْتُهُنَّ بِآمِنَاءِ هُنْ كَاهْدَانٌ
كُفُّورٌ صَدِيقَتِي ۝

جب اما دُہ آئی انہار خلافت حضرت آدم علیہ نہیں اعلیٰ اسلام کا ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت کامل سے پیدا کیا اور انکے سینہ بے کینیہ میں عشق محبوی یعنی محبت محبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا۔ کہ آنکھ کھلتے ہی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

کہ ساق عرش پر خدا کے نام کیسا تھا تحریر ہے۔ بدینوبھا اس نام پاک کی حضرت
آدم کے دل میں محبت اور عظمت پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ اپنے اولاد کو بھی وصیت کی
کہ جیب اللہ کو کسی وقت نہ بھولنا۔ جب اللہ کا ذکر کرنا تو اُسکے جیب کا بھی ذکر
کرنا۔ جیسا کہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بیت
دوش دیدم کہ ملاہک درینیانہ ز دند
گل آدم بہشتند پیاد ز دند

مطلوب یہ کہ کلمہ میں نے ویکھا کہ فرشتوں نے شراب خانہ کے دروازہ کو کھٹ کھٹایا
اور حضرت آدم علیہ السلام کی بھی کو گوندھا اور پیالہ بنایا۔ ای دوسرے سے مراد ابتداء تہذیب ہے
اور حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کلام پاک سورۃ الحجۃ میں رب العزت کا ارشاد
ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَّاءٍ مَسْنُونٍ یعنی ہمنے حضرت
آدم کو خشک ہٹی از قسم لاد سیاہ بوجگفتہ سے پیدا کیا۔ اب حضرت حوا کو اپنی
قدرت کاملہ سے حضرت آدم کی بائیں پلی سے پیدا کیا اُس وقت اللہ تعالیٰ نے
عهد یعنی نکاح دوڑا حاملان عرش کے کر دیا اب زوج موجود ہوا اولاد ہوئے لیکن جب
قاہیل نے ہبیل کو مارڈا اور سبھی حضرت ہبیل کو مارڈا۔

حضرت آدم علیہ السلام ہبیل کی محبت میں بقیر از رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہبیل علیہ السلام کو ان کی تسلی و خاطر علمگیں کیوں اس طے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ مجھکو ایک فرزند شید عنایت کریں گا۔ اور اسکی نسل سے اپنے جیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردار بنی آدم پیدا ہونگے۔ چنانچہ ہبیل کے مرلنے سے پانچ سال بعد حضرت شیخ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ حسن و صورت اور سیرت میں مشابہ حضرت آدم کے تھے۔

اور تمام اولاد سے حضرت آدم علیہ السلام کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے قبل وفات کے ان کو اپنا خلیفہ بنایا اور جب حضرت شیعہ علیہ السلام کی اولاد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انکی شان میں فرمایا وَلَذِبَّتِي إِبْرَاهِيمَ زَكَرَهُ بِكَلِمَاتِهِ فَأَتَهُنَّ طَقَالَ إِنَّهُ
 جَاءَ عَلَكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا مَادِ قَالَ مَنْ ذَرَيْتُ مَنْ ذَرَيْتُ فَقَالَ لَا يَنَالْ مَعْصِيَةَ
 النَّاطِلِيْمَينَ ترجمہ اور یادگار و اس وقت کو کہ جب جا چکا ابراہیم نے
 اپنے رب کو ابراہیم کو اُسکے رب نے تو اُس نے ان کلمات کو پورا کر دیا کہما اُسکے
 پورا گارنے کے میں تکو لوگوں کے لئے امام بنا ناچاہتا ہوں۔ کہا ابراہیم نے
 اور میری ذریت کو امام بنائیں گا۔ کہا رب نے میرا یہ عمدہ ظلم کرنے والوں کو نہ بیگنا
 اور کھرا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابراہیم اَلَّا مَنْ سَفَهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ أَصْنَافَ
 فِي الْأَرْضِ أَجَّ وَلَتْ كَفَى الْآخِرَةُ بِكَنَ الصَّالِحِينَ ترجمہ اور ہمہ ابراہیم کو
 وہیا میں منتخب کر لیا اور یقیناً وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہو۔ اس طرح
 سیکے بعد دیگرے خلیفۃ اللہ کا طریقہ اپنیا، مسلمین میں چلا آیا۔ جبکہ جہاں نے نبی کرامہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عالم ناسوت میں تشریف لائے۔ گوکر عالم باطن میں اللہ
 تعالیٰ نے اُس وقت آپ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا کہ جس وقت سوالے اللہ تعالیٰ کے اور
 کچھ نہ تھا۔ صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے فرمایا عمر نے
 جو حفص کے بیٹے تھے کہا ہم سے فرمایا میرے بیٹے کہا کہ ہم سے فرمایا عاش نے کہا
 کہ ہم سے فرمایا جامع نے جو شداد کے بیٹے تھے اُن سے فرمایا صفویان نے جو
 بھروسے بیٹے تھے وہ روایت کرتے ہیں عمر بن جوھر بن عاصی بن عاصی کے بیٹے تھے کہ خباب

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان اللہ و کم بکن شمعی غیرہ یعنی اللہ تھا اور اسکے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ اب سنو سبے پہلے اس نے اسی بنا پر امام احمد فراہی موالیہ اب لذتیہ میں لکھتے ہیں کہ امام عبد الرزاق نے اپنی سند جابر تک پہنچائی جو عبد اللہ کے بیٹے تھے اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پر فرمان ہوں مجھکو خرد بھے کہ وہ کون چیز ہے جو رسمے پہلے پیدا ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُول مَا خلق اللہ نویں فَأَنَا مِنْ نُورٍ اللَّهُ وَخَلَقَ كُلَّ صِرْمٍ نُورٌ يُعْنِي پہلی جو چیز اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کامل سے بنایا وہ سیرالنور تھا یعنی میں ہوں اور میرے فور سے تمام مخلوق بنا لی گئی مثل نہیں آسان دلوح و کرسی و قلم و مسجدہ ہزار عالم بنایا گیا۔ اور مجھکو تمام عالم پرانے حکم کے تاذکرے کا حکم عطا فرمایا اب سنو کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سبے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بنایا بلکہ نے سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نور کا سایہ پیدا کیا۔ اللہ کا نور جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ اللہ کا نور کچھ گھٹ نہیں گیا۔ اللہ نے اپنی صفت کا نمونہ انسان میں رکھا ہے انسان کا سایہ و عکس آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے اور انسان کا ایک بال بھی گھٹ نہیں جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا سایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سایہ پہلے نہ تھا۔ فقط اللہ سی تھا۔ اللہ نے اپنے اس سایہ کو پہنچنے سے پیدا کیا۔ جب اور خلق کے بنائے کا ازادہ ظاہر کیا اُسی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرش و کرسی دلوح و قلم و مسجدہ ہزار عالم بنایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو عالم باطن میں بھی اپنے

خلیفہ بنایا تھا اور عالم ناسوت میں پیدا کر کے اپنے مخلوق پر اپنے احکاموں نے ظاہر کر دیا کہ میرا حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا خلیفہ ہے تو لوگ سب اُسکی پروردی کردی اور سورہ افڑا مسجد رَبِّ الْأَنْبَیَاءٍ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ پڑھایا اور درکعت نماز پڑھائی۔ پھر حضرت جبریل غائب ہو گئے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آئُسوں کو پڑھتے ہوئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ صنی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے نہایت خوب و رُعیتے دل مضطراً کا نیتا تھا حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغل میں دبایا اور فرمایا جمال مبارک آپکا نہایت مصفا اور چہرہ مبارک نہایت اعلیٰ ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل کا نیتا ہے مجھکو کپڑوں میں لپیٹو جحضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اُس جبیب اللہ کو گلیم میں چھپایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال خوف کے بعد ان آئُسوں کو ٹپھکرنا یا اور فرمایا محمد رَبِّی احوال عاضن ہوتے ہیں شاید میں زندہ نہ رہوں گا۔ اُس کاملتے ہے حضرت کی تسلی کی کہ قسم خدا کی کہ وہ مجھکو خوار می وہلاکت میں نہ رہا گی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آست پڑھی۔ یَا أَيُّهَا الْمُذَكَّرُ إِذْ قُمْ فَاتَّدُ رَبَّكَ فَكَيْدُ عَيْنِي لے کپڑوں میں لپٹنے والے اُنھوں اور لوگوں کو ڈرا اور اللہ کی بڑائی کر اب آئے ظاہری و باطنی طریقے سے بوجب آئی کریمہ لَمَّا لَمَّا دَعَ رَبِّكَ فَأَنْذَرَ رَبِّكَ فَكَيْدُ عَيْنِي لے اللہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ سمعت کرتے ہیں آپسے وہ لوگ بیعت کرتے ہیں مجھسے۔ بیعت شروع کر دی اور بالکل ثابت ہو گیا کہ خلافت سابق انبیاء مسلمین کے وقت سے چلی آرہی ہے۔ جب آنحضرت صلی علیہ السلام کا منبر

پر تھوڑے سال کا ہوا اور زمانہ وفات کا قریب آیا صحیحین میں مذکور ہے کہ حضرت علیہ
 اپنی بیماری میں ایک روز حضرت عالیہ صدیقہ رضے اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ
 اور بھائی کو بلا دشک تھا سے باپ کے لئے خلافت نامہ لکھ دوں۔ پھر حضرت نے
 فرمایا کہ اسکی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مومن لوگ انکے سعاد و سکے کو سرد انکا بیٹھے
 اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے۔ اسی طرح صحیحین میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک دن
 بیماری کی حالت میں کاغذ و قلم مانگا چونکہ اُس وقت عارضہ کی شدت تھی حضرت
 عمر بن الخطاب کے اس وقت لکھوائے میں تکلیف ہو گئی ہے لئے حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے فرانے کے بوجب قرآن مجید کافی ہے۔ جب آنحضرت زیادہ بیمار ہوئے
 اور سجید میں ناز کے واسطے نہ جاسکے اامت کا حکم حضرت ابو بکر صدیق رضے اللہ
 تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق امامت میں شغول ہوئے اُس وقت پیر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ خالی دیکھ کر بے اختیار رہئے اور آواز رونے کی بلندی پر
 یہاں تک کہ آنحضرت کے کافوں تک پہنچی اور حضرت مسیح مسیحی تشریف لائے
 اور حضرت ابو بکر کے پیچے ناز رہی اور بعد ناز کے مسلمانوں کو نسلیں کے لیے فرمائے
 دیکھو تمہارا مظاہر شکوہ جلد چھار مر صفحہ اباب تناقہ باب فرش و ذکر وسائل عجم
 جایا رہیں سکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ ایک ایسا اہل هدیۃ
 فرشیش مانعی مدنہ مانعی متفق علیہ روایت ہے ابن عمر رضے اللہ عنہ سے
 کہ تحقیق فرمایا بی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسالیم نے کہ ہمیشہ ہوا امر خلافت فرشیش میں۔
 ف-ح۔ یعنی چاہئے کہ انھیں میں ہے امر خلافت اور جائز نہیں شرعاً
 عقد خلافت غیر ان کے لئے اور اپنے عقد ہوا اجماع صحابہ کے زمانہ میں۔ اور اسے

جنت کی فہاریں نے الفتاویٰ سے ترجمہ جنتک کہ باقی رہیں دو اور می۔ نقل کی
فاری اور سلم نے فتح یعنی سولے خلیفہ کے یہ مبالغہ ہے والا امر خلافت دو
آدمیوں سے انتظام نہیں پکڑتا فتح۔ کہانوادی نے یہ حدیثیں اور مائندہ ائمہ
دینیں ظاہر ہیں اسپر کہ خلافت مختص ہے ساتھ قریش کے۔ ہمیں جائز ہے عقد خلافت
غیر نکے کے لئے اور اسی پر عقد ہوا اجماع صحابہ کے زمانہ میں اور بعد انکے اور جب
خلافت کی اس میں اہل بدعت سے پس وہ جنت لایا گیا ساتھا اجماع صحابہ کے۔ اور
بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ حکم عدیشہ کو رہیگا آخر زمانہ تک جنتک باقی رہیں
اوگوں میں سے دو بھی۔ اور ظاہر ہوا جو کچھ فرمایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسویٰ تک
انتکھ) اور تحقیق یہ ہے کہ خبر ہے امر کی یعنی جو کہ مسلمان ہو پس چاہئے کہ اتباع کے
امنکا اور نہ خرمنج کرے اُن پر والاجاتا رہا امر خلافت قریش سے۔ اکثر شہروں میں
کچھ اور دسوبر س کے بعد اور احتمال ہے یہ کہ محمول ہو یہ اپنے ظاہر پر اور ہونفیدہ
ساتھ قول آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کہ حدیث ائمہ میں ہے مَا أَقَامَ اللَّهُ مِنْ
يَعْنِي امر خلافت قریش میں اسی رہیگا جنتک بزیارت کہیں گے دین کو اور نہیں نکلا امر
خلافت قریش کے ہاتھ سے گر جب کہ رعایت نہ کی اُنھوں نے دین میں حرام تحریک
دیکھو ویباچہ سیر الادلیا فارسی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۲۹ نظریت صفحہ ۱۲۔

خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

والصلوٰۃ برٰحت ویاران او کہ پیشوایان خلق اند و راه نمایان حق چنان لی حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در حق ایشان فرمودہ آصحابی کا لشیعہ

بِأَنْ يَعْصِي أَمْرَنَا فَتَدْعُونَا إِلَيْنَا عَلَىٰ مَا خَصَّكُمْ بِإِمَرِ الْمُؤْمِنِينَ الْوَكِيرِ صَدِيقِ رَسُولِهِ أَنْتُمْ
 كَمْ بَعْدَ احْضُرَتِ رسالتَ صَلَوةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَيْتُنَّ هُنَّ امْبَتُ لَهُ وَخَلِيفَ
 رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَيِّدِ الْمُحْمَدِ وَبَادِ شَاهِ ارْبَابِ تَفْرِيدِ بُودُوكَامَاتِ اِمْشَهُورَهُ
 آیَاتٍ او دَلَائِلَ برَّاکَ ظَاهِرٌ وَمُشْلَحٌ اَوْ اِنْقَدْمَارِ بَابِ وَازْكَلَاتِ اِوْسَتِ وَارْنَّا
 فَلَيْنِيَهُ وَأَمْوَالِنَا عَلَيْهِ وَأَنْفَاسُنَا مَعْدُونَ وَرَّاهُ وَكَسْلَنَا مَوْجُودَهُ وَزَهْرِي
 رَحْمَةِ اِنْدَعْلِيَهِ رَوَايَتِ مِيكِلِنِچُونِ اِمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ الْوَكِيرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَجَافَتْ جَيَتْ
 بَكْرِ وَنَدِ بَرِ شَدَهُ خَطِيبَهُ كَرَدَهُ وَرَاشَنَا خَطِيبَهُ كَفَتْ وَاللَّهُ مَا كَنْتُ بَحَرِي صَائِنَهُ
 الْاِمَارَهُ يَوْمَ مَا فَكَالَ لِكِلَهُ قَطُّ وَلَا كَنْتُ فِيهَا اَغْبَانَا وَلَا سَكَلْتُهَا اللَّهُ قَطُّ
 فِي يَرْتَهِ وَعَلَادِيَهُ وَمَالِي مَعَ الْاِمَارَهُ مِنْ رَاحَهِ تَرْجِمَهُ قَسْرِ خَداَکِيَهُ
 نَهْ تَخَاَيِيْنِ حَرَلِیِسِ او پَرِ اِمِيرِ ہُوَلَےِ دَنَ کَےِ او رَنِهِ رَاتِ کَےِ ہَرَگَزِ اورَ نَهْ تَخَاَيِيْنِ لِسِ
 اِمَارتِ کَارِغَبَتِ کَرَلَےِ وَالَا او رَنِهِ چَائِئِنَےِ وَالَا پِسِ اِسِ اِمَارتِ کَاخِدِ اِنْتَعَالِيِ سِ
 ہَرَگَزِ بَاطِنِ او رَنِهِ ظَاهِرِیِںِ او رَگِیَا چِیزِ ہےِ لَرِدِیکِ نِیرِےِ رَاجِتِسِ اِسِ اِمَارتِ کَےِ
 بَخْلِ اِمَارِکِ حَضُرَتِ سَلَطَانِ الْمُشْلَحِ قَدَسَ اِنْدَعْرَهُ عَزِيزِ بَشَّتَهُ وَدِیدَهُ اِمَ قَالَ
 الْاِعْرَابِيُّ لِلَّا بِكَرِرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اَنْتَ خَلِيفَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَكَ اَنَا النَّخْلَافَتُ بَعْدَهُ لَيْعنِي كَمَا بَذَوِي نَےِ خَاصِكَرِ
 حَضُرَتِ ابِي بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَےِ کَمْ تَوْلِیْفِهِ ہےِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَمِ
 کَمِ حَضُرَتِ ابِي بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ہےِ نَہِیںِ ہوںِ میںِ خَلِيفَهُ گَرِیدَ حَضُرَتِ صَلَوةِ اللَّهِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَےِ درِ حَکَایَتِ آمِدَهُ اِسَتْ کَمِ اِمِيرِ الْمُؤْمِنِینَ عَمَرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ دَهِ
 حَمَدِ خَلَافَتِ خَودِ زَنَےِ اِزْنَانِ اِمِيرِ الْمُؤْمِنِینَ الْوَكِيرِ صَدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سِرِرا

در جالم خود آورده بود در خلوت ازان ہر پرسید که از معاملہ امیر المؤمنین ابو بکر رضی
اللہ عنہ مشغول ہے چیزے بگو تا من اتباع آن کنم۔ آن زن گفت کہ من ایں قدر
دانم کہ بیشتر بمشغول بھی بودے چون وقت سحر در آمدے ارمذیہ مبارک خون لفے
برآورده از ان نفس بوئے جگر سوختہ آمدے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ چون
اپنے سخن پرسید گیریست و گفت کہ من در ہمہ اتباع او مشغول ہما تو انم کرد فاما بوئے
جگر سوختہ ادکنجا تو انم آورده و ام از بجا بود کہ ابو بکر صدیق بدین بشارت مخصوص شد
إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْخَلْقَ عَامَةً وَكَيْفَ يَعْلَمُ خَاصَّةً يعنی بدراستے کہ اللہ تعالیٰ تھیں کیا
و خلق را اذ روئے عموم و مرادی بکر را مخصوصیت دہم بدین سبب بود کہ امیر المؤمنین
عمر رضی اللہ عنہ کتاب گفتے پایہ تینی کنت شعرہ فی صدقہ رای بکر کاش کر
غزیک بوئے بوئے ازموئے ہائے کہ بر سینہ مبارک امیر المؤمنین ابو بکر بود ڈھیر
المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ آن زن را کہ در جالم خود آورده بود طلبید و گفت مخصوصون
از لون خص ایں مخالف بودہ والا غرض دیگر در میان بود مہرا و بد داد و اذرا
بگذاشت۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ در آخر عمر مدت پانزده روز زحمت
فرارحم ذات پاک او شد و در سال ششم عشر من الاجرة بحیث حق پیوست۔

عمر خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کہ امام اہل تحقیق و اندیجہ محبت غرق بولادگرامات
و فراسات مشہور و بصلابت و فراسات مخصوص حضرت جیتوں علیہ السلام در ابتداء
اسلام امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت

یا میں قد استبشر اهل السمااء طائفہ اہل التصوف بلیں مرقع یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاد شدہ اند باشد گان آسمان امروز سلطان شدن غیر
و قتے عمر رضے اللہ عنہ درخواجی مدینہ حشت میزد آفتاب برپت بارک او سخت
بنا فت گرمی آفتاب دید لفراں حضرت عزت نور افتاب بستند جہاں رکن
شذ غلغله وردمیہ افتاد کہ مکروہ قیامت قائم شدہ بعدہ امیر المؤمنین عمر بن حضر
رضا جانب آفتاب دید آں نور بد و ناخشنیدند و مدت خلافت ده سال و
ششماہ و پنج روز بود در سنه ثلث و عشرين پر دست ابن لولو شہادت یافت

عبد خلاف حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہ گنج حیا واعیہ اہل صفا و متعلق
درگاہ رضا بود و به نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نسوانی و ختر
دایا و پیغمبر بدین الصال خطاب ذوالنورین شرف گشت و جامع قرآن و شیع
حیطان و مرتب جیش اہل ایمان بود و اول اع کرم و بفطرت نعم مخصوص و بلباسِ سلم بود
و بفور علم موصوف و اذ غایت حلم و شیرم و نیا بست پیغمبر بود کہ بر پیغمبر سخن مبارک
او بنتہ شد و فضائل او پیغمبر ایسٹ و مناقب او ظاہر عبد اللہ و ابی رباح و
ابی قتادہ رضی اللہ عنہما روایت کردہ اند کہ روز جمعہ حرب الدار مانزد دیک امیر
المؤمنین عثمان رضے اللہ عنہ بود ہمچوں غوغای برگاہ اور سعید غلامان اوسلح

سلہ کروب یعنی اند ہنک «سلہ شیع یعنی سیر کننہ» ۱۲۔ سلہ چیلھ یعنی دیوار احاطہ ۱۳۔
سلہ جیش یعنی لشکر و جوشیدن دیگ دشوار ہن دل ۱۴۔

برداشتند ایمیر المؤمنین گفت هر که سلاح بزیگیر دارد می‌توان آزاد و مانعشین او را
ترس جان خود ببرو آمدیم ایمیر المؤمنین امام حسن علیه السلام در مرای آمد با او باشتم
و به تزویک ایمیر المؤمنین عثمان آمدیم ایمیر المؤمنین امام حسن بن علی رضی افتد عنده سلام کرد
و گفت یا ایمیر المؤمنین من بشه فران تو با سلام انان شمشیر شید و تو امام بر سر مرا فران
تابلاس ایم قوم از تو دفع کنم ایمیر المؤمنین عثمان گفت یا ابن ابی اسحاق ارجام و اجليس
فی بیتک حَتَّیْ يَا تَنِ اللَّهُ بِأَمْرٍ فَلَا حَاجَةَ لَنَا إِمْرَاقُ الدِّيَمَاءِ فَرَنَد
برادر من بازگیر و بنشیش در خانه خود تا آنکه حق تعالی ای حکم خود پس نمیست حاجت مازاد
در رخین خون، و میان اهل سلوک این مقام رضی است آزار عایت کرد و بدست
خلافت او ده سال کم و ده روز بود و مدت عمر او هشتاد و هشت سال و بعضی
گفته اند نو ده سال و بوقت شهادت مصطفی بر کثرا او بود روز پنجم شعبه
بر دست ناز غباض شد.

محمد خلافت حضرت علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنه

ایمیر المؤمنین اسد الله الغالب علی ابن ابی طالب کرم الله و جمیع که برادر صلطان اصلی الله
علیه وسلم و غریق بحر بلاد عرق نار فلان و مقتدار اولیا را پیشوائے صفتیار بود و با اصحاب
بنل و عطا وزرم و ناو فقر و ضفا میان صحابه کرام ممتاز بود بقوت و شوکت از
حضرت عزت بخطاب اسد الله الغالب مخاطب گشته و بکثرت علم از جمله
صحابه رضوان الله علیهم اجمعین بقول رسول الله صلی الله علیه وسلم ای امام دیوبنة
العلم و علی بابها مخصوص گشت بهذ آقال عمر کو کم علیه لهات عمر و

و بخلوت خود نظر کر از حضرت عزت بحضرت رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم در شب
 مراجع رسیده بود میان خلفاء ربعہ مشرف او گشت لاجرم تاروز قیامت نسبت
 سنت الیاس خود مشائخ قدس سترہ الغرزی از ومانده ایں دینے استقامت ازو
 گرفت و اوراد تصرف مقام رفیع است و شان عظیم و حضرت خلیل رحمۃ اللہ علیہ
 شوید کہ شیخ مختاری کا مصوّل والبد اعلیٰ امیر تفضلے و از وسوال کردند کہ بہترین کارہای
 چیز فرمود غنیمۃ القلب بِاللَّهِ يُعْنی هر کرا خذلے تعالیٰ تو مگرے باشد هستی دنیا
 اور ادر ویش نکند و بدت عمر او شخصت و سه سال بود و عبد الرحمن ابن بجم که جان
 معاویہ شدہ بود و خذلے فرستادند تا در ناز اپر المومنین علی رضنے اللہ عنہ تبریغ زهر کارو
 زخمی زد و سر روز بزریت روز آدمیہ هفتاد و هم اہ رمضان البارک ششمیشین
 شهادت یافت

فیت امام حضرت امام حسن علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہ
 ایپر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنا جانشین نہیں بیے احوالیا
 لیکن بعد وفات آپ کے حضرت امام حسن علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہ بالامر ازا
 جانشین ہوئے اس وقت آپ کاسن شریف، ۲۳ سال کا تھا آپ کو لوگوں نے اور
 بھی زیادہ اس وجہ پر نکل کیا تھا کہ آپ اپنے نانا کے ہم شبیہ تھے اور حلم و اخلاق
 میں بھی اونکے مثل تھے۔ آپ میں وہ بات جو خانہ جنگی کے نوع کرنے کے لئے اور
 غالب آجانے کے واسطے ضروری ہو نہ تھی۔ آپ کو مسلمانوں کے خون ناحق کا بڑا
 خیال تھا۔ آپنے اپنے والد کے انتقال کے بارہ میں فرمایا کہ جس انت کو قرآن نما نامی

جس رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات کو حضرت
 یوشع علیہ السلام قتل کئے گئے اُسی رات کو میرے والد بھی قتل کئے گئے۔ اگر حضرت
 امام حسن علیہ السلام کے دل سے کوئی پوچھتا تو آپ پہلے ہی خلافت سے درگذر کرتے اور
 حضرت معاویہؓ کو کہ اُسکے بڑے آرزو مند تھے حوالہ کر دیتے تو نکہ حضرت امام حسن علیہ السلام
 عزلت پنڈتھے اس لئے آپ نے عزلت اختیار کی۔ آپ کے اولاد
 بہت ہوئی لیکن جن سے نسل کا اجراء ہوا وہ حسن بن شنبی اور زید ہیں۔ محققین کا قول ہو
 کہ خلافت و قسم کی ہے ظاہری اور باطنی دونوں آپ میں مجمع تھیں جحضرت امامین
 علیہ السلام آپ کے چھوٹے بھائی و حضرت حسن بصری رحمۃ الرحمہ علیہ اور حضرت حسن بن شنبی
 آپ کے صاحبزادے آپ کے فیض باطنی سے مستفید ہوئے تھے۔ ملا احمد بن ہو شجرہ اثریہ قیادت
 اسی طرح یکے بعد دیگرے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وہ علم جو کہ سیدنا بشیعہ
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے حضرت
 امام حسن علیہ السلام کو عطا ہوا اور آپ نے امام حسین علیہ السلام کو دیا اور آپ نے حضرت
 امام زین العابدینؑ کو اور آپ نے حضرت محمد باقر علیہ السلام کو عطا فرمایا پھر آپ نے
 حضرت موسیٰ کاظم کو پھر آپ نے حضرت داؤد طاعی کو پھر آپ نے حضرت معروف کرخی کو
 پھر آپ نے حضرت ستری سقطی کو پھر آپ نے حضرت چنید بغدادی کو۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکر
 شبیل کو پھر آپ نے حضرت عبد العزیز کو۔ پھر آپ نے حضرت عبد الواحد کو پھر آپ نے
 حضرت ابو الفرج طرطوسی کو پھر آپ نے حضرت ابو الحسن بھکاری کو پھر آپ نے حضرت
 ابوسعید خثروی کو پھر آپ نے حضرت عبد القادر جیلانی کو پھر آپ نے حضرت ابو محمد
 عرف مجید الدین عرف ابوصلح کو پھر آپ نے حضرت سیدنا احمد کو پھر آپ نے

حضرت مید حسن علی کو پھر آپ نے حضرت سید ابو سعید کو پھر آپ نے حضرت میہن شاہ کو
 پھر آپ نے حضرت ابوالعباس کو پھر آپ نے حضرت بہاؤ الدین کو پھر آپ نے حضرت
 شاہ محمد کو پھر آپ نے حضرت جلال کو پھر آپ نے حضرت فرمید بھکاری کو پھر آپ نے حضرت
 ابراہیم ملتانی کو پھر آپ نے حضرت ابراہیم بھکاری کو پھر آپ نے حضرت امان اللہ کو پھر آپ نے
 حضرت شاہ حسین کو پھر آپ نے حضرت شاہ ہبایت کو پھر آپ نے حضرت مید عبد الصمد
 خدا نما کو پھر آپ نے حضرت مید عبد الرزاق بالسوی کو پھر آپ نے حضرت مید شام علیل کو
 پھر آپ نے حضرت مید شاگراں صندل دوی کو پھر آپ نے حضرت شیخ نجات اللہ کمبووی کو
 پھر آپ نے حضرت حاجی لیلید خادم علی کو پھر آپ نے حضرت حاجی حافظ سید وارث علی کو
 پھر آپ نے حضرت سید ابراہیم کو پھر آپ نے حضرت سید علی احمد کو عطا فرمایا
 تمام شد شجرہ قادریہ والائیہ

شجرہ پیغمبریہ والائیہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم افندی و جنم کو عنبا فرمایا پھر آپ نے
 حضرت حسن بصری کو پھر آپ نے حضرت عبدالواحد بن زید کو پھر آپ نے حضرت فضیل بن
 اعیاض کو پھر آپ نے حضرت ابراہیم ادہم کو پھر آپ نے حضرت خالقہ عرشی کو پھر آپ نے
 حضرت امین الدین ہیرہ بصرہ کو پھر آپ نے حضرت مشاود دنیوری کو پھر آپ نے ابوالحاج
 شامی کو پھر آپ نے حضرت ابو احمد ابدال حشمتی کو پھر آپ نے حضرت ابو محمد کو پھر آپ نے حضرت
 ناصر الدین ابو یونس حشمتی کو پھر آپ نے حضرت قطب الدین مودود حشمتی کو پھر آپ نے
 حضرت حاجی شریف زندی کو پھر آپ نے حضرت شریف زندی کو پھر آپ نے حضرت

خواجہ عمان امدادی کو پھر آپ نے حضرت خواجہ میں الدین چشتی کو پھر آپ نے حضرت قطب
 الدین خندیار کاکی کو پھر آپ نے حضرت نظام الدین اولیا زری زرافت کو پھر آپ نے
 حضرت اصیر الدین پیر لغ دلی کو پھر آپ نے حضرت کمال الدین علامہ ہمیشہ نباد
 حضرت نصیر الدین کو پھر آپ نے سراج الدین بن کمال الدین کو پھر آپ نے حضرت علم الدین
 کو پھر آپ نے حضرت شیخ محمود عرف راجن کو پھر آپ نے حضرت جمال الدین عرف جن کو
 پھر آپ نے حضرت حسن محمد کو پھر آپ نے حضرت شیخ محمد بن حسن محمد کو پھر آپ نے حضرت تھیلی
 مدنی کو پھر آپ نے حضرت فیض الدین آبادی کو پھر آپ نے حضرت نظام الدین اور نگ
 آبادی کو پھر آپ نے قطب الدین بن مولانا فضل الدین اور نگ آبادی کو پھر آپ نے حضرت
 جمال الدین کو پھر آپ نے حضرت عباد الدین کو پھر آپ نے حضرت بلند شاہ کو پھر آپ نے حضرت
 حاجی سید خادم علی شاہ کو پھر آپ نے حضرت مولانا حافظ حاجی مارت علی کو پھر آپ نے
 حضرت محمد ابراہیم نوسر حضرت حاجی سید خادم علی شاہ کو پھر آپ نے حضرت سید
 علی احمد شاہ نوسر حضرت محمد ابراہیم شاہ کو عطا کیا جیسا کہ دیکھو بعض آیات میں
 خداوند کریم نے ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جوان بنا علیہم السلام کے وارث ہیں
 ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ آئیکریس وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ أَمْنَوْا صَنْكُومْ وَعَمَلُوا الصَّلِحَاتِ
 يَسْتَحْلِفُهُنَّ فِي الْأَرْضِ كَمَا أَسْتَحْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَعْنِي إِيمَانُ الْوَلَى
 اللَّهُ تَعَالَى نَعَنْ وَعْدِهِ كَيْا ہی کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کریگا جیسا کہ تم ہے
 پہلوں کو کیا تھا۔

اقسام امامت و خلافت

از عاشیه دوم پر مقدمہ کتاب مرآۃ الائسرار نوشتہ است کہ تزویج صوفیانے
اہل صفا خلافت و امامت برجایا قسم است۔ اول اصلتیا۔ دوم و راثتا۔ سوم
اخارتہ۔ چهارم اجماعاً۔

اصلتیا۔ آنکہ بلواء سطہ حق تعالیٰ عطا فرمودہ ہاں شد و آں خاصہ چنان
ابیار مسلمین است۔

وراثتیا۔ آنکہ پیغمبر یا شیخ فرزند یا برادر وارث خود را بجائے خوب سب
نمودہ خلیفہ گرداند۔

اجتارۃ۔ آنکہ ہر کراچی میں امر بداند جائے نشین و خلیفہ کنڈ خواہ خویش
باشد خداہ بیگانہ۔

اجمیعًا۔ آنکہ مثلاً بزرگے ازین عالم گذشت وہی کس را بجائے خوب سب
نہ نمودہ و اجازت ہم نہ فرمودہ مردم قبیلہ دا کابران وقت جمیع شدہ شخصیتے را بجائے
منصب ساختہ با جماع خلیفہ گردانیدند۔

از شخصیت ازان جملہ نہیں خلافت و امامت از لصوص ثابت شدہ و قسم چارم
با جماع خلق۔) و اپنے از لصوص ثابت شدہ دانیت۔ از لصوص ثابت شدہ
اول حق تعالیٰ آدم غلیبہ السلام را بشرف خلافت خود ممتاز نہیں تھا۔ تھا تھا
لیکن جماعتی فی الہارضی خلیفہ پس وے آخر درخیات نہود بالحق و راثتہ
جانشین و خلیفہ گردانیزد و تا چند وارسطہ امر خلافت بوجب اجازت عاشیت

علیہ السلام اذ ان سلسلہ پر پاپو دیسیر حمال الدین محدث گفت تا سامن بن نوح صلوات اللہ
 علیہ ابتداء نموده است۔ دوم حق تعالیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام را پر پر
 اامت و خلافت رسانیدہ چنانچہ کلام آئی شاہد است قال لَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ
 اماماً مَا شَرِخَ بِرَأْدِ الْدِينِ اسحاق خلیف شیخ فرید الدین گنج نزول ایں آیت چندیں ایت
 می کند کہ چوں نمود بعد امشد اندیسیا را آخر ابراہیم علیہ السلام را پر پنہہ نمود درون
 آتش انداخت واورد مرتبہ رضا و سایم ثابت قدم باند هم توجه کرد حق تعالیٰ
 کرم مجتبی فرموده خلافت خلافت و اامت و یک پیراہن و گلیم سیاہ از بست
 پوتے فرشاد و آتش سرگشت پس ابراہیم علیہ السلام آخر آن پیراہن با سحاق
 علیہ السلام عطا فرمودا زوے بعیوب علیہ السلام وازوے بیویع رسید
 چنانچہ در تفسیر سورہ یوسف ظاہر است با وجود یوسف هم لاائق دراثت بودند
 اما خلافت بیو دبارادرش اجازت فرمود پس آن خلافت بطرق اجازت است
 بطن بعد بطننا با کنڑ نبیا ہے بنی اسرائیل موسیٰ و مارون وغیرہ رسیدہ تاہر زکریا
 رسیدہ است چنانچہ وحی آئی خبر فی وہ قوله تعالیٰ رب هبہ لی من لد ذکر
 وکیا یورثتی و یوریت من الی یعقوب الآیہ

تاریخ کرام پر حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خلافت جو سلسلہ
 پر سلسلہ آپنا کو ملی ہے ممکنہ اقسام خلافت و امت ثابت ہو چکی۔ اور ہر طریقہ سے مدل
 و مصدق ہو گیا کہ شریعت و طریقت دونوں طریقہ سے آپ کی ذات خلافت کیلئے
 موزوں نہیں اور ادب دیگر حالات آپ کے مثلاً سفر و حضر کشف و کرامات اخلاق و عادات
 ریاضات و بجاہات وغیرہ وغیرہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

روانگی حضرت سلطان الاولیاً یکم و تہما پاپیادہ براہ خشکی بیانی حج و زیارت بیت اندھر شریف و روضہ مبارک حضرت سرور کائنات علیہ السلام والتحیات و دیگر مقامات مفت

صاحب تواریخ تحقیقۃ الاصفیانا تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیاً براہ خشکی
۵۳ نامہ صفر المظفرین بار اول جانب بیت اندھر شریف روانہ ہوئے اور حج
اکبر سے فراغت حاصل کر کے پانچ سال واپس وطن ہوئے۔ اور بار دوم
۵۶ نامہ ہریں جانب بیت اندھر شریف برائے ادائیح تشریف لے گئے
اور بعد فراغت حج ۵۰ نامہ ہمیں واپس وطن ہوئے۔ اور بار سوم ۵۰ نامہ ہمیں
برائے ادائیح تشریف لے گئے بعد فراغت حج ۵۶ نامہ ہمیں واپس وطن ہوئے
اور حضرت فضل حسین شاہ وارثی سجادہ نشین حضرت منعم شاہ قدس اللہ عز و جل عنہ
لے والد ماجد مؤلف سے بیان کیا کہ حضرت سلطان الاولیاً رضی اندھر عربہ چمارہ
سالگی حضرت حاجی سید خادم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوم کے دن تلخ خلات
پہنچ رہت تھوڑے زمانے کے بعد یکہ و تہما پاپیادہ براہ خشکی جانب مدینہ منورہ و
بیت اندھر شریف روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کا یہ شبہ تھا کہ براہ خشکی کیونکر
تشریف لے گئے۔ حالانکہ سمندر درمیان میں حائل ہے اور اسکو بغیر عبور کئے
ہوئے وہاں تک پہنچنا مشکل ہے کیونکہ خشکی کا راستہ بہت دشوار گذاشتے
اور ایک زمانہ اسکے طے کرنے کے واسطے چاہیے۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ سبیعہ

مگر عاشقان فور رسول امیر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی دشوار گذار نہیں ہے بلکہ
انہیں مطلوب کے سوا دینا اپنے ہاتھ سے کچھ دارستہ نہیں۔ راہ طلب کی دشواریوں سے
ہر اس نہیں ہوتا جو طالب صادق ہوتے ہیں وہ مطلوب کے حصول میں پڑھا رہنا ازال
تکایت کی پرداہ نہیں کرتے۔ فی الحیثیت جبکہ طلب حقیقی ہوتا ہے دنکا عزم اور
استقلال اسقدر قوی ہوتا ہے کہ اونکے لئے مشکل آسان ہو جاتی ہے تکلیف
راحت سے بدل جاتی ہے۔ رنج و غم بدل بخوبی ہو جاتے ہیں۔ بقویے
من رنج کا خوگز ہوا انسان تو مست جاتا ہو رنج
مشکلیں اتنی پریں مجھ پر کہ انسان ہو گئیں

اسی طرح حضرت سلطان الاولیا کے عزم و استقلال اور طلب صادق نے راؤ
دو شوار گذا کی مشکلوں کو آسان کر دیا اور مشن مقصودہ تک لے گیا۔
احمدیا امام اولف نے حضرت سلطان الاولیا سے دریافت کیا کہ حضور کسی کے
بدعیہ منورہ و بنیت اللہ تشریف تشریف لے گئے آپ نے فرمایا کہ مُنا سنا صدقہ رسمًا
اہم کابل و دلکش شام و چاہ بیرون الالم کی پس کرتے ہوئے گئے اور ہر کو ایک جھیل
در میان بیت المقدس و ان کے ملی کہ جسیں عرصہ تک چلنا پڑا کہیں پانی تھا
اور کہیں خشکی تھی۔ اور اسیں درخت پر تقام پڑے طریقے لگئے ہوئے تھے مولف نے
پھر سوال کیا کہ حضور اُن جھیل میں شب کو کہاں رہتے تھے فرمایا جب شام ہوئی تو
کسی درخت پر چڑھ کر شاخ کی بیکری لکا کر سورتھے تھے جب آنکھ کھلتی تھی پھر حلقت تھے
مٹولے پھر سوال کیا کہ حضور وہاں کھانا کیا کھاتے تھے۔ فرمایا کہ جب افطار کا و
ہوتا تھا شاخ شاخ کو لینکر کر وڑ دیتے تھے اُسیں سے سفید پانی مثل دودھ کے

اور شہنشاہ شہد کے نکلنے لیتے تھے۔ اسی طرح اسی حجیل کو طے کیا اور سپریو سیاحت
 کرتے ہوئے تیوبک پہنچ کر مدینہ طیبہ ہوئے۔ ذیل میں ہزاروں نے نقشہ دہ دوستہ
 کہ جن اسکے پاس پادہ سلطان الاولیاء تشریف لے گئے تھے درج ہے۔
 لکھنؤ۔ بیلی۔ رامپور۔ سہارن پور۔ انبارہ۔ پیالہ۔ فیروز پور۔ لاہور۔ امیر سیالکوٹ
 جموں۔ سری نگر۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ ہوتے ہوئے کابل۔ قندھار۔ کوئٹہ چین۔
 گودی سر۔ سیستان۔ لاش۔ مرج کوہ سیاہ۔ ہرات۔ شہد مقدس لہور
 خراسان۔ دراک صحرائے بُط۔ فارس۔ اصفہان۔ اوستان۔ کاشان۔ هم
 نوند۔ بازدران۔ کامون۔ آذربایجان۔ گردستان۔ دیار بکر۔ انتیاب۔ آلمونی
 ہما۔ لک شام یعنی سیریا۔ ہومز۔ دمشق۔ صحرائے لک شام۔ بیت المقدس یعنی
 یروشلم۔ بیرونیہ میں جھیل مُردار۔ مان۔ اکا۔ تیوبک۔ مدینہ منورہ۔
 حضرت سلطان الاولیاء ان سب ملکوں میں سپریو سیاحت کرتے ہوئے مدینہ طیبہ
 ہوئے۔ اپنے ناناجان احمد مجتبی احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر
 حاضر ہوئے بعد صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے گریہ وزاری شروع کی اور ہاتش
 عشق نے الفرق الفرق کی صداب المذکوری۔ حضور رسالت پناہ سے الوصل الوصول کا
 فرشہ عندا اور سینہ بے کوئیہ علم سلیم و فیوض روحاںی سے پُر ہو گیا۔ حکیمیں و رحاب
 دمرا تسبیب روحانی ہوئی اور بادہ اسرار سے سرشار ہو کر روضہ اقدس سے باہر تشریف
 لائے اور جنتہ البیقیع میں جا کر اپنے احمداد کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرصہ
 دراٹک قیام فرما کر فیوض و برکات سے بہرہ در ہوتے ہے اور الوار محمدی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے فیضیاب ہوتے ہے۔ طالبان مرشد کامل کثیر تعداد میں خلق

بگوش ہوئے۔ یعنی آپ کے درست حق پرست پریعت کی اور داخل سلسلہ ہوئے۔ مسودا دراق لے حضرت سلطان الاولیاء نے دریافت کیا کہ دنیہ منورہ میں آپ کس کے مکان پر مقیم تھے۔ آپ نے فرمایا کہ دن کو سیر کرتا اور مسجد بنوی میں نماز پڑھتا اور شب کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے زادو پر سر کھکر سوتا تھا۔ جب زار حج کا قریب آیا تو آپ کمکت معلمہ روانہ ہوئے اور جا بجا قیام کرتے ہوئے بیت اللہ شریف پہنچے۔ بعد فراغت حج کمکت معلمہ میں رکرمقات زیارت یعنی جنت المعلی جو عوام شریف کے جانب جنوب قدیم قبرستان ہے جو کہ متین اور عرفات کے صدر راستے ذرا ہٹا ہوا ہے۔ اس میں سب سے پہلا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کافرا ہے۔ اس پر کئی برس تک چوپی تابوت رہا اور اُسی کی زیارت ہوتی تھی ۹۰۵ھ میں سیمان خان نے پختہ قبہ بنوایا جو کہ شوال ۱۳۷۳ھ میں بخوبی سکار کر دیا۔ صرف قبر کا چبوترہ قائم ہے اور بعد اسکے مکان مولڈالبی صدیہ اندھلیہ وسلم کو تشریف لے گئے جو بازار کے شمال جانب ہے۔ علامہ ابن الاشیر جزری نے اسکی نسبت تحریر فرمایا ہے کہ یہ مکان محلہ قریش میں واقع تھا بعد فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقیل ابن ابی طالب کو دیدیا تھا اور اون کی ولادت سے محمد بن یوسف برادر جاجج بن یوسف سقفی نے خرید کر اپنے مکان میں شامل کر لیا اور اُسی کا مکان کہلاتے لگا۔ بعد اسلطنت عباسیہ میں خیزان والدہ ہارون الرشید اسکو اپنے قبضہ میں لیکر مسجد بنوادی تھی درمیان زمانہ میں انقلاب ہوتے رہے آخر میں پھر مکان ہو گیا جو زیارت گاہ خلافت چلا آتا تھا ۱۳۷۴ھ میں حکومت بخوبی کے زمانہ میں گردایا گیا۔ پھر ہمارے حضرت سلطان الاولیاء دار القم خزوی

زیارت کو گئے کہ جبیں حضرت رسلت ماصلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کرتے تھے
 اور خلوت میں تعلیم فرماتے تھے اور اسی مکان میں حضرت عمر رضے اللہ تعالیٰ عنہ مشرن
 پر اسلام ہے تھے۔ یہ مکان محفوظ انہا۔ مگر ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء میں جب ابن سعود کا کمر مفطرہ پر
 قبضہ ہوا تو بندیوں نے اس کو بھی نہدم کر دیا۔ بعد ازاں مولانا حضرت فاطمۃ الزہرا رضے
 اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کو تشریف لے گئے جو کہ دارِ اقامت سے بخوبی فاصلہ پر
 حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضے اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان ہے اور اسی مکان میں
 سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضے اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی۔ صدیوں تک یہ تکریر
 اور قابل حضرا امکان زیارتگاہ خلائق رہا لیکن افسوس عمد حکومت ابن سعود میں
 بندیوں نے اسے بھی سماڑ کر دیا۔ بعد ازاں غار حرام کی زیارت کو تشریف لے گئے
 غار حرام جل ثور پر ایک غار ہے جبیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ریاضت و اعتکاف
 فرماتے تھے۔ بعد ازاں غار ثور جل ثور پر وہ غار ہے جبیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جب کام مفطرہ سے ہجرت فرمایا تھا تو وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضے اللہ تعالیٰ عنہ
 ہی شبانہ روز قیام فرمایا کہ ہجرت کی تھی۔ ان سب مقامات متبرکہ کی زیارت سے
 شرفیاب ہو کر جانب مدینہ طلبیہ روانہ ہوئے۔ راہ میں آپ کو ایک مسجد ملی جس میں حضرت
 محمد صلی اللہ عز وجلہ علیہ وآلہ وسالم نے مسجد و بہو صدو شنے
 آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آئیے صاحبزادے آئیے آپ نے بہت دیر کی اپنی امامتی لیجئے
 اب بھسے بار امامت نہیں اٹھتا۔ حضرت سید حاجی خادم علی شاہ قدس اللہ عز وجلہ
 سے اکثریں نے کہا کہ آپ جلد سے جلد صاحبزادے کو بھیج دیجئے لیکن کہ مجھے میں اب تو
 امامت رکھنے کی نہیں ہے یہ کہ کر رکھئے اور حضرت سلطان الاولیاء کو منعہ بھیج دیکیا

اور خود جان بحقیقی سلیم ہے۔ ادھر حضرت سلطان الاولیائی نے متاد روش ختیار فرمائی اور
 کوہ بکوہ صحراء صحراء پھرتے پھرتے دربار رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم میں ہوئے یہاں سے آپ کو سلوک حاصل ہوا سالک مسجد و بے بعد مجدد و بے
 سالک کا درجہ آپ نے اپنے نامہجان سے پایا۔ پھر دینیہ نورہ سے سیر کرتے ہوئے
 مخلوق خدا کو بیعت سے مشرف فراہت ہوئے جانب بیت اللہ شریف رخ کیا اور
 بعد فراغت حج و عمرہ وغیرہ کے قافلہ روم کے ساتھ دارالسلطنت قسطنطینیہ ہوئے
 اور عبد اللہ حاجب کے ذریعہ سے سلطانی باغ کی سیر کی اور وہیں سلطان عبد الجیلان
 صاحب کو بیعت میں داخل کیا اور اُسکے سلطان موصوف کی بیگم صاحبہ بھی بیعت
 مشرف ہوئیں۔ پھر عام شہرت ہوئی۔ رعایا نے سلطانی و افواح سلطانی جو حق
 جو حق بیعت کیوں سلطے آئے لگے جب آپ مجھ سے پریشان ہو گئے تو دو منزہ تر تشریف
 لے گئے اور حکم دیا کہ ایک رسم یہاں سے تھے کی طرف لٹکا دوا اور کہد و کہ جھض
 اس ستر کو بوسدے یا چھوٹے پیر امرید ہو گیا۔ ہزاروں مخلوق خدا اسی طرح سے
 مرید ہو گئی۔ عرصہ تک آپ کا دہل قیام رہا بعدہ پھر گرد و فواح کی سیر کرتے ہوئے ہوئے
 بیت اللہ شریف تشریف لائے بعد فراغت حج مولانا محمد عارف نے ہمراہ ملک
 روس میں ہوئے اور مولانا موصوف کے ہمراہ باغ شاہی کی سیر کو گئے دہل روں
 کی شاہزادی موجود تھی جو دیکھتے ہی حضرت سلطان الاولیائی پر فرضیہ ہو کر داخل
 اسلام ہوئی اُسکو آپنے مرید کر کے علم روحانی عطا کیا۔ اور اُس مقام سے قریب
 موضع محمدیہ بیس سالان قریش رہتے تھے میں اُس شاہزادی کے تشریف لے گئے
 اور دہل کے لوگوں کو بیعت سے سرفراز فرمائے اور اُس شاہزادی کو لیاں فتح عطا کئے

انہیں لوگوں کے سپرد کر دیا۔ اور آپ پھر واپس بیت اہل بادوے بنیت میں طرح عراق و جہاز کی سیر کرتے ہوئے پیادہ پا۔ مجسیط عظم کے کنٹے پوچھنے۔ وہاں سے جہاز پر سوار ہوئے اور جہاز کے تکخانہ میں قیام فرمایا۔ حضرت سلطان الاولیاء کاظماً تعالیٰ کے بلافضل ایک ہفتہ تک روزہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ جہاز پر ۱۴ چودہ روز بلا فصل و دہ کڈے اور کوئی چیز افطار کے واسطے نہ ملی۔ پس حضرت کو یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کا استھان لیا کرتا ہے اور بدیں سبب راضی برضلے اکی صابر و شاکر رہے۔ استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔

سخت باشد استھان عاشقان

گہر بناں و گہر بہم و گہر بجان

گہر تین عشاق را عربان لکھند

گہر دل آبادر اویزان لکھند

گہر نہک پاشند بروز ختم جگر

بترش سازند گاہے برشبر

عشق بازی کا زمرہ کامل سوت

شايق این نہایت شکل سوت

عن ضمیک لیوم سواری سے چودہ روز گذرا گئے جہاز و کام مرتفع اخذ انے کہا کہ اسے پار ان جہاز و فتحہ جہاز رک گیا ہے اور اس مقام سے نکلنے کی کوئی امید نہیں ہے پر علیکہ ہتوں کی روح قالب پر وارد کر لے گئی اور ہر شخص پیشہما اللہ تھجیر یہاں و مدرسہ ہماران رہی لغفو و الریحیمہ بہا و ازلہ بند پڑھتا اور گریہ وزاری خداوند کریم سے کرتا۔ اور وہ عاشقوں کیتا منوکل بے ہمتا یعنی حضرت سلطان الاولیاء رضا خاداہ استقلال پر بیٹھے بیٹھے منزل تسلیم و رضما کو طے کرتے رہے اصل اڑود خاطر عاطر میں نہ آیا۔ نوافل و فرانص بدنستور ادا کرتے ہے۔

فارغ بود از دقت دو راں دل مرد ایا از بر قی زیان زرسد خرس شبرا

روزچار دام بوقت شب محمد صیار الدین سوداگر نے خواب دیکھا کہ دربار احمد مختار علیہ
التحیۃ میں حاضر ہوں اور زار و قطاب حضور کے سامنے زور ہوں۔ پس آنحضرت
صلالہ علیہ وسلم نے میری طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تلوگ اپنی ہی تزویی
گزا جانتے ہو یا اپنے ہم سایہ کی بھی خبر گیری کرتے ہو۔ دیکھو تھا۔ جہاز پر میری اولاد
میں سے ایک شخص بھوکا پیاسا موجود ہے اسکی خبر گیری کرو اس خواب کے دیکھتے ہی
ہیدار ہوا اور خیال کیا کہ ضرور کوئی کامل واکل اولاد بندی فاطمہ جہاز پر ہے کس سے
دریافت کروں اور ان کی خدمت میں مشغول ہوں فرائد

نمی دامن کہ ناس شن از کم پرسیم سمجھایا بمقامم اذ کہ پرسیم
آخر کار بجز اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر کا رکن ہوئی دو سکر روز صحیح کو دعوت کا
امتناع امام کیا جہاز بان کو خبر دی کہ آج دن کو سب کی دعوت ہے۔ سمجھوں لے دن کو
کھانا نوش فرمایا اور حضرت سلطان الاولیائے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی بعد اختم
جلسہ دعوت کے سوداگر نے سجدہ شکر ادا کیا کیونکہ تعیین حکم سردار و جہان صلم
فراغت پانی تھی الغرض طباخ فلک نے مغرب پر قدم رکھا اور شبانے فلک کو
افواج ستار گان سے آراستہ کیا۔ اس شب کو پھر سوداگر نے وہی خواب دیکھا جو کہ
شب گذشتہ کو دیکھا تھا۔ صحیح کو بتر سے اٹھکر بالاتفاق رائے دعوت عام کا تناظم
اور ہر ایک جہاز می کو خود جا جا کر فرد افراد کھانا کھلایا اور بعدہ اپنے مازین سے
دریافت کرایا کہ اب تو کوئی باقی نہیں رہا مازین نے بعد تحقیق جواب دیا کہ اب
کوئی صاحب باقی نہیں ہیں پھر بھی فرید اطیان ان کیلئے سوداگر نے تھانے کی طرف
دریافت حال کے لئے رُخ کیا کہ شاید کوئی صاحب اس کے اندر تشریف رکھنے تو

جس وقت اندر تیر خانہ کے پہنچا فرود

جائے دیدار حربی شرداروں نہ دیے از پرمی مرشدید از خور
دیکھتے ہی اُس جال جہاں آ را کو بتایا باز قد مبوس ہوا اور بیساختہ کئے رکا نظر
آنائکہ نور را ہمہ نور پیا کئندہ آنائکہ آب را گھر بے بہا کئندہ
آنائکہ خار را نفس جان فر کئندہ آنائکہ خاک را نظر کیا کئندہ
آیا بود کہ گوشہ رچشم بنا کئندہ

حضرت سلطان الاولیاء بمقتضانے اخلاقِ عیم و بحکم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و
السلام و لقہ کھانے سے روپہ افطار کیا۔ سوداگر نے استدعا کی کہ حضور پیرے
کمرہ میں تشریف یچلیں حضرت نے فرمایا کہ مجھے یہیں رہنے دو۔ سوداگر مجبور ہو کر واپس آئی
بہماز خود بخود رواں ہوا جملہ بہمازیوں نے مسجدہ شکرا دیکیا اور سوداگر نے جملہ جائزین
بہماز کو گراحت و تصرفات حضرت سلطان الاولیاء نے آگاہ کیا۔ الفرض جس وقت
بہماز کنائے شہر عدن کے پہنچا (عدن عرب کا بہت بڑا جنوبی بندرگاہ ہے) ناخدائی
بہماز کو لنگر دیا بعد کوروانہ ہوا باب سکندری طے کرتا ہوا اول اشہر ہدایہ اوستقدسر دین
میں میں پہنچا وہاں پر بہمازیاں اُتر کر چلے گئے۔ اور حضرت سلطان الاولیاء اس مقام سے
پیادہ پامزار پرانا حبیب خاص سید ابرار علیہ التحیۃ والسلام حضرت اولیس قرنی
رضے اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوئے اور ظاہر و باطنًا مستفیض ہوئے اور وہاں سے پھر
بیت اللہ شریف روانہ ہوئے از تھفۃ الاصفیا۔ اور درمیان میں جبقدر زیارتگاریں
ملیں اُن سے فیوض و برکات روحانی حاصل کرتے ہوئے بہت اندر شریف پہنچے
اور بعد فراغت حج و زیارت روضہ اطہر حضور رسالت آصلی اللہ علیہ وسلم سے

رخصت حاصل کی اپنے جلد وست احباب مریدین و معتقدین کے دلوں کو دار غ
 سفارت سے غرزردہ بننا کر لالہ میں جانب وطن والوف والپی کا عزم بالجزیرہ فراز
 اور مدینہ طبیبہ میں روانہ ہوئے لبصرہ وجہہ ہوتے ہوئے اور مزار حضرت حوا علیہ السلام
 کی زیارت کے مشترک ہوتے ہوئے جہاڑ پسوار ہو کر شہر سبھی پوچھے اور تینوں شل نذر کیا
 سیدھہ وغیرہ کے وزیر دیگر باشندگان شہر سبھی کو بیویت سے سرفراز فرمایا چندے قیام کے
 بعد مراجحت فرمائی۔ گجرات واحمد آباد و پونا و پیالہ و دہلی و علیگढہ و اگرہ و گوالیار
 جھانسی والہ آباد و لکھنؤ وغیرہ وغیرہ ہوتے ہوئے مخلوق خدا کو دست بیعت و خلاص
 محمدی و احکام آہی و فرمان و ارشاد محمدیہ کی تعلیم و تلقین فرماتے ہوئے و بعض بعض
 کرامات باطنی طور پر دکھلاتے ہوئے اپنے وطن آہانی یعنی قصبه دیوہ شریف پوچھے
 اور اپنے مکان کی پشت کی دیوار کے قریب جوانہلی کا درخت تھا اسکی جڑ پر آبیٹیہ
 اُس وقت آپ اس سیت میں تھے کہ موئے مبارک سر کے ٹڑھے ہوئے۔ تبند بندھے
 ہوئے وکل سیاہ اوڑھئے ہوئے بر سہنہ سر در سہنہ پاؤ سبزہ آغاز ایک شخص اُس طرف کی
 اُپنے دریافت کیا کہ مولانا سید رمضان علی عرف مولانا قربان علی صاحب کا
 مکان یہاں پر کہاں ہے اُس نے جواب دیا کہ میاں صاحب آپ تو انکے مکان کے
 پچھوڑے بیٹھیے ہیں پھر اپنے اُس سے دریافت کیا کہ ایسا اُنکے اولاد میں کوئی ہو۔
 اُس نے جواب دیا کہ ایک صاحبزادے مسٹھن میاں اُن کو سب کہتے تھے جبے
 یہاں سے گئے ان کا آج تک پہنچنے ملا۔ پھر اپنے نام لیکر اُس سے دریافت کیا
 کردہ مہترانی زندہ ہے یا مرگی۔ اُس نے جواب دیا کہ زندہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ اُسے
 بلا کوئی۔ وہ گیا اور اُس مہترانی سے پرقصہ بیان کیا کہ ایک میاں صاحب جو ش رو

نوجوان مولانا قربان علی صاحب کے مکان کے پچھوڑے الی کی جڑ پر بیٹھے ہیں تھوڑے کو
 بلاہے ہیں۔ اُنے کہا کہ کہیں مٹھن میاں تو نہیں آئے۔ یہ کہکرا ہدھ کھڑی ہوئی اور آپ کی
 خدمت عالی میں حاضر ہوئی اور آپ کو دیکھ کر کہنے لگی کہ مٹھن میاں آپ اچھے ہے اتنے
 عرصہ تک کہاں ہے۔ میر عظیم علی صاحب آپ کو روزانہ یاد کرتے ہیں۔ بہت جستجو
 کی گئی لیکن آپ کا پتہ نہ ملا۔ آج اللہ میاں نے آپ کو بھیج دیا اور بلاہیں لیکر میسر
 عظیم علی صاحب و میاں فضل حسین صاحب روسائے قصبه وغیرہ وغیرہ کے پاس جا کر
 بیان کیا کہ مٹھن میاں مولانا قربان علی صاحب کے پوتے آئے ہیں اور پانے مکان کے
 پچھوڑے انبلی کی جڑ پر بیٹھے ہیں۔ یہ سنکر مددوح الصدر روسار و نیز دیگر ساکنا
 قصبه آپ کی خدمت بارکت میں حاضر ہوئے اور اپنے مکان پر لائے۔ کھانا آپ کے
 واسطے لایا گیا۔ آپ نے فرمایا میرے کھانے کا دن نہیں ہے جس روز ہو گا بتلا دوں گا
 پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کھانا نہیں کھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں روزے سے
 سے ہوں اور طے کے روزے رکھتا ہوں۔ جو دن افطار کا ہو گا بتلا دوں گا۔ پھر
 دریافت کیا گیا کہ افطار کے وقت آپ کے کھانے میں کیا چیز ہوتی ہے فرمایا کہ ساتویں
 ایک قاش گھیاں بلانک بھونی ہوئی سے روزہ افطار کرتا ہوں اور ایک کوزہ
 پانی پی لیتا ہوں۔ بروز افطار گھیاں بلانک رونگ زرد میں برباں کر کے آپ کے سامنے
 رکھی گئیں۔ آپ نے بوقت افطار ایک قاش لیکر روزہ افطار کیا اور ایک کوزہ پانی کا
 پی لیا اور بقیہ سب کو تبرکات تقییم کر دی گئیں یہ قاعدہ آپ کا عرصہ دراد تک قائم رہا
 سو لفڑ کے والد اجاد بیان کرتے تھے کہ جو وقت میں غلامی میں داخل ہوا اس وقت و
 حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ ہم دیوہ میں زیادہ قیام نہ کیا کر سیں گے۔ کبھی بھی

سیر کر کے آیا کر سیگے۔ اُس وقت میر عظیم علی صاحب نے کہا کہ صاحبزادے اب آپ
جانے نہ پائیں گے۔ وہ میری لڑکی جبکی شب تک آپنی دادی صاحبہ نے فرمایا تھا کہ اس
لڑکی کا عقد میں اپنے مٹھن میاں کے ساتھ کروں گی۔ میں نے منظور کر لیا تھا۔ اُس وقت
آج تک وہ لڑکی آپکے انتظار میں بیٹھی ہے۔ اب اُس کا عقد ہو جانا چاہئے جو حضرت
سلطان الاولیا نے فرمایا کہ اندھر تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ
کیا اب آپ پھر مجھے جھگڑے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اسکے بعد آپ نے دام علی شاہ
اپنے پیر بھائی کو ساتھ لیا اور لکھنؤ تشریف لیجا کر قیام فرمایا۔ اسکے بعد پھر والدہ عالم
کہاں کہاں قیام رہا۔

دام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ دوران سفر میں بھی کے راستے میں
ایک صحرالما و صحرایں ایک مسجد ویران می اور شام ہو گئی تھی حضرت سلطان الاولیا
نے فرمایا کہ چلو آج اس مسجد میں رات کو قیام کریں۔ تاریک رات تھی مسجد میں جا کر مل
بچھا دیا اور وہیں بیٹھا۔ آپ میرے زانوب پر سربراک رکھ کر لیٹ گئے۔ جب تین ہر
رات گزر گئی تو مسجد کے ایک گوشہ سے یہ آواز آنا شروع ہوئی اُوفقر وَا اُوفقر وَا
تنگ اُوفهردیکھ۔ یہ آوازیں متواتر آئے لگیں اور میں کسی جانب متوجہ نہ ہوا۔ تو
حضرت سلطان الاولیا اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا وائم علی شاہ چلو چلیں۔ مسجد سے
بنکلکر ایک سمت کا راستہ لیا۔ دیکھا کہ ایک شخص بچھے بچھے روتا ہوا چلا آ رہا ہے
اور کہتا ہے کہ ہائے میں لوٹ لیا گیا۔ جب صبح ہوئی حضرت سلطان الاولیا نے
نماز صبح سے فارغ ہو کر فرمایا کہ کیوں اب تو ایسی حرکت کسی فقیر کے ساتھ نہ کریں گا۔
اس نے توہہ کی اور قدموں پر گڑا اُس وقت آپنے کہا جا اب ایسی حرکت نہ کرنا وہ

الا مال ہو کر واپس گیا تب آپ نے فرمایا کہ دام علی شاہ یہی شخص تھا جو تمہاری طرف تھا طب
ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے فقروں اے فقر و اتنک ادھر دیکھ۔ دام علی شاہ اس واقعہ کو
بیان کرنے کے بعد کہنے لگے کہ ایسے ایسے عجیب و غریب واقعے سفر پر بہت پڑیں آیا کئے
اسی طرح شہر پر شہر گشت کرتے ہوئے مخلوق خدا کو بیعت فراہتے ہوئے برکات فیوض
روحانی سے مستفید فراہتے ہوئے دیوہ شریف تشریف لائے اور شیخ کرم احمد صاحب
رمیں قصبه کے کمرہ میں قیام فرمایا جو اب تک موجود ہے۔ اُس وقت سید عظیم علی صاحب،
کی صاحبزادی کا عقد نہشی شیخ حفیظ الدین صاحب کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اور ان سے
شیخ نہال الدین صاحب پیدا ہوئے۔

حضرت سلطان الاولیاء کے تصرفات و کرامات کی شہرت ہونے لگی اور جس شخص نے
سُننا نادیدہ شیدا ہو کر زیارت جمال جہاں آرائے شوق میں حاضر ہو کر قدیبوسی اور
درست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ فیوض و برکاتِ روحانی سے داسن مراد بھر لیا
گوئے قصبوہ سے ہکنار ہوا۔ دن بدن طالبانِ حق کی جماعت زیادہ ہونے لگی
چھار سو سے جو ق بوج لوگ آئے لگے تک شفہ کا ایں راہ تشریعت متلاشیانِ ادبی
طرقیت گروہ کی گروہ آتے اور شربت دیدار زیارت مصحف خار سے سیراب ہوتے
بھروسے اور بیٹھ کے ہوئے رہ راست پا جاتے طوق غلامی پہنکر یعنی بیعت ہو کر واپس
جاتے۔ روزانہ حصہ سے سلطان الاولیاء میں ایک چمغ غیر کام جمع رہتا۔ مریدین و مقدمین
کی تعداد میں یوں ایسا اضافہ ہوتا رہتا۔ اب تک اپنے فرد کو جعل قہگوش ہو چکا تھا
یہ تنسا پیدا ہوئی کہ حضرت سلطان الاولیاء کے قدم مہنیتِ لذوم سے اپنے اپنے
گھروں کو شرفیاب کریں اور تمام گھر کے گھر کو جعل قہ غلامی میں داخل کر دیں۔ اور حد

حضرت سلطان الاولیاء سے بہرہ اندوز ہوں۔ چنانچہ لوگ اس مقصد سے حاضر خدمت عالی ہوئے اور بینت اصرار کیا۔ حضور نے از راہ اخلاق محمدی جو آپ فاطمۃ موجود تھا سب کی درخواستیں شرف قبولیت سے ممتاز ہوئیں اور ان کے حبِ مشاہر اُن کی تناییں برائیں اور آپ کے قدم مبارکے ہمہ رید و معتقد کا گھر فرضیاب ہوا۔ اہل بیت نبویہ جملہ متعلقین داخل سلسلہ ہوئے دست حق پرست حضرت سلطان الاولیاء نے ہر ایک طالب ہدایت راہِ شریعت محمدیہ و طریقت نبویہ کی دستیگیری فرمائی۔ جس شہر پاگانوں یا قصبه میں آپ تشریف لیگئے نہ صرف لیجاتے والا ہی فرضیاب ہتا بلکہ وہاں کے باشندگان یعنی ایک کثیر تعداد آپ کے فیوض روحانی سے فیضیا۔ ہوتی اور بعیت واردت میں حصہ لیتی۔ حضور سلطان الاولیاء کا دائرہ فیض بحید و سیع چنانچہ صوبہ مالک متحده آگرہ و اودھ و صوبہ بہار والیسہ و صوبہ پنجاب و ہبھی و صوبہ بنگال و مدراس وغیرہ وغیرہ کے اضلاع و دیگر مقامات حتیٰ کہ غیر مالک میں بھی تشریف لیگئے۔ جہاں آپ تشریف لیجاتے وہاں کے وہ لوگ جن کو تلاش چھی بھیں کے دلوں میں محبت الہی کی چنگاری پوشیدہ تھی اور ایک پیر و شفاضہ کی ضرورت تھی وہ حاضر خدمت ہو کر بیٹا بانہ شمع رخسار پر پرانہ و از شار ہوتے اور اور حلقوں گوشی کافرخ حاصل کرتے الغرض آپ کا چشمہ فیض ایسا تھا کہ جس سے ہر کوہ غریب و امیر اور دور و قریب سب سیراب ہوئے۔

حضور جہاں تشریف لیجاتے وہاں کے لوگ جوش عقیدت و محبت میں آپ کے استقبال کا نہایت شاندار سامان کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کسی بادشاہ جلیل القدر کی آمد آمد ہے جسکے استقبال و فہماذاری کیلئے شاہزادہ سامان فرمایا کیا گیا ہے۔ اور

حضور کے سامنے بیش فہمت اشیا اور نقد کشید را پیش کرنے کیلئے لوگ لاتے
لیکن حضور کو اصلاح کسی شئی کی پروانہ ہوتی۔ بلکہ سلطان الاولیاء جس اندازے
ایک احرام باندھے ہوئے (جو نصف باندھتے اور نصف اوڑھتے) برہنہ سر و بہنہ
تشریف یجاتے اُسی طرح وہاں سے خصوصت ہو جلتے۔ اور غرباً اور اہل حاجات
اُس سے نفع اٹھاتے۔ خاص اپنی ذات کیلئے کبھی دولت و ثروت کی خواہش
کا اظہار نہ فرمایا۔ نہ مغنم ولذت غذا کی تمنا نہ پر گلوف بیاس کی آرزو۔ متوكل علی اللہ
یہی ہوتے ہیں۔ حضور کی یہی کیفیت و عادت تا حیات رہی۔ اور اسی طرح
خلق اللہ کو دینی و دینیوی دولت سے الامال فراستے ہے۔

آپ کا یہ دستور تھا کہ جس شہر یا جس گاؤں یا قصبه میں پہلی مرتبہ تشریف یجاتے کہے
یہاں قیام فرمایا۔ دوبارہ سے بارہ جب بھی کبھی وہاں جانے کا اتفاق ہوتا ہمیشہ
قصی کے یہاں تشریف یجاتے۔ اور وہیں قیام فرماتے۔

ذکر حمدام حضرت سلطان الاولیاء

اوّلاداًم علیشاد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر بھائی تھے جس وقت سے حضرت سلطان الاولیاء
حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے پروردش میں لیا
اُسی وقت سے دام علی شاہ آپ کی خدمت میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت سلطان
الولیا سفریت الدشتریت، ۷۷ لالہ ہیں واپس وطن ہوئے اُس وقت سے
دام علی شاہ پھر خدمت عالی میں مشغول ہے اور سفر و سیاحت میں آپ کے ساتھ ہے
جب حضرت سلطان الاولیاء نے واپس ہو کر دیوبند شریف میں قیام فرمایا تو رحمہ بنا

مرید ہو کر تہ بند باز ہنگر سا تھر ہنا اختیار کیا۔ جب دامُم علی شاہ کا انتقال ہو گیا لکھنؤ میں صل
 مزار حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغریب کے مدفن ہوئے۔ پھر بُنام شاہ
 ساکنِ موضع کی ہوئی ضلع بارہ بنکی خدمت میں ہے۔ بُنام شاہ کو حضرت سلطان الائیا
 نے حکم دیا کہ تم اپنے مکان میں بیٹھی رہو تو تازیت ہاہر قدم نکالنا۔ بُنام شاہ نے حکم کی
 تعمیل کی اور اپنے مکان میں جا کر بیٹھی ہے۔ تازندگی قدم نہ نکالا بعد انتقال بُنام حضرت
 سلطان الائیا اُسی مکان میں مدفن ہوئے۔ بعد اس کے نور محمد شاہ ملائیں تے
 آگر خدمت میں ہے۔ حاجی فیض شاہ و اڑاڑا شاہ بھی خدمت میں ہے جو حضرت
 سلطان الائیا نے رحیم شاہ کو حکم دیا کہ تم اپنی کوئی موضع گنگوارہ تھا میں دلوی شریف جا
 پچھنہ والو اور وہیں رہا کرو۔ رحیم شاہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اُس وقت سے حضرت
 سلطان الائیا رضا کایہ دشتر ہو گیا کہ جب سفر سے واپس آتے تو رحیم شاہ کے یہاں
 ضرور جاتے۔ اسی طرح چندے دستور رہا۔ پھر رحیم شاہ نے کچھ عرصہ کے بعد حضرت
 سلطان الائیا سے درخواست کی کہ حضور جب گشتے دیوی شریف والپنگ میں
 تو مجھے حاضری خدمت کی اجازت دیں کہ میں دن بھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو
 اور رات کو اپنی کوئی پرچلا آیا کروں۔ حضور نے منتظر فرمایا۔ پھر یہ دستور رہا کہ جب
 حضرت سلطان الائیا کا دیوی میں قیام رہتا رحیم شاہ روزانہ حاضر ہوتے اور دن بھر
 خدمت پاپکت میں رہتے اور شب کو واپس جاتے۔ جب ۱۳۲۷ھ میں حضرت
 سلطان الائیا نے دیوی شریف میں قیام فرمایا اور خاص اپنے مکان ہبائی میں
 سکونت پذیر ہوئے اور باہر جانے آنے کا سلسلہ تک فرمادیا اُسی وقت رحیم شاہ
 شب و روز آپ کی خدمت اقدس میں ہنگے لگے با جازت حضرت سلطان الائیا

وقاً فوتاً کوئی پر بھی چلے جایا کرتے تھے۔ پھر نور محمد شاہ کو حکم دیا کہ تم اپنے مکان پر
چلے جاؤ۔ وہ اپنے مکان چلے گئے۔ وہیں استقال کیا وہیں مدفن ہوئے۔ اور حجم شاہ
و حاجی فیض نو شاہ خدمت میں رہتے اور شیخ تراب علی زمیندار ساکن بھٹولی ضلع بارہ بُنگی
وقاضی بخش علی زمیندار ساکن گدیہ ضلع بارہ بُنگی واسطے قصہ کہانی کے شب دروز
ہوتے تھے۔ یونکہ آپ کو نذاق قصہ و کہانی سنتے کا بہت لفڑا۔ خدا ان خاص کا
مختصر انذکرہ کر دیا گیا۔ اگر آپ کے خدامان کل کا انذکرہ تحریر کیا جائے تو اسکے لئے بجا
خود ایک کتاب ہوئی چاہئے۔ چونکہ اختصار مل نظر ہے اس لئے اتنے ہی خدامان کا
انذکرہ کافی ہے۔

ذکر حضرت سلطان الاولیاء کے دیوبہ شرفی میں تقلیق قیام فرازی کا
حضرت سلطان الاولیاء زیارت حرمین شریفین و سیر و سیاحت مالک غیر سے ۱۴۷۰ھ
اور اُسی وقت سے تا سال ۱۴۸۰ھ مریدین و معتقدین کی خواہش پُرگشت فرازیتے ہے۔ اور
۱۴۸۰ھ میں تقلیل طور سے دیوبہ شرفی میں قیام فرمایا اور صاف فرمادیا کہ اب ہم کہیں
نہ جائیں گے۔ جب آپنے مریدین کے یہاں کی آمد و رفت ترک کر دی اور مستقل طور سے
دیوبہ شرفی میں رہنے لگے تو مریدین و معتقدین و طالبین کی آمد رفت کا سلسلہ قائم ہوا
اس کثرت سے ناہیں جمال فارث آئے کہ روزانہ دربار و ارثی بھرا رہتا اور مشید ایمان
محفظ خار حضرت سلطان الاولیاء کا جگہ مٹا لگا رہتا۔

مردین جو قدیمی یا دوسرے لوگ جو بیعت و ارادت کیلئے حاضر ہوتے آپ سے لے آپکا پسندیدہ لباس لعینی تہ بند احرامی جس نگ و جن کڑے کا چاہتے تھے تیار کر کے

لارا و پیش خدمت کر جائے۔ آپ اُس تہ بند کو یاد نہ لیتے اور لصافت تہ بند جو باندھے ہوتے اُسیں سے پھاٹ کر تبرگا اُس کو عطا فرماتے اور کسی مرید کو پورا تہ بند بھی محنت فرماتے تھے یہی قاعدہ ہمیشہ آپ کارہا۔ اور جس مرید نے خواہش کی کہ مجھکو فقیر بنا لیجئے اُسے تہ بند عطا فرمایا۔ اسی طرح ہزاروں تہ بند مریدین کو تبرگا دار اور اعطا فرمایا کئے۔

اولاً حضرت سلطان الاولیا کا قیام شیخ کرم احمد صاحب بیس قصبه کے ایک کمرہ میں بعدہ ایک مکان دیگر میں جو کہ خام و نختہ تھا جسکے کو شے پر سفالہ پوش ایک دیوار پر راوی بھی آپ منتقل ہو گئے اور اسیں اقامت اختیار فرمائی۔ مولف اوراق ہناجب غلامی میں داخل ہوا تو حضور اسی مکان میں سکونت پذیر تھے بعدہ راجہ مندرجت سنبھال صاحب عرف منوا صاحب نے ایک مکان نختہ اسی مکان کے ملحچ تیار کر دیا۔ بلکہ مکان خام کی دیوار نختہ کرائے ایک دروازہ اس میں لگا دیا گیا تاکہ اوہر سے اُس مکان کی آمد و رفت قابل ہے۔ پھر حضرت سلطان الاولیا اُس مکان سے نختہ جدید تیار شدہ مکان میں اٹھا آئے اور قیام فرمایا۔ قطع اس مکان نختہ کی یہ تھی۔ کہ صدر دروازہ چاہ نختہ کے قریب پورب جانب تھا اور بروٹھا تھا کہ جسیں ایک چھوٹا سا دروازہ لگا تھا جو بند رہتا تھا۔ زائرین جو آتے تھے زنجیر درہلاتے تھے دروازہ گھول دیا جاتا تھا۔ اُسکے اندر صحن تھا اور دکھن جانب اور ترسخ کے دو گمراہ آگے پیچے تھے اور اندر کے کمرہ میں پورب و سхیم ایک ایک کوٹھری تھی جسیں کیواڑ لگے تھے اور کمرہ کے تینوں دروازوں میں کیواڑ لگے تھے اُسکے آگے کمرہ میں گول در پیالہ دار تھے۔ اور اسی کمرہ میں پیچھم و پورب دو صنچھیاں تھی۔ گولہ پیالہ دار سخی کی صنچھی میں آپ کے سواری کی بالکل رہتی تھی۔ اور پورب جانب کی صنچھی میں

قد مجھے بخشنہ استجحا پاک کرنے کے واسطے بناتھا اور کمرہ کے آگے چبوترہ کے نیچے صحن بخشنہ
صحن میں پچھم جانب کی دیوار بخشنہ میں دروازہ بناتھا کہ جو خام مکان میں آمد و فر کا
کام دیتا تھا۔ اور پورب والے کو شہ میں پاخانہ بخشنہ تھا اور پاخانہ کے قرب ب
ایک درخت پاکڑ کا تھا۔ اور پورب کی دیوار بخشنہ میں ایک دروازہ بڑا لگا ہوا تھا
جس سے آپکی پالکی اندر جاتی تھی۔ مکان بخشنہ میں زینہ نہ تھا۔ بعد کو تیار
کرایا گیا۔ مؤلف کی موجودگی میں یہ زینہ تیار ہوا تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ایام گرامیں
بوقت شام ہبھے چھوٹے چھوٹے ٹاٹ چار چار پانچ پانچ ہاتھ کے لمبے چوڑے
اندر سے نکال کر باہر بھپائے جاتے۔ اُسی چبوترہ پر جو اندر صحن کے کمرہ کے سامنے تھا
ایک ٹاٹ پر آپ کا بست اسراحت بھاہوتا اُپر حضرت سلطان الاولیاء تشریف
رکھتے تھے۔ اور دوسرے ٹاٹ پر ہلوگ یعنی خدا ان و شتا قدیں زیارت و مریدین
و مقعدین جو آتے بیٹھتے تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ اسی مذکورہ بالا صورت سے حضرت سلطان الاولیاء عزیز
حاضرین تشریف فرمائتے زینہ تیار ہو رہا تھا صرف دو قین ٹیڑھیاں بننے کو اور باقی
تھیں معمار و مزدور کام کر رہے تھے۔ حضرت سلطان الاولیاء نے معاودوں سے درپت
فرمایا کہ یہ انٹیں کہاں سے آتی ہیں۔ معماروں نے جواب دیا کہ جو قلعہ شاہی زمانہ کا
اور اس میں ایک امام باڑہ کہنہ تھا اُسی کی دیواروں سے کھود کر لائی جاتی ہیں۔
تب آپ نے فرمایا کہ جس قدر رانٹیں امام باڑہ کی دیواروں سے آتی ہوں زینہ کھو دکر
وہیں ڈلوا دو۔ کیونکہ امام باڑہ کی اور سجدہ کی انٹیں مکان میں لگانا جائز نہیں ہے
فروادہ انٹیں زینہ سے کھود کر نکالی گئیں اور جس امام باڑہ سے لائی گئی تھیں وہیں

ڈلادی گئیں۔ ایک تجھے حضرت سلطان الاولیا فتح پور مستقیم شاہ کے مکان پر تشریف لیے گئے۔ مستقیم شاہ نے حضرت سلطان الاولیا سے کہا کہ اب مجھے دلوی شریعت میں رہنے کیلئے اجازت و جگہ عطا فرمائیں تاکہ میں وہیں رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جس مکان میں ہم رہتے تھے اُسی میں آکر رہو۔ مستقیم شاہ تھوڑے آکر اُسی مکان میں قیام کیا۔ اور تاحیات اُسی مکان میں رہیں۔ اور حضور اُسی کے سامنے انتقال کیا۔ اور فتح پور اپنے مکان میں فن پڑیں۔ حضرت سلطان الاولیا نے اُن کا قفل کیا اور اب تک سالانہ اُن کا قفل ہوتا ہے۔

ذکر باریوں کا

جب حضرت سلطان الاولیا ⁴⁴ ملکہ مغفرتہ میں کلمہ مغفرتہ و بدینیہ منورہ سے واپس تشریف لا کر سکونت پذیر دیوہ ہوئے اور سیر ویاحدت فرانے لگے تو جب گھستے ہوئے شریعت تشریف لاتے تو دو چار روز قیام فرماتے۔ شیخ فضل حسین شاہ صاحب باشی سجادہ نشین حضرت منعم شاہ قدس سرہ الفرزی و شیخ غلام علی صاحب رئیس قصبه و شیخ کرم احمد صاحب رئیس قصبه عرف کراما پاں ان تینوں صاحجوں نے اپنی باریاں کھانے کیلئے مقرر کیں۔ اس طریقے سے کہ جب حضرت سلطان الاولیا نے مریدین کے یہاں سے دیوہ شریف والہیں تشریف لاتے اور دو چار روز اپنے مکان میں قیام فرماتے تو ایک ایک روز ایک ایک صاحب کے یہاں سے حضرت سلطان الاولیا رہ کر لئے کھانا آتا اور جبقدر مریدین و دیگر اصحاب قدس بوسی و بعیت سے آتے سب اُسی باری سے کھانا کھاتے۔ اور جب تک حضرت کا قیام رہتا والدہ نہال الدین صاحب آپ کے لئے بہت خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا آپ کے واسطے بھیجا

کرتی تھیں۔ اور مستقیم شاہ کے یہاں سے بھی کسی میں کی کوئی ایک چیز آتی۔ اسی طرح بہت عرصہ دراز تک یہ باریاں قائم رہیں۔ ایک مرتبہ حضرت سلطان الاولیاء رضی شیخ نعمت احمد صاحب عوف معروف شاہ سے ناراض ہو گئے اور حکم دیا کہ معروف شاہ کی باری موقوف کر دی جائے۔ اُسی وقت موقوف ہو گئی۔ لیکن معروف شاہ صاحب کوئی نہ کوئی چیز روزانہ بالضرور کپو اک خدمت عالی میں پیش کیا کرتے۔ بعد اس کے حضرت سلطان الاولیاء رضی شیخ غلام علی صاحب سے بھی ناراض ہو گئے۔ اور باری بند کر دی۔ اب صرف میاں شیخ فضل حسین صاحب کی باری باقی رہی جو ۱۹^ج نومبر تک بار باری رہی۔ جب کہ حضرت سلطان الاولیاء بیب پیرانہ سالی کے دیوبہ شریف میں مستقل پانے مکان میں قیام پذیر ہوئے اور فرمایا کہ اب میں کسی کے یہاں نہ جاؤں گا۔ اب مجھے میں قوت گشت کی باقی نہیں رہی۔

ذکر حجھہ باریوں کا

باو شاہ حسین خاں صاحب تعلقدار ریاست کبرا ضلع سیتاپور۔
راجہ اودت زائن سنگھ صاحب وارثی تعلقدار ریاست رامنگر ضلع بارہ بہنگی۔
عیاس حسین خاں صاحب وارثی تعلقدار ریاست پیاگپور ضلع سیتاپور۔
چودھری لطافت حسین خان صاحب وارثی۔ تعلقدار ریاست رامانه ضلع سیتاپور۔
راجہ شیر محمد خاں صاحب وارثی۔ تعلقدار ریاست شہرو پنڈ ضلع لکھیم پور۔
راجہ دوست محمد خان صاحب وارثی۔ تعلقدار ریاست فونہ ضلع سلطان پور۔
ان حجھہ تعلقدار ان نے صدق دل سے لپنے پانے اخراجات کے دو دن ماہ کی باریاں

مقرر کر دیں اور طبع خانہ باور چیزائے دکار گئن باور پی وغیرہ مقرر کر دیا۔ ناظرین کرام بھی سکتے ہیں کہ سقدر مردیں و معقدین و طالبین جو بیعت و قدمبوسی کو آتے ہو گئے۔ یہ کل صادر انھیں حلقہ تعلقدار ان کے ذمہ تھا۔ اور تا جیات حضرت سلطان الاولیا صنی اللہ تعالیٰ یہ باریاں فائم ہیں۔ جب حضرت سلطان الاولیا کا وصال ہوا اور سید محمد ابراہیم شاہ قدس اللہ سرہ العیز بسجادہ نشین ہوئے کچھ عرصہ کے بعد باریاں بند ہو گئیں۔ مؤلف نہیں جانتا ہے کہ کیا اسہاب ان اریوں کے بند ہوئے کے پیش آئے۔

ذکر طلب کرنا حضرت سلطان الاولیا کا سید محمد ابراہیم شاہ صاحب نواسہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ کو

۲۲ شمسہ میں سید محمد ابراہیم شاہ صاحب نواسہ حقیقی حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس اللہ اسرار ہم کو جو کہ آنیری محترم و کیل عدالت رام پور تھے حضرت سلطان الاولیا نے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ابراہیم حکم ہماسے پاس زیادہ رہا کرو اور وہاں کم۔ سید صاحب چندے قیام کر کے واپس رامپور گئے پھر دوبارہ جب تشریف لائے تو حضرت سلطان الاولیا نے فرمایا کہ ابراہیم تمہیں قیام کرو اور اپنے باور پی اور نکروں کو بلوالو۔ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور پورے طویل دیوبہ شرفی ہیں قیم ہو گئے۔ آپ کو حضرت سلطان الاولیا نے دو منزلہ پر حس کو کہ سید شرف الدین احمد صاحب بیرٹریٹ لا جین چنس نے بنوایا تھا ہے کا حکم دیا۔ اب جو مرد حضرت کی قدمبوسی کے لئے آتھے اُس سے حضرت سلطان الاولیا ادا دیافت فرماتے ہیں کہ تم سید مل آئے۔ اگر اُس نے کماکہ نہیں تو آپ

اُن سے فرمائے کہ جاؤ جاؤ سیکل آؤ۔ جب وہ تید سے مگر واپس آتا تو پھر انہی نے
کہ سیکل آئے تو وہ جواب دیتا کہ حضور مولیٰ آیا۔ یہ قاعده حضرت سلطان الاولیاء
عام طور پر بتا شروع کر دیا اور کلمیہ قاعده بوجیا کہ عمر پر حضرت سلطان الاولیاء
زیارت کو آتا پہلے سید ابراہیم شاہ صاحب سے ملتا۔ بعد اُن حضرت سلطان الاولیاء
سے قدیموس ہوتا۔

ستاری محمد سلیمان صاحب ساکن شہزادہ وہ وارد حال پیاگپور و قاضی راضحین ساکن
قصبہ سیون ضلع اُنا و ساکن حال پیاگپور مولوی محمد احمد صاحب ساکن قصبہ نندیہ
ضلع ہر دوئی وارد حال پیاگپور و شیخ مشرف علی صاحب سیں گذی ضلع بارہ بنکی
وغیرہ نے مؤلف سے بیان کیا کہ ہلوگوں سے حضرت سلطان الاولیاء نے عند الملائقا
فرمایا کہ تم تید سے مل آئے۔ ہلوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ وہ
وومنزلہ پر ہیں جاؤ مل آؤ۔ اس واقعہ و معاملہ سے ہر آدمی جو خدمتِ اقدس ہی حاضر ہوا
و اتفہے کیونکہ آپ ہر مرد و عقید جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا یہ کہتے کہ جاؤ سید سے
مل آؤ۔

اور عباس حین خان صاحب تعلقدار ریاست بابو پور ضلع سیتاپور نے بیان کیا
کہ میں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ابراہیم آئے
میں نے کہا کون ابراہیم آپ نے جواب دیا کہ مقبول اکے پوتے میں نے پھر کہا کہ کون
مقبول اکے پوتے جواب دیا کہ رجھا کی بیٹی پھر میں نے کہا کہ کون رجھا آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی
اور حاجی خادم علی شاہ کی بی بی تب میں نے کہا کہ آپ یہ کیوں نہیں فرماتے ہیں کہ ہما
محمد و مزدیع آئے ہیں یہ میری زبان سے نکلا تھا کہ آپ نے ایک گھونسہ سیری ٹھیک

مارا اور فرمایا کہ تم رئے شریم ہو جانتے رب کچھرو۔

قاضی ریاض حسین ساکن ایسوں ضلع بارہ بنکی وارڈ حال پیا گپور نے بیان کیا کہ تین یعنی
مرذی الحجہ ۲۳ نونہ کو ماسٹے قد مبوسی حضرت سلطان الاولیاء کے دیوہ شریف گیا
اور قد مبوسی سے جب فارغ ہوا آپ نے فرمایا کہ قاضی تم تو رہو گے۔ میں نے کہا کہ ہاں
عیدِضھی کی نماز پڑھ کر جاؤ گا۔ مرذی الحجہ کو صبح کے وقت لوگوں نے دریافت کیا
کہ حضور نماز عیدِضھی کی کہاں پڑھیں گے۔ آپ نے کہا کہ ہم کسی سجدہ یا عیدگاہ کو اسال
نہ جائیں گے۔ مکان ہی پڑھیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہاں سے قدر گنجائش کیا ہے۔
آپ نے فرمایا کہ صحن میں بہت جگہ ہے۔ صبح کو بتائیج، مرذی الحجہ فرش کا انتظام ہو گیا۔
لوگوں نے بچے فرستہ کیا کہ حضور نماز کون پڑھا یں گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں پر
نماز پڑھائیں گے جب لوگ جمع ہو گئے اور وقت نماز کا آگیا تو سید محمد ابراهیم صاحب
نماز پڑھا ہی۔ اندر سے باہر تک ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا۔ بعد ختم نماز و خطبہ سید
محمد ابراهیم صاحب حضرت سلطان الاولیاء سے سینہ بینیہ ہوئے۔ کچھ آپ اسی حجہ
پڑھ گئے۔ اور لوگ دست بوسی و قد مبوسی کرنے لگے۔ مجمع کثیر ہو گیا۔ قد مبوسی کیلئے
ایک پرایک گرلنے لگا جس سے آپ گھبرا گئے اور فرمایا کہ کیوں اڑ بند کر دو۔ چند نہیں
کو اڑ بند ہے۔ جب آپ اندر کرہ کے تشریف لے گئے تو را کیوں اڑ بھول دیا گئے۔
پھر لوگ جو تجھیں آتے اور قد مبوسی کر کے واپس جاتے۔

شیخ ذیرعی صاحب وارثی قصہ مسولی ضلع بارہ بنکی نے مولف سے بیان کیا کہ یوسف علیشا
عوف جیتن میان کو حضرت سلطان الاولیاء نے حکم دیا کہ عرب و حجاز کی سیر کر دو۔
اور یوسف ملی شاہ دنیاوی بس میں تھے۔ انہوں نے تم بند نہیں باندھا تھا۔ حکم

حضرت سلطان الاولیاء روانہ ہو گئے اور پندرہ سال تک سیر و میاحت اُسی خا
 کرتے رہے۔ بعد پندرہ سال کے واپس دیوب شریعت آئے۔ بعد اس کے حضرت
 سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ ملک دکن میں جاؤ۔ اور صوبہ براہمیج چکر ہمارے
 پندرہ آدمی کرو اور وہیں مرجاو۔ یوسف علی شاہ نے حکم کی تمییل کی اور
 صوبہ براہمی کی طرف پر چکر سیر کرنے ہوئے کیمپ امراؤتی کی آبادی
 سے باہر نکل کر ایک پہاڑی پر قیام کیا اور وہیں کے قیام میں اولانا سور ہو گیا بعده
 نابینا ہو گئے۔ بعد کو سخت بخار میں بنتلا ہوئے۔ اور ہمارے خطوط برلنے خیرت
 برابر جاتے رہے لہبہ نابینا ہونے کے شیخ جمال و چین سليمان خط پڑھکر
 سُنانِ تھے جب بخار میں عرصہ تک بنتلا رہے اور بخار کی پرندہ آیا اُس وقت
 شیخ جمال و چین سليمان کی طرف سے میرے پاس تاریا کر یوسف علی شاہ سخت علیہ
 تار کے دیکھتے ہی میں اور بھائی عبد الغفور تیار ہو کر روانہ ہو گئے۔ جب صوبہ براہ
 ہو چکر کیمپ امراؤتی کی آبادی نکل کر پہاڑی پر ہوئے دیکھا کہ بھائی یوسف علی شاہ
 بخار میں بنتلا ہیں علاج وغیرہ ہوتا رہا۔ ڈیڑھ ماہ تک وہاں پر قیام کیا جب شاہ حضانے
 موصوف کو صحت ہوئی اجادت والی کی لی اُس وقت شاہ صاحب صفوت نے
 ایک تھان چھوٹی روالوں کا اور ایک تھان بڑے رووالوں کا جو کہ خاص نظام
 الملک کے واسطے تیار کئے جاتے تھے اور ایک دھوسا توں کا بنا ہوا اور کچھ
 بیوہ جات سلطان الاولیاء کے واسطے اور دیگر دوال میاں فضل حسین صاحب کے
 واسطے دیا اور کہا کہ یقینہ میر بھانہ سے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں
 پیش کرنا اور یہ دوال شاہ فضل حسین صاحب کو دینا جب احمد دو نوں بھائی

فہاں سے روانہ ہو کر سیٹیشن بارہ بنکی پر پہنچے۔ بھائی عبدالغفور مکان پر واپس گئے
 اور رہ رہی اچھے ۲۳ تھے جس کو میں قصبه دیوبند شریف پہنچا اور تھانفت پیش کئے۔
 آپنے حکم دیا کہ سید ابراہیم کو بلاو۔ جب سید ابراہیم صاحب تشریف لائے
 آپنے فرمایا کہ ابراہیم اس میں سے جو تھاے لپسند ہو لے لو۔ سید صاحب موصوف
 جواب دیا کہ حضور عطا فراویں۔ اُس وقت پھر آپنے فرمایا کہ تھاے جو لپسند ہو لیا
 سید صاحب چھوٹے روالوں کا تھان اٹھایا۔ اس کے بعد بڑے رووالوں کا
 تھان اٹھا کر آپنے دست مبارک سے من کچھ میوہ جات کے عطا فرمایا جب
 سید صاحب موصوف تشریف لے گئے تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ
 سید ابراہیم صاحب کماں سے تشریف لائے۔ اُس وقت آپنے فرمایا کہ
 ایک طشت میں پانی بھروادا ایک قطرہ تیرے خون کا اور ایک قطرہ
 ابراہیم کے خون کا لیکر ڈالو تو وہ چکر کھا کر ایک ہو جائیں گے۔ بعد اس کے مجھے
 جرأت نہ ہوئی کہ سید ابراہیم صاحب کے اور کچھ حالات دریافت کروں۔
 بعد اسکے میں نے اپنی طرف سے عرض کیا کہ جیسے میاں کو وہاں تکلیف زیادہ ہو
 اگر حکم ہو تو وہ یہاں چلے آؤں۔ آپنے فرمایا کہ جو چیز دیکھنے کی تھی وہ ہی باقی
 نہیں رہی تواب کیا ضرورت ہو۔ پھر میں حضرت سلطان الاولیاءؒ سے خصیت
 ہو کر میاں فضل حسینؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ زوال مال پیش کئے
 اور کہا کہ سید ابراہیم صاحب حضرت کے کون ہیں۔ میاں فضل حسینؒ صاحب نے
 کہا کہ سید ابراہیمؒ نبی مکملین کے بیٹے ہیں۔ اور حضرت حاجی سید خادم علی شاہ
 سلطان الاولیاءؒ کے بہنوئی ہیں بعد اسکے میں واپس قصبه نہ مسولی ہوا۔

چلیہ مہماں پار کر حضرت سلطان الاولیا

شہیہ حضرت وارث بیان ہے	
کہ نورِ مصطفیٰ جس سے عیاں ہے	
گر تجلی خاص تکو دیکھن ا منتظر ہو	صورت وارث کو دیکھو دیکھنا منتظر ہو
ذات حق اُس میں نہاں ہو آشکارا کے تم	آنکھ کھو لو دیکھ لوگ دیکھنا منتظر ہو

بدن مبارک

حضرت سلطان الاولیا کے جسم مبارک کے ہر اعضاً خوبصورت اور سڑول تھے اور ان میں کمال درجہ کا قدرتی حسن تھا اور ہر ایک اعضا میں جیرت انگیرشان نظر آتی تھی۔ اور ہڈیاں حسم مبارک کے ہر اعضا کی چوڑائی تھیں۔ اور آپ کے جسم مبارک کا گوشت وہڈیاں بہت ہی زم تھیں کیونکہ جبرا اعضا پر با تھر رکھا جاتا زرم معلوم ہوتا۔

قد مبارک

قد مبارک اُس گل بستان احمدی کامیاب تھا نہ بہت لمبا نہ کوتاہ بدرجہ او سط تھا۔ گریم کشیر میں آپ سب سے بلند معلوم ہوتے اور اُس مجموع میں دور سے آپ کا سر مبارک نظر آتا۔

سر مبارک

سر مبارک آپ کا بڑا تھا مگر بڑائی بدرجہ اعتدال۔

موئی مبارک آپکے گھونگر والے تھے۔ اور ایک چمک بالوں میں پیدا تھی۔ اور نہ بہت سی دن ہے اور نہ زیادہ چیز پار مثل باشندہ گان جبش کے قلمبنتہ پسچے لوگان کے برابر چھپلے پڑ جاتے تھے۔ اور اور پر سے کسی قدر ثروتی معلوم ہوتے۔ شانہ گرنے پر بھی جلد سر مبارک سے موئی مبارک بلند رہتے تھے اور موئی مبارک کے ابھرنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نہ سے چمک دار فرق مبارک کی رکھی ہوئی ہے۔ اور شیعہ موئی جانفر عاشقوں کے دل و دماغ کوتازہ کریتی ہی اور موئی مبارک آپکے نہ بہت لائیتے تھے اور نہ چھوٹے شانہ گرنے پر شانہ ای مبارک تک آجاتے اور پھر پیٹ کر کان کی لوکے برابر ہو رہتے اور جب آپ صبح کو بتر استراحت سے اُٹھتے تو کچھ بال چھرہ مبارک پر ادھر ادھر آجائتے آپ نکو بار بار دست مبارک سے ہٹایا کرتے۔

پیر بخش جام بیان کرتا تھا کہ مجھکو زمانہ چالیس پینیالیس سال کا ہوا کر حضرت سلطان الاولیا کا خط برابر میں بنایا کرتا ہوں۔ مگر موئی مبارک اس قدر بڑھتے ہوئے نہ لے کہ جنکے تراشنے کی ضرورت ہوتی۔

ذکر دو فرقہ کرنے موئی مبارک کا یعنی انگ نکانے کا

خادم جب شانہ گرنے کے موئی مبارک کو ادھر ادھر کر دیتے یعنی انگ نکانے تو وہ قت اُنگ کی خوبصورتی کیا بیان کرو گویا ایک گلابی رنگ کی تحریر چمکتی ہوئی فرق اقدس پر معلوم ہوتی۔ جب آپ شانہ گرنے اور سرمه لگاتے اُن وقت آیینہ بختی

پیشانی مبارک

پیشانی مبارک آپکی کشادہ تھی۔ اور اس میں جو سرخی و سفیدی نو دار تھی اُس کے

حسن کا بیان نہیں ہو سکتا رب اَعْلَیٰ

بیں کیا تنبیہ دوں پیشایتی سر کار دالا کو
کہ تھا سپدان ہبٹانی سے رست لغ بڑا کو
نسلک فرق اندس سے دہی انوار جمانی

چہرہ مبارک

چہرہ اور اُس بنی فاطمہ کا نہ سرت لا بنا نہ گول بدرجہ او سط تھا۔ آپ گندم ز بخش اور
چہرہ مبارک آپکا ایسا درشن دہوید اتحا کہ ہر کرو مہ دیکھ کر شیدا و فریفہ ہو جاتا تھا
اور چہرہ مبارک آئیںہ جہاں آگئی تھا جس وقت چہرہ مبارک پر نظر فرمی ایک لذت بل کو
حاصل ہوتی تھی اُس وقت آتش عشق موجود ہوتی جدائی پسند نہ آتی مگر محوراً
امضنا پڑتا۔ کیونکہ آپ کی عادت تھی کہ یکو اپنے پاس زیادہ ٹھہر نے نہ دیتے تھے۔

نم بو داشفتہ لیلاۓ بجز قیس

تو صدہ عاشق دیوانہ داری

ابرشے مبارک

ابرشے مبارک آپکے بہت باریک آخر گوشہ چشم بک شل کاں کچنچ بیٹھے ہپس میں
ملے تھے۔ جداجد لئے تھے۔ گویا عاشقوں کے سجود کی محرابی اور ابرشے مبارک میں
موئے مبارک لگھنے تھے پر الگندہ نہ تھے۔

چشم مبارک

چشم مبارک کی سفیدی میں سرخ ڈورے نہیں تھے یعنی رگمائے باریک سرخ تھیں
اور وہ سرخ ڈورے کنارہ دیدہ سیاہ کے خوشنام مغلوم ہوتے تھے۔ ایک ستم کا
حسن آنکھوں میں پیدا تھا۔ اور اکثر ایسی آنکھوں کو لوگ جادو بھری کہتے ہیں سب

شک نہیں کہ جو وقت آنکھ سے آنکھ ملی گویا ایک تیر دل و جگر کے پار ہو گیا۔ بیت
زگیں حچشم کی تعریف نہیں ہو سکتی
جس طرف آنکھ گئی بسل کی صفت پیدا کی

مرثگان مبارک

مرثگان مبارک آپکی لانبی تھیں کیونکہ چشم کو اغیار سے حفاظت میکھتی تھیں۔

رخسار مبارک

رخسارہ مبارک آپکے نہ زیادہ گوشت سے بھرے ہوئے اور نہ کم دونوں رخساروں پر خی
وسفیدی لیسی نایاں کہ عاشقوں کی جان قربان کر لیتی تھی بیت
لے گھر تو دیکھ لے رخسار دارث کو اگر
شرمندہ ہو کر خود کے میری ضیا کچھ بھی نہیں

بینی مبارک

بینی مبارک آپ کی باریک۔ انخد کار اس نئیہ تبلانے والی خوشنا نہ بلند نہ کوتا
اور بینی مبارک میں ایک سر تھا۔

دہان مبارک

دہان مبارک آپ کا کشادہ تھا تنگ نہ تھا۔

لب مبارک

لب مبارک آپکے باریک اور سرخی اگل تھے گندہ نہ تھے۔ گو آپنے پان کا استعمال
تام عمر نہ فرمایا تھا۔ مگر دونوں لب کسی قدر بائیں جانب کو جھکے ہوئے معنوی نظر
شناخت نہیں ہو سکتی تھی۔ بات کرنے پر اُس کو معلوم ہو سکتا تھا جو بغور خیال کے۔

زبانِ مبارک

زہانِ مبارک آپ کی فصیح اور آپ کے بیان میں فصاحت تھی۔ بلکہ کسی وقت بات کرنے میں لکنڈت آ جاتی تھی۔

دنانِ مبارک

دنانِ مبارک آپ کے برابر و سفید تھے اور سفیدی میں چمک پیدا تھی اور آپ کے دنانِ مبارک میں کھڑکیاں تھیں۔ ملے ہونے نہ تھے کشادہ تھے۔

آوازِ شریعت

آپ خوش الحان تھے۔ آپ کے کلام میں فصاحت تھی۔ اور تین بیان تھے۔ اور جبوقت آپ کلام پاک پڑھتے اُس وقت کی خوش الحانی سامعین کو سپرہ ور میں لاتی اور جب آپ اشعار یا قصیدہ پڑھتے اور جس مقام پر نام آپ کا آجاتا اُس کو چھوڑ دیتے یادوسرے بے فرائی کہ تم پڑھو۔

ریشِ مبارک

ریشِ مبارک آپ کی گھنی تھی اور گرد آگر دُرخبارہ مبارک کے تھی اور ریشِ مبارک کے گردن و گلوئے مبارک سینہ کے جانب پوشیدہ رہتے تھے۔

گردنِ مبارک

گردنِ مبارک آپ کی لانبی تھی۔ کوتاہ نہ تھی اور خوبصورت تھی۔

پاروئےِ مبارک

باز دئے مبارک آپ کے بھرے تھے گوٹھتے۔ اور دراز تھے دونوں پوپنے اور زم تھیں متحمیلیاں اتھر کی مثل دھنی ہوئی روئی کے۔ اور گندھوں یعنی دونوں

شانوں سے یہ کلائی و پشت کعبت دست بمارک تک بال تھے۔ اور دونوں شان
آپ کے کثادہ تھے۔

بغل مبارک

بغل مبارک کا رنگ اپنے رنگ جسم کے تھا اور آپ کی بغل شریفی کے سینہ میں خوشبو آتی تھی۔

پشت مبارک

پشت مبارک آپ کی برابر تھی مثل تھتے کے اور پشت میں مقام فقرات یعنی گریوں کے گھرائی نہ تھی بلکہ برادر تھی۔ البتہ پشت آپ کی جھکی ہوئی تھی تو بدبیہ تھا کہ آپ گردن و پشت جھکاتے ہوئے چلتے تھے اور بیٹھنے میں بھی اسی طرح بیٹھتے تھے اور اپر نظر انٹھاتے تھے۔ زمین پر نظر رکھتے تھے اور اگر داہنے یا بائیں جانب آپ دیکھتے تو گردن وجسم پھیر کر دیکھتے تھے۔

سینہ مبارک

سینہ مبارک آپ کا چڑا تھا اور آلا کش ہائے ذمہ سے پاک و صاف گویا انوار الہیتہ کا خزینہ تھا۔ وہ علم جو سینہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے چلا آ رہا ہے۔ اسی علم کے سبب سینہ بے کینہ آپ کا اسرار آئی کا گنجینہ تھا۔

شکم مبارک

اور تمام شکم بالوں سے پاک اور سینہ میں شکم کے پلندہ اور نہ شکم سینہ سے گرفتہ کم میں شکمیں تھے بہت پری ہوئی تھیں۔ اور سینہ سے ماشکم ایک لکیر بالوں کی ہویدا تھی۔

پنڈلیاں

پنڈلیاں آپ کی باریک گوشت سے پر گوشت پنڈلیوں کا زم تھا۔

قدم مبارک

قدم مبارک آپ کا ہمار و پنجہ چوڑا۔ اور انگلیاں دراز اور انگوٹھے کے پاس کی انگلی سب انگلیوں سے بڑی۔ کفت پا آپ کے گردے تھے اور ایسے گردے کہ پانی اس طرف سے اُس طرف کو چلا جاتا۔ اور پائے مبارک وکفت پا آپ کے ملائم تھے۔ اور خشک خواہ تر مٹی آپ کے پائے مبارک میں نہیں لگتی تھی۔ گو کہ آپ ہمیشہ بینہ پا رہا کرتے تھے۔ اور جب فرش صفا پر آپ تشریف یافتے تو پائے مبارک سے مٹی کا دھبنا فرش پر معلوم نہ ہوتا۔ اور ہڈیاں آپ کے جسم مبارک کے ہر عضو کی چوڑی و زم تھیں۔

وَكْرَعَادَاتِ حَضْرَتِ سَلَطَانِ الْأَوْلَى

ہر وقت حضرت سلطان الْأَوْلَى ناظم قدم و خلوت دراجن و سفر در وطن رکھتے تھے اور اکثر بزرگ ایک شب کے دوسرا شب کی جای قیام نفراتے۔ مگر اجیاناً کسی جادو و شب قیام ہو جاتا۔ اور حفل میلاد شریف میں بکمال غیبت شرک ہوتے۔ اور اول زانہ میں پنجاہیت بالحان پڑتے۔ اور یکم محرم الحرام سے تا عشرين سماع و غیرہ نہ سُستے پرہیز رکھتے۔ اور بذی عشرہ تاریخ دھرم صحیح سے تاشام کوئی چیز شناول نفراتے۔ و ملاوت کلام پاک و درود شریف میں مشغول رہتے۔ اور طائفہ نامے نامی گرامی ارباب نشاط کمیں سے آتے اور مجرکرتے آپ بھی دیکھ دیا کرتے۔ اور کبھی ایسے لوگوں کو نہ طلب فرماتے اور نہ ممانعت کرتے۔ ایسے اسی ہر قسم کے بازیگر اپنی اپنی خوشی سے آتے اور آپ کے خوشنودی مزاج کے واسطے اپنا اپنا کسب کھلاتے

آپ دیکھ لیا کرتے۔ کیونکہ آپ کی خوشنودی مزارج اقدس کو سب لوگ فلاح دارین سمجھتے تھے۔ رباعی

چوں قبلہ نار و بسوئے غیر ندارد	عاشق عرض از خانقہ و دیر ندارد
بلبل بسوئے بلغ رُخ سین ندارد	تاشا ہرگل جلوہ گیر ہانہ ناید

ذکر شست

حضرت سلطان الاولیاء رضے اللہ تعالیٰ عنہ کبھی دونوں زانوں توڑکر مثل ناز کے بیٹھتے اور کبھی ایک زانوں کھڑا کر کے بیٹھتے اور کبھی دونوں زانوں کھڑے کر کے بیٹھتے کہ جسکو ہندی میں اوکڑوں کہتے ہیں۔ زیادہ تر آپ اسی طرح بیٹھا کرتے تھے مولف کہتا ہے کہ میں نے حضرت سلطان الاولیاء کو پہنچی مارکر مثل ہنود کے بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور نہ کبھی ایک زانوں و سرے زانوں پر رکھ کر مثل فرعون کے اور حرب آپ کھانا نوش فرماتے تو دونوں زانوں کھڑے کر کے یعنی اوکڑوں بیٹھ کر اور بہنہ سربراہی آپ نے کھانا نوش نہیں فرمایا۔ آپ ہمیشہ تم بند سے بوقت نوش فرمان طعام کے سرو ڈھانپ لیتے تھے اور جس وقت پانی پینے کی خواہش ظاہر فرماتے تو خادم یا مرید پانی لا کر آپ کو دیا اور گپت پیاسا شروع کر لیتے تو خادم اپنا ہاتھ سربراہ ک پر رکھ لیا کرتا۔ یہاں تک کہ بہنہ سر آپ کے کبھی پانی نہیں پسرا۔ اور بوقت بول و براز کے بھی سربراہ ک تہ بند ڈال لیا کرتے۔ اور حضرت سلطان الاولیاء از سرتاپ اعادات احمدی صلعم سے بھرے ہوئے تھے۔ اور حضرت احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے قدم بقدم چلنے والے تھے۔

ذکرِ سترِ استراحت

حضرت سلطان الاولیا کے مکان میں ایک فرش ٹاٹ کا جو کہ تمام دالان کو کافی ہوتا دونوں گروں میں بچارہ تھا۔ اور اُسی فرش ٹاٹ پر حضرت سلطان الاولیا کے لئے ایک گدھ پنبی خواہ بادی یعنی جسمیں ہوں بھری ہوتی یا جسمیں سنٹی بھری ہوتی بچارہ تھا جس پر صفائی بچارہ بھری جاتی۔ اور ایک لحاف مانند تکیہ کے پیٹ کر کر لئے رکھ دیا جاتا۔ کیونکہ تکیہ بننا ہوا آپ نے سربراک کے نیچے تمام عمر نہیں رکھا۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ بجائے گدرے کے لحاف یا رضامی بچھائی جاتا کیونکہ آپ کا قاعدہ بھاوج کر جو آپ کی نظر کے سامنے آ جاتا اُس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ کو کسی چیزوں نیادی سے رُجعت نہ تھی۔ بخڑاک کے۔ مگر مریدین اشیاء استراحت۔ لایک انتظام کیا کرتے اور تمام مکان میں ٹاٹ کا فرش بلا دوسرا فرش کے رہتا۔ امیر و غریب جس قدر واسطے قدموںی وہیت کے آتے اُسی ٹاٹ پر بیٹھتے اور دوسرا فرش ان لوگوں کے واسطے علیحدہ ہوتا۔ اور امیر و غریب میں تخصیص نہ تھی۔ اور علاوہ اس فرش ٹاٹ کے چار چار ٹکڑے کے لائے اور چوڑے ٹکڑے رہتے تھے جو ایام گرایاں صحن مکان کے چوڑے پر بچھائے جاتے تھے۔ ایک ٹکڑے پر بستہ حضرت سلطان الاولیا کا رہتا اور یقینیہ ٹکڑے آپند ورند کے واسطے رہتے۔ اور جسکے یہاں آپ تشریف یا جاتے علاوہ ٹاٹ کے شطرنجی و جازم سفید بھی ہوتی اور اسپر و پیساہی فرش آپ کے واسطے بچھایا جاتا۔ اور جاڑوں میں پیال کو درم کا پہلے زین پر بچھایا جاتا اور پرست شطرنجی

وچازم سفید بچھا کر آپ کافرش بچھایا جاتا۔ اُس پر آپ آرام فرماتے اور شب کو لحاظ
اوڑھتے۔ اور دن کو دھنسا اونی بیش قیمت اور کمی دولائی بیش قیمت پہنچی اور کام
کمل سیاہ اوڑھتے۔ اور آپ کے فرش پر بھی بجا کئے چادر کے چرمی چادر کے جسم بھول
بوئے رشی می بنتے بچھانی جاتی۔ ایک مرتبہ سید شرف الدین احمد فارثی بڑھ
ایٹ لا چھیٹ جب موضع نیواڑہ ضاح عظیم آباد تصل سیدیش بانگی پور نے آپ کے
مکان میں بجا کئے فرش ٹاٹ کے شطرنجیاں دونوں کروں میں بچھوادیں اور
اُپسرا سے سفید جازیں بچھوادیں اور دروازوں میں پردے بھی ڈال دیے رکھے
اور کچھ شیشہ آلات بھی لگانے لگئے۔ مگر بعد چند روز حضرت سلطان الاولیاء
ان شیشہ آلات کو توڑ پھوڑ کر علیحدہ کر دیا۔ اور وہ فرش بھی قیم فردا دیا۔ اور
ٹاٹ جو ہمیشہ بچھا رہتا تھا، بچھوادیا۔ بعد اسکے فرما کر فقیر کے واسطے زین کافرش
کافی نہ ہے۔ پھر دوبارہ بیر سر صاحب موصوف نے شطرنجیاں وغیرہ منگو اکڑ بچھوادیا
اور حضرت سے کہا کہ یہ فرش میرا ہے اگر اب غائب ہوا تو ہمیں عدالت میں دعوی کئے
آپ کے لئے لوٹگا۔ کیونکہ حضرت سلطان الاولیاء مغضوم صفت تھے اگر دھشت دالی
کوئی بات آپ ساکھی جاتی تو آپ معاذ رجاتے تھے بدین سبب بیر سر موصوف نے
یہ کلمات کئے تھے تاکہ کسی طریقہ سے یہ فرش قائم رہے۔ اس کے بعد بوجو دگی
مولف حیدر سیراثی آیا اور آپ سے عرض کیا کہ حضور مسیحی لڑکی کی شادی ہو اور آج
بارات آیگی اور مجھے فرش کہیں دستیاب نہیں ہوا حضرت سلطان الاولیاء
نے فرمایا کہ حیم شاہ وہ شطرنجی جواند کرہ کے بھی ہے حیدر کو دید و اور حیدر سے
کہا کہ اب تم پہاں اُس شطرنجی کو نہ لانا۔ اُس کو تم لیا تو تمھارے ہر وقت کا آئیگی

رحم شاہ نے کہا کہ سید شرف الدین احمد آپ سے عدالت میں دعویٰ کر کے لے لینے
کے لئے آپ کا نہیں ہے یہ شرف الدین کہا ہے۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ حیدر
حیدر رحم شاہ سمجھ کرے یہ اگر تم کو دبیں تو وہ ہمکے اور دعویٰ کر بیٹھے تھم جاکر
کسی سے ہاگ کو۔ یہ حالت حضرت سلطان الاولیا کی معصومیت کی تھی۔
کہاں تک آپ کی معصومیت کا حال لکھوں۔ حضرت سلطان الاولیا کا بشر خستہ
ناہر راز درج نہیں ہے رہا۔ اور کبھی دوسری چیز پر مثل چار پائی یا سخت وغیرہ کے
آپ نے آرام نظر رکھا۔ اور جس قدر دنیا میں آرام کی چیزیں ہیں استعمال میں نہیں
ہیں۔ اور بوقت ضرورت آپ لکڑی کے تختہ پر بیچک غسل فرماتے۔ صرف
ایک چوک داسٹے بول پر راز رہتی۔ وہ بھی کب جب آپ کسی کے یہاں تشریف
لے جاتے اور وہ متول ہوتا تو چوکی پاخانہ کی جگہ لگادیتا درم غریب کے گھر وہی مٹی کے
قدیمی جو پاخانہ میں بنے ہوتے رسمی حاجت کیلئے کافی ہوتے۔ اور دیوہ شریف میں
خاص مکان پر پختہ قدیمی ایک شہنجی میں بنے تھے جہر آپ استنبجا پاک فرماتے۔
اور پاخانہ میں پختہ قدیمی بھی بنے تھے۔

ذکر لباس

حضرت سلطان الاولیا روزانہ طلبی میں کرتہ پائیا جامہ پہنتے۔ ٹوپی سرمارک پرستی
اور پائے مبارک میں جوتا بھی ہوتا۔ مگر جب سن شریف آپ کا چودہ سال کا ہوا
اور آپ نے سفریت اور شریف اختیار فرمایا تو راستہ میں پاپوش نے یعنی جوتے نے
آپ کو سخت تکلیف دی (یہ واقعہ مولفے حضرت سلطان الاولیا نے خود بیان فرمایا)

اُس وقت آپ نے ایک رواں میں لپیٹ کر بغل میں داب لیا۔ چلتے چلتے ایک دو دیکھا کہ ایک فقیر بھی ہوا ہے۔ اُس نے آپ کی طرف دیکھا کہ آواز بہت کھما کہ صاحبزادے کیا بغل میں روٹیاں دبائے ہوئے ہو۔ آپ نے پاپوش کو رواں سے کھو لکر اُس فقیر کے جانب پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اگر روٹیاں ہیں تو تو کھائے۔ لیکن آپ نے راستہ لیا۔ آگے بڑھ کر ہوا تند چلی ہوئے ٹوپی سرماڑک سے اُنگی آپ نے چاہا کہ دوڑ کر اٹھا لوں مگر نہ میں اُس وقت آپ نے فرمایا کہ تو بھی جا۔ جب آپ اُس مقام پر پہنچنے جس مقام پر جانج احرام بازدھتے ہیں اور بعد اوس مسجد وہ احرام اوناگر اپنی پوشش کپن لیتے ہیں آپ نے اُسی مقام پر پہنچ کر احرام بازدھا اور کہہ و پا جامہ بھی اُسی وقت سے چھوڑا۔ پھر حضرت سلطان الاولیائے تادفات وہی لہاس رکھا جسی کہ وہی احرام بعد پر واذر وح مبارک آپ کے بدن پر رہا۔ حضرت سلطان الاولیائے کبھی تہ بند نہیں کیا تھا کہ جس میں جس زنگ کا تہ بند لا کر بہنا دیا آپ نے منتظر فرمایا۔ مگر جس وقت آپ گلابی زنگ کا تہ بند بازدھتے اُس وقت آپ کے حسن و جمال کا عجیب و لفیریب عالم ہوتا عشا قان جمال وارث کا یہ حال ہوتا۔

غزل

تیرے حسن و جمال پھوں شیدا یا سیدنا شہ وارث علی

دل و جان و جگر ہیں تم پہ فدا یا سیدنا شہ وارث علی

تری بانکی ادا نے چھین لیا دل نازوں کا پالائے پیاۓ

میں تراپت ہوں دن رین سدا یا سیدنا شہ وارث علی

دُھن آون کی توری لگ رہی نہیں آئے تو جھاڑھن کا وہی

موری لیشو خیریا آکے پیا یا سینڈیا شہ دارث علی

دل لیکے چلے تم اہ لقا جائے ہو کہاں کہتا ہے صفا

موری لاگ لکنیا تم سے پیا یا سینڈیا شہ دارث علی

اور ایامِ رایں لحافِ خوبصورت چھپا ہوا وگا ہے لحافِ چھینٹ کا درضانی
چھینٹ کی عمدہ وگا ہے رضانی مینہ کی پھول دار کہ جس پر بھول بوٹے رشیمی بنے ہے
یا پھٹے ہوئے وگا ہے رضانی رشیمی بھول دار وگا ہے دھستہ اوئی وگا ہے بانات
سلطانی اور ہتھتے۔ اور ایامِ گرایں شب کو یا صبح کو دولاںِ چامدی کی کہ جس پر ترزا ب
بائیک لگی ہوتی اور گوٹنیزیک کی ہوتی وگا ہے دولاںِ چکن جالی کی کہ جسمیں بھول
سلیمید ہنے ہوتے اور اسپر ترزا ب باریک لگی ہوتی اور تہ بند زمین باندھتے
و نگوٹ بھی زمین باندھتے اور تہ بند جو آپ باندھتے وہ طولاً گیارہ ہاتھ و عرضناں تھے
و کبھی ۳۴ ہاتھ ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ اُسی تہ بند کو نصف باندھ لیتے اور نصف اور ہڈتے
تھے۔ اور کوئی دوسرا لباس نہیں پہنتے تھے اور آپ بہنہ سرو بہنہ پار ہاکرتے اور ہر
قسم کے زنگ کا آپ تہ بند باندھتے۔ لیکن سبز زنگ و گلابی زنگ و سیاہ زنگ لعنی
ماشی زیادہ تر آپ کو مرغوب تھا۔ اور جاڑوں میں آپ تہ بند اوئی زنگ سبز یا خاکی
باندھتے اور زرد زنگ کا تہ بند ہمیشہ پہنتے اور تہ بند کے ساتھ ایک روپاں ہوتا تھا
کہ جسکا آپ وقت سفر کبھی سر پر اور کبھی کمریں باندھ لیتے۔ بعد چندے وہ روپاں
بھی ترک کر دیا اور گاڑھے کا تہ بند ہی باندھتے ہوئے دیکھا گیا۔ سبب اس کل لباس کا
یہ تھا کہ جس مرید نے جس قسم کا تہ بند و دولاںِ درضانی و لحاف و عیرہ لاکر پہنایا یا
اور حادیا آپ خوشی سے اُسے قبول فرایتے اور بوقت باندھنے تہ بند کے نصف

اُس شخص کو دیدیتے تھے وہ تمہند دیتے تھے جو کہ آپ باندھے ہوتے اور کبھی ایسا ہوئے کہ آپ نے تمہند لانے والے کو پورا تمہند والنگوٹ اور جو کپڑا آپ اور طبھے ہوتے رب دیتے تھے اور شب و روز اسی طرح تمہند و دلائی و رضائی و لحاف و گداکی تبرکات تقسیم جا رہی۔ اور جو شخص آپ کے ساتھ کسی قسم کا احسان کرتا یعنی تحفہ جات لاتا اُس کا معاوضہ صحیح کو اُسے غیرہ سے مل جاتا تھا۔ اور جو مرد چون قدر آپ کے واسطے خرچ کرتا فراز اُس کا معاوضہ غیرہ سے اُسکو ملتا تھا۔

ذکر حسن سر

حضرت سلطان الاولیاء جب داہنے کروٹ لیتے تو داہنے ہاتھ کی مشتملی کو خسارہ مبارک کے پنج رکھ لیتے اور ایک بار ایک ترسیب کا ڈوپہ یعنی کپڑا اُسی تیل پر رکھ لیتے وہ کپڑا خسارہ مبارک و سر مبارک کے پنج تک رہتا۔ اور بائیں ہاتھ کے پنج کو داہنے ہاتھ کے کھنی کے اوپر رکھ لیتے اور بائیں پیر کو سمیٹ کر داہنے پیر پر رکھ لیتے یعنی بشکل سر و کائنات حضرت محمد صطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نیتھی۔ اور جب آپ بائیں کروٹ لیتے تو اُسی طریقہ سے جو داہنے کروٹ کا طریقہ تھا۔ اور احیاناً جب کبھی تھوڑی دیر کیوں اس طبقت یعنی پشت پر لیتے تو ایک پیر کو دوسرا پیر پر رکھ لیتے تاکہ سترخورت نہ کھل جائے۔

ذکر بدین

حضرت سلطان الاولیاء سر مبارک پر تیل بکثرت ڈالتے اور تیل خوبصورت ارشل بیلا

وہ نیلی دیکھوڑہ وغیرہ کے وقتاً آپ کثرت تدبیں کی کرتے کہ جو کچھ اسر مبارک کے
نیچے ہوتا وہ تر ہو جایا کرتا۔

ذکر شانہ کرنے کا

آپ صبح یاہ بجے شام شانہ کرتے۔ اکثر خادم آپ کے ہاتوں میں شانہ کیا کرتا۔

ذکر سرمه لگانے کا

آپ سرمه روزانہ لگایا کرتے۔ طریقہ یہ تھا کہ تین بدلائی داہنی آنکھیں اور دو سلالائی
بائیں آنکھیں۔ مگر سرمه لگانے کا وقت شام کو تھا۔ نماز مغرب کے وقت پاچاریجے سہ پہنچ

ذکر خوشبو لگانے کا

آپ کو خوشبو سے زیادہ غہبت تھی صبح و شام عطر لگایا جاتا اور عطر مو تپا و مشک عنبر
و خالص عنبر۔ علاوہ ان عطروں کے جو عطر نہیں وحدہ وقتاً لگایا جاتا۔ اقل زمانہ میں
مسی نبوعطر ساز تھا بعد اسکے محمد علی عطر ساز لگایا کرتا۔ اسکو مرید انعام دیا کرتے
اور مریدین خود اپنے ہمراہ عطر عمدہ نے عده لانتے اور لگانتے علاوہ تمدن کے آپ کے
سینہ مبارک پر بھی عطر لگایا جاتا تھا۔

ذکر نوم

آپ کی نیند تھی کہ بیٹھے والوں کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ شو رہے ہیں۔ مگر درمیان میان

آپ خود ان لوگوں سے کچھ نہ کچھ بات چیت کرتے اور جب قصہ کہانی ہوتا وہ جس وقت قصہ کرنے والے کو ہے خیال آ جاتا کہ آپ کو منیدا گئی اور وہ خاموش ہو جاتا ہے آپ فرماتے کہ تاب علی پھر کیا ہوا یا بخشش علی پھر کیا ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا جا گنا اور سونا یکساں تھا۔ یعنی کہ بخشش علی یا تاب علی کہا کرتے تھے آپ کو قصہ سننے کا بہت شوق تھا یہ بھانتک کہ پالکی چلی جا رہی ہے اور قصہ ہوتا جائے

ذکر ضمک لعنةِ مدلسی

حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کے پاس اُوگ بیٹھے ہوتے اور کوئی ایسی ہے جو ہنسنے کے قابل ہو یا ایسی بات جس پر بیان ختم ہنسی آ جائے کی جاتی تو آپ اس سے بات کو سذکر کر دیتے۔ اور بعض وقت آپ ایسا ہستے کہ آپ کے دندان مبارک کھل جاتے اُس وقت آپ کی آنکھوں میں پانی بھرا ہتا۔ اور آپ اُس پانی کو تہ بند سے پوچھ دیتے۔ اور اکثر آپ ہر وقت سذکر لئے کے دست مبارک کے پنجھ سے پانے منظہ کو چھپا لیتے اور جب آپ کی شان مبارک میں قصیدہ لکھ کر لاتا اور آپ کو نہ آ تو آپ بہت خوش ہوتے اور اُسکی تعریف کرتے۔

حضرت بخاری و ابو داؤد و ترمذی رضی اللہ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں ممبر بھپوتے تھے حضرت حسان اُس ممبر پکھڑے ہو کر حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت میں اشوار ہوتے تھے اور ان کفار کو جو رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشعار میں بھجو کہا کرتے تھے دندان نہ کن جو

حضرت خان ٹپنے تصاویر میں دیتے تھے۔ اور جب حضور انہی مناقب حضرت خان کی زبان سے سنتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ خستان کو فضاحت و بلاغت اور اس مباحثی میں جب تک میل علیہ السلام کے ذریعہ سے مدد دیتا ہے۔

ذکر قصہ را

آپ کلام پاک بہت صاف اور واضح ہوتے اور سات اجھے میں کلام پاک کی قرات پڑھ کر سنلتے۔ اور جو قاری آتا اُس کی قرات سنتے اور اُس کو خود پڑھ کر سُنا تے وہ بہت تعریف کرتا۔ اور کہتا کہ حضور کی قرات سات طریقہ پر ہے۔ اور میں ایک ہی جانتا ہوں۔

ایک مرتبہ عبد اللہ قوال گارہ تھا آپ نے فرمایا عبد اللہ ذیپک گاؤ عبد اللہ نے ذیپک گا نا شروع کیا۔ بعد کو آپ نے فرمایا عبد اللہ ذیڈ ذرا سایر کھپر لگھیا ورنہ آگ لگ جاتی۔ عبد اللہ قدموں پر گر کر قدموں ہوا۔ آپ کو علم موسیقی میں بھی کامل تھا۔ آپ اکثر ایک مرصع پڑھتے اور ہر سر ہیں لکھنگنا تے اور کچھی کچھی ایک مرصع گا کر سنا تے۔ اکثر آپ قصیدہ و اشعار پڑھ کر سنا تے جس مقام پر آپ کا نام آ جاتا چھوڑ دیتے دوسرا شخص پڑھتا۔ اور آپ شنوی مولانا روم زیادہ پڑھتے و پہلوت وہیں جواہر اور کسی وقت پہلوت و شنوی مولانا روم پڑھتے۔ اور اُس کا مطلب اس ضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے کہ شخص سمجھ جائے اور ایسا معلوم ہوتا کہ آپ تعلیم کر رہے ہیں۔

ذکر طعام

حضرت سلطانُ الاولیاء رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ بیت اللہ شریف و مدینہ منورہ یعنی سرزین عرب و حجاز، ایشیا و مغرب ایشیا و جنوب سے واپس تشریف لائے تو آپ ساتویں روز بوقت افطار ایک قاش اروی یعنی گھونٹیاں روغن زرد ہیں بہیاں کی ہوتی بلانگ کئے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اور ایک کوڑا پانی پی لیتے تھے۔ یہ قاعدہ آپ کا عرصہ دزادگان تک قائم رہا۔ بعد اسکے تیسرا روز اُسی طریقہ سے عرصہ دزادگان افطار فرماتے ہے۔ اور یہ طریقہ بہت عرصہ تک جاری رہا جب حضور علیل ہوئے اور وقت نشست بزٹا میں بہت کمی ہو گئی اُس وقت شیخ فضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہہ ذیر و مگر محبان و خدمان نے باصرہ تمام روزہ تیسرا روز کا افطار کرایا۔ اور روزانہ غذا کیسے اصار کیا اور روزانہ غذا ہونے لگی اور دفعیہ کمزوری کیلئے شور با بھی دیا گیا۔ مگر آپ نے گوشت کا استعمال بچرا ایک طریقہ کے دوسرا طریقہ سے نہ فرمایا۔ اور بوطہ استعمال گوشت کے ہیں وہ یہ ہیں۔ لَحْمُ فِي الْحَمَّ لَحْمُ عَلَى الْحَمَّ لَحْمٌ مَعَ الْحَمَّ آپ نے ان ٹینوں طریقوں میں سے لَحْمٌ مَعَ الْحَمَّ کا طریقہ اختیار فرمایا۔ یعنی گوشت نوش فرماتے تھے۔ اور دو طریقوں سے تمام عمر پر یہ نہ فرمایا۔ کیوں کہ نہ آپ نے شادی کی کہ جس سے لحم فی الْحَمَّ کا طریقہ اختیار فرماتے۔ اور نہ کسی جانور پر آپ نے سواری کی کہ جس سے لَحْمُ عَلَى الْحَمَّ کا طریقہ اختیار فرماتے اور تمام عمر آپ نے دعوت کا کھانا نوش فرمایا۔ تمام عمر تحریر کرنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ اپنی

والدہ کے شکم مبارک ہیں تھے اُس وقت آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا اور جب آپ
 پیدا ہوئے ایک سال کے بعد آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اُس وقت آپ کی
 دادی صاحبہ نے آپکی پرورش نہیں دایہ کے کی۔ جب آپ کا سن شریعت پانچ سال کا
 ہوا تو آپکی دادی صاحبہ نے بھی عالم فنا سے دار بقا کا راستہ لیا۔ اُس وقت پھر
 ۷۳ ابریس کے سن تک حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغزی نے
 پروردش فرمائی۔ بعد اُسکے تاوصال دعوت ہی میں گذری اس سے صاف ثابت ہے
 کہ وحیقت آپ کی تمام عمر دعوت ہی میں گذری۔ اور آپ کبھی پان کا استعمال نہ فرمایا
 اگر کسی نے بعد کھانا کھانے کے دائرہ الائچی کا دید یا تو کھایلتے۔ وہ بھی احیاناً۔ اور بد
 کبھی آپ نے طباق یا سینی یا خوان میں کھانا رکھنے کا فرمایا۔ بلا دستخوان کے کبھی کھانا
 تناول نہ فرمایا۔ دستخوان پر قسم کا کھانا ہوتا تھا مگر رسول نے زوٹی یا شور بہ یا دال کے
 کوئی چیز شوق سے نہ کھاتے۔ مگر ہر ایک چیز کو اگاثت کے ذریعے سے چکھ لیا کرتے
 اور ایک دل قسم چاول کا کہ جس میں شور بہ یا دال ملا دیا جاتا کھایلتے۔ اور بوقت
 کھانا کھانے کے زوٹی شور بہ میں بھگلو دیجاتی کہ جبکو عربی زبان میں سرید کہتے
 دو ایک لفڑی اُس میں سے ضرور تناول فرماتے کیونکہ یہ کھانا بھی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ہبہ مغلوب تھا۔ اور زمانہ زمیج میں ساگ بھنڈا دال ماش مقدش میں
 پکا ہوا دستخوان پر اکٹھ رہتا۔ اُس کو آپ رغبت سے کھاتے اور قسمیہ میں ساگ سرو کا
 دال دیا جاتا تو اُس کو بھی آپ رغبت سے کھاتے۔ شیر چیز سے غبہت کم تھی۔
 ایام سرماں میں آپ چار کا استعمال فرماتے تھے۔ مگر آخر زمانہ میں ترک کر دیا تھا
 اور ایام گرمائیں برف کا استعمال کرتے تھے اس کو بھی ترک کر کے شورہ کا جھلکا

پانی پیتے تھے۔ اور اگر خلاف وقت تنگی معلوم ہوتی تو آپ اُس وقت بسکتے
ولائی گھاکر پانی پیتے تھے۔

ذکر اخلاق

حضرت سلطان الاولیاء ہرامیر غریب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ یعنی ہرامیر غریب سے
باخلاق پیش آتے اور ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ آپ مجھ سے زیادہ کسی سے محبت نہیں کرتے
اور ہر قوم کی آپ تعظیم کرتے اور خلق کے ساتھ اُس سے پیش آتے اور آپ کا ایسا
خلق تھا کہ ہر نہیں پوچھتا والا انہوں نہ بیعت کی کرتا۔ آپ اُسا کو وزیر امیر سے فرمایا
فرماتے جتنی کم علاوه ہنود و نصاریٰ و یہود خاک روپ بھی داخل بیعت تھا۔ بلکہ دنیا کو
چھوڑ قیصری لباس دہا اختیار کر لیتا تھا۔ آپ مجسمہ نہونہ تھے خلق محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم کے۔ اور قدر تھے آپ میں خلق محمدی کا زبردست حصہ و دلیعیت فرمایا تھا
چنانچہ بوفت کی موجودگی کا واقعہ ہے کہ ایک روز چند روز سائے قصبه و اور پیر بخا
کے رینیں مثل بادشاہ حسین تعلقدار وغیرہ موجود تھے کہ ایک چار جسکا لباس پئی تھا
ایک وھوئی کیٹھ باندھے ہوئے اور کپڑا میٹلا کہ جسکو ہندی زبان میں الگو چھپا
کرتے ہیں گلے میں ڈالے ہوئے خاک ٹھنڈوں تک چڑھی ہوئی آپ کی خدمت
بابرکت میں آیا اور دور سے ڈنڈوٹ کی جیسا کہ ہنود کا قاعدہ ہے کہ جب
کسی بزرگ کے پاس جلتے ہیں تو دونوں ہاتھوں کو پشتے ملا کر پیشانی کو زمین پر
ٹیک دیتے ہیں۔ اسی کو ہندی میں ڈنڈوٹ کہتے ہیں۔ بوقت ڈنڈوٹ
گزے کے آپ کی نظر اُس پر پرکشی اپنے اُس کو بلا یا جب وہ قریب آیا آپ نے

فرمایا کہ اور قریب آفہ اور قریب آیا جب وہ قریب فرش سے آیا تو آپ نے فرمایا کہ فرش پر آگ بسبب خوف کے اس فرش پر کہ جس پر آپ رونق افروز تھے نہ آیا۔ آخوندکا تپنے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور بغلائی کر کے حاضرین وقت کی جانب مخاطب ہوئے فرمایا کہ میرا خیال ہر شخص کے واسطے ایسا ہی ہے جیسا کہ تلوگ اس وقت دیکھتے ہیں دیکھنے کیا اخلاق آپ کا تھا۔ اور اگر کوئی شخص تختہ لیکر آتا تو بہت ہی اخلاق سے اُس سے دریافت فرمائے کر گیا لائے۔ اور اُس تختہ کے پیش ہوتے ہی دیکھ کر حاضرین پر قیم کر دیتے تھے۔

ذکر عجائب

حضرت سلطان الاولیاء کا زمانہ اوائل میں یہ حال تھا کہ بعد فراغت فرض کے تمام رات نوافل میں مشغول رہتے اور اکثر فرض عشا میں ایک کلام مجید ختم کرتے تھے آپ کے پائی مبارک درم کر جاتے تھے۔ ایک روز بیل تذکرہ نماز آپ نے فرمایا کہ میں جلد بنوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لیٹا ہوا تھا اور ایک مولانا صاحب نماز پڑھنے کیلئے تشریف لائے اور پیری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کون بنے ادب مسجد میں لیٹا ہوا اور نماز نہیں پڑھتا ہے۔ میں وہاں سے انھکر مولوی صاحب کے پاس آیا اور میں لے کما کہ میں امامت کر دیں اور آپ مقتدی ہوں مولوی صاحب نے منظور کیا اُس وقت میں نے امامت کی اول رععت میں پیشی پارہ اور دوسرا رععت میں دشل پارہ پکڑا بعد سلام کے کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا صاحب غائب ہیں صبح کو مولانا صاحب کو تلاش کرتے ہوئے اُنکے مکان پر پہنچا اور آواز دی مولانا صاحب نے آواز شفہی

اندر بلایا جب مجھکو دیکھا کہ صاحبزادے اپک رکعت میں تو میری یہ حالت ہوئی کہ شدت سے بخار میں بستلا ہوں۔ آج سے میں آپ سے امانت کے واسطے نہ کہوں گا۔ کیونکہ جب دو رکعت میں آپ نے کلامِ مجيد کو ختم کیا تو آپ کے غافل کی کیا کیفیت ہو گی۔ اور اب آپ کے ذکر و اشغال کا کیا حال لکھوں۔

ایک روز بروز جمعہ دیوبنی شریف میں مؤلف موجود تھا کہ حضرت سلطان الاولینیؒ نے شاہ فضل حسین صاحب سے کہا بھیجا کہ آج ہم نا ز جمعہ تھاری مسجد میں پڑھنے کے جب نماز کا وقت آیا آپ تشریف لیکے بعد نماز جمعہ شیخ غلام علی صاحب عنف نگھیثہ میاں دیوبنی شریف نے اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت سلطان الاولینیؒ کا طواف کرنا شروع کیا۔ اور طواف کرتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے اللہ ہم رب یاک اُس وقت کی کیفیت احاطہ تھیں نہیں آسکتی تمام حاضرین ہوتے سمجھوں پر ایک تغیراتی کیفیت طاری تھی۔ آپ روزانہ ایک پارہ اور کم ہی دو پارہ تلاوت قرآن پاک کی فرمائی کرتے تھے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بارہ میں نے نماز جمعہ حضرت سلطان الاولینیؒ کے ساتھ پڑھا ہے اور اکثر نماز پنچگانہ حضرت سلطان الاولینیؒ کو بستر استراحت پر پڑھتے ہوئے دیکھا ہو اب ناظرین کرام کے روزوں کو خیال فراویں اور اسی پر قیاس فرمائیں کہ حضرت محمد وحی کے ریاضات و عبادات و مجاہدات کا کیا عالم تھا۔ حقیقت حال تو یہ کہ نبندگان مقیم بارگاہ الٰہی مخلوق خدا کے ساتھ مشغول رہتے ہوئے بھی ذکر و فکر ایزوی سے غافل نہیں ہوتے۔ اور عام طور پر لوگ اس سے ناواقف ہوتے ہیں اولیا راہنما کی قلبی کیفیت کا ہر ایک کو تپہ نہیں چل سکتا۔ اس لئے ظاہر ہوں حضرت

نکتہ چینی کر کے گھنگاہ ہوتے ہیں۔ خاصاً خدا کی شناخت کے لئے بھی چشمِ حقیقت کی
بصارتِ ذرا کا ہے۔ لقولے ولی راوی می شناسد۔

ذکر ضبط و اخفا

حضرت سلطان الادلیا اس قدر ضبط و اخفا کو محوظ خاطر رکھتے تھے کہ انہما رکرا اسات ہوا
مگن نہ تھا۔ کیونکہ کبھی کوئی حرف دعا یا بد دعا کا زبان مبارک سے کسی کے ماسٹے نہیں نکلا
اور بلا استدعا لوگوں کے کام ہو جایا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی استدعا لیکر آتا بھی
تو بیب خوف عرض نہ کر سکتا۔ اور آپ کو اُسکی حاجت بیب رو ضمیری معلوم ہجاتی
اور آپ روحانی تصرف سے اُسکی حاجت روائی فرماتے۔ اور اگر کبھی ایسا ہوا کہ حاجت
پنی تمناظار ہرگز دی تو آپ حکم دیتے کہ اسے نکال دو کیا ہم پر زادے ہیں۔ اور بعض دفعہ
کسی مستدعی سے فرماتے کہ خدا مالک ہو۔ جب یہ کلمہ زبان مبارک سے نکلا تو گویا وہ
پنی مراد کو پوری نہ گیا۔ اور آپ سائل کو بلا سوال جواب دیتے تھے۔ جیسا کہ مندرجہ
فیل واقعہ سے ثابت ہوتا ہو (ادواری تحقیقۃ الاصفیہ) سید عبد العلی رضنبوی زبدۃ
سدات عظام زیددار و نبردار قصبه نگرام تھیں مولہن لال گنج ضلع لکھنؤ قربت دا
و تعلیم و صحبت یافہ عابد صادق وزادہ عابد پیشوائے ارباب ذوق و مقتدائے حسکا۔
شوق ہمراز موسیٰ کلیم قاضی عبد الکریم بریلوی نورانیہ مرقدہ کے تھے۔ اور حسن اعتقاد
و کمال جوش ارادت سے ہرسال ماہ ربيع الاول کی ۱۴ تاریخ کو محفل میلاد شریف کیا۔
اور بوقتِ ذکر ولادت شریف اُس معشوق دُو جہان کے تغطیہ حب طریقہ سابق
الدعت کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن مولانا شیخ عبد العلی صاحب ساکن قصبه نہ کوئی نہ

بارہ سید صاحب موصوف سے فرمایا کہ تعظیم کرنا وقت پڑھنے اشعار پیدائش کے بعدست ہو اور یہ کام شرکوں کا ہے اور خلاف آئین شرع شریف۔ سید صاحب موصوف نے جواب دیا کہ ہمارا یہاں اُس عالم باعث و کامل و اکمل کے ارشاد پر ہے ہم اس کے خلاف کسی وقت نہیں ہو سکتے۔ یہ کہا مگر ایک خلجان طبیعت میں پیدا تھا۔ اور کہتے کہ قطع نظر قول قاضی عبدالکریم صاحب مبرور و مغفور کے اکثر قول صلحاء دین سے بنابر قیام میلا دشیریت تاکید صاف معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض علماء اس کے خلاف ہیں۔ لہذا اس امر کو کسی صاحب دل سے دریافت کرنا چاہئے۔ گوکہ قاضی عبدالکریم صاحب نے دربارہ قیام میلا دشیریت بوقت ذکر پیدائش کا استقلال عطا فرمایا۔ اتفاقاً شروع اہنچ الاول میں ہر سپر عران پھر مر ایقان مرشد کامل ہادی آگاہ دل واقف اسرارِ خنی و جلی دریے حقیقت و معرفت کے پیروں عاشق موت و قابض انتہا تو احضرت سلطان الاولیاء دارالخان صاحب کے مکان پر رونق افروز ہوئے اور سید صاحب موصوف بھی تشریف لائے اور چاہا کہ دربارہ قیام میلا دشیریت بوقت ذکر پیدائش کے حضرت سلطان الاولیاء سے سوال کروں حضرت سلطان الاولیاء نے قبل کرنے سوال کے سید صاحب موصوف کو جواب دیا کہ اے سید صاحب جس قدر مراسم تکریم و تعظیم معشوق کے واسطے عاشق کرے سب بجا و درستے۔ بقول ایک بزرگ کے

فارغ از دغدغہ کہ مسلمان کر دی

لے جنوں گردوں گردم کہ چہ احسان کر دی

اور فرمایا میر صاحب حسن و اعتقاد مجتبی سے آپ قیام میلا دشیریت میں کرتے ہیں

چون وچا سے دست بردار ہوں ورنہ مجست میں فرق آ جائیں گا پہلیت

خوش آں عاشق کر دو لوت بارگرد	کہ گرد خاطر دلدار گرد و
چو گوید خیز اس رپے سازد	بخدمت گاری او سر فرازد

فی الفور سید صاحب موصوف کے دل میں جو معادیر نیہ دل کا خراب کرنے والا
چلا آ رہا تھا۔ با ارشاد حضرت سلطان الاولیاء یقین صادق سے دل میں قائم ہوا
الفرض اُسی روز سید صاحب موصوف نے محفل میلاد شریف ترتیب دیا و اوصاف
حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئے۔ وقت ذکر تولد
میر صاحب موصوف بتقدیم قاضی عبد الکریم صاحب مددوح الاکابر مشغول ہوئے
یعنی قیام کیا۔ بار دیگر حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ میر صاحب جو شخص نہیں
نہیں جاتا ہے وہ طریقہ دربانیاں سے واقع نہیں ہو سکتا۔ اور اے میر صاحب
علم شئے دیگر و عشق شئے دیگر۔ گو کہ دربارہ علم شریعت کے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم نے تائید فرمایا ہے۔ گرمتز عشق کے واسطے اس علم کو حجاب الاکابر
ارشاد فرمایا۔ اکثر ارشادات عالمان جامیوں کے واسطے شہد کی خاصیت رکھنے ہیں
اور وہی عاشقوں کے واسطے سہم ہیں۔ اور جو کچھ عاشقوں کے واسطے مرح ہے
دہی عالموں کے واسطے ذم ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا۔ اشکار

موسیا آداب دانا دیگراند	سوختہ جان و رُوانا دیگراند
تو براۓ وصل کر دن آمدی	نے براۓ فصل کر دن آمدی
درحق او شہد درحق تو سے	درحق او مدح درحق تو سے
درحق او ورد درحق تو خار	درحق او نور درحق تو نار

ہست بیرون در مجال دیگران	ہر چھہ در سانہ عشا قان میاں
جس دل میں حضرت عشق تشریف لائے علم و عقل و ہوش کو نکال کر پھینک دیا۔ فر	پیاے دیوانہ بنایا ترے چتوں نے مجھے
دین وایمان لیا عقل لیا ہوش لیا	

ذکر سواری

حضرت لطان الاولیا رضے اللہ عنہ کسی جاندار سواری یعنی گھوڑا اونٹ پھر ماقبل دیغرو دیغرو پر ٹکام نہ سوار نہیں ہوئے پیادہ پا چلتے ہیں۔ اور جب آپ زیادہ علیل ہوئے اور شست و بخاست کی طاقت نہیں اُس وقت آپ نے پاکی کی سواری منتظر فرمائی۔ اور بعد اصرورت پاکی پر سوار ہوئے۔

ذکر سرفوش

حضرت سلطان الاولیا کا جس وقت عشق و تحقیقی سے وصال ہوا بقول خشنی خدا جنہیں دریا آبادی مصنف تخفیۃ الاصفیاء اُس وقت آپکی عمر ۶۵ سال کی تھی۔ اس لئے کہ مصنف مدد و رح نے تیاری خود اور تیاری خود کیم صفر المظفر روز جمعہ ۲۳ محرم لکھا ہے۔ اور بقول مصنف مشکوہ حقانی کہ وہ بقول شیخ کرم احمد صاحب ۲۳ محرم معرفت امامتہ اور علیہ فرمائے تھے کہ میرے بزرگ کہتے تھے کہ امیرنا یعنی صبیہ دیوبنی عوف معروف شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرمائے تھے کہ میرے بزرگ کہتے تھے کہ امیرنا المبارک ۲۳ محرم کو ولادت ہوئی اور بقول فضیحت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولادت حضرت ۲۳ محرم میں ہوئی اور وصال تیاری خود کیم صفر ۲۳ محرم میں ہوا اس حساب سے آپکی عمر شریف ۹۰ سال کی ہوئی۔ اور بقول حضرت میاں فضل حسین شاہ

رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضرت مسیح شاہ قدس سرہ الغرزری فرماتے تھے کہ میں حضرت سلطان الاولیاء سے آٹھ سال چھوٹا تھا۔ اس حسابے آپکی پیدائش ۱۲۳۷ھ مذکور ہوتی ہے۔ تاریخ وفات میں کوئی اختلاف نہیں۔ پس اس حسابے آپ نے نوٹے میں کی عمر پائی۔

وَرِبَّيْأَنْ طَرِيقُهُ بِعِصْمَتِ سُرُوفٍ لِطَائِنَ الْأَوْلَى

حدیث دربارہ بیعت اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم جمیعن

اخراجیہ ابو داؤد ونسائی تیسیر طبوعہ کلمۃ صفحیہ الترجیحہ حدیث حضرت عوف بن الکثیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ہنسی کر کم صلحہ اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر تھے یا آٹھ یا سات۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ سے بیعت نہیں کرتے۔ ہنسنے اپنے ہاتھ پھیلانے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ کی بیعت کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ ان امور پر کہ اللہ کی عبادت کرو اور اُسکے ساتھ کسی کو شرکیت کرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھو۔ اور احکام سنوا فرماؤ۔ اور ایک بات آہستہ فرمائی وہ یہ کہ لوگوں سے کوئی چیز مرست انگوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات میں سے بعض کی یہ حالت دیکھی ہے کہ اتفاقاً چاہبک گڑپا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگتا۔ کہ اٹھا کر اُس کو دیدیے۔ روایت کیا اسکو مسلم و ابو داؤد ونسائی سنتے۔

مکملہ بیعت طریقہ

اصطلاح حضرات صوفیہ کرام میں جو بیعت معمول ہے جسکا حاصل معاہدہ ہو۔ التراجم حکما

و اہتمام اعمال ظاہری و باطنی کا جسکو انکے عوف ہیں طریقت کہتے ہیں بعض اہل ظاہر اسکو اس بنابری بعثت کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں فہر کافر دن کو بیت اسلام و مسلمانوں کو بیت جہاد کرنا معمول تھا۔ مگر اس حدیث مناسک کا صریح اثبات موجود ہے کہ نجاطیین چونکہ صحابہ ہیں اس لئے یہ بیت اسلام بعثت یقیناً نہیں کہ تحصیل حاصل لادم آتا ہے۔ اور رمضان بعثت سے ظاہر ہے کہ بیت جہا بھی نہیں بلکہ بدلالت الفاظ معلوم ہے کہ التزام و اہتمام اعمال کیلئے ہے پس مفقوہ ثابت ہو گیا۔ فـ عادت تعیین خنی المصلحت اکثر شیخ کی عادت ہو کہ مریدین کو خلوت میں خنیہ تعیین فرماتے ہیں۔ کبھی تو یہ سبب ہوتا ہے کہ امر عام فهم نہیں ہوتا۔ اسکے اظہار و افشاء سے خوف اضلال عوام کا ہے۔ اور کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ خنیہ وسیل خصوصیت و اہتمام ہے۔ اس میں طالب کے دل میں زیادہ و قعہ و نشرت ہوتی ہے۔ اور یہ بھی نفع ہے کہ دوسرا طالبین اس کو سنکر حرص و تقلید نہ کریں۔ جنکی حالت کے مناسب دوسری تعیین ہے۔ سوا اس حدیث میں عادت کی صلی پائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر خنی طور سے فرمایا۔ اس میں علاوہ بعض مسئلہ الخ ذکر نے عجب نہیں کہ علی الاطلاق اسکے نہ واجب ہوئے کی طرف اشارہ ہو گیونکہ امور واجبہ کا مقتضا اعلان ہے بہر حال مطلقاً مقصود ہے اخْتِیَار مکملہ بمالفہ وصال امر شیخ اکثر مریدین کا مقتضا ہے طبیعت ہوتا کہ مرشد کے احکام مان لئے میں اس قدر بمالفہ کرتے ہیں کہ رعایت یعنی کے ساتھ مغلن ظاہر الفاظ تک لحاظ رکھتے ہیں۔ اس سے اس کا اثبات بھی ہوتا ہے یہونکہ

ملہ مولیٰ صطلاح بن عینی کو کہتے ہیں ۱۲۔

یہ امر مقصود یقینی ہے کہ مراد منع کرنا تھا دوسరے کی چیزیاں لگنے سے نہ اپنی چیزیں بطور استعانت لگنے سے۔ مگر پونکہ فقط نفسہ اسکو تمہل تھا اگر کہ وہ احتمال قرآن کی وجہ سے یقیناً نہیں ہے اس احتمال القطبی کی روایتے اپنی چیزیاں لگنے کی بھی احتیاط رکھی جیسا کہ دوسری حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ایک صحابی دروازہ سے آ رہے ہے پس نکل دیں بیٹھ گئے حالانکہ مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ اندر کر موقع پر بیٹھ جاؤ کھڑے مت رہو شدی کہ مت آؤ۔ بیٹھ یہ ہے غایت احترام و تقدیر۔ شیخ کا جو کہ استفادہ باطنی کے لئے شرط اعظم ہے۔ جیسا کہ بعض آیات ہیں کہ جن مثبت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند تعالیٰ نے بھی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی حکم جو اپنیا کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں۔ آیہ کریمہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَحْلِفُنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ، مِنْ قَبْلِهِمْ تھاے لئے اے مومنو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم العذر نے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ اپنی زمین میں خلیفہ کر گیا جیسا کہ تھے ہم لوں کو کیا۔ اسی طریقہ سے سلطان الاولیاء نے فرمان آیہ کریمہ و بمقابلہ حدیث بنوی صلی اللہ علیہ وسلم بیعت شروع کی۔ آیہ کریمہ إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ لَا تَمَّا وَوَرَ إِنَّ اللَّهَ يَدُ اللَّهَ فَوْقَ أَيْدِیْهِمْ یعنی اسے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھ کے اوپر ہے جو شخص والسطے بیوتے ہے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں آتا آپ اپنا دست کرم اُسکے ہاتھوں دیتے۔ اور فرماتے کہ کہو ہاتھ پر کہتا ہوں پیر کا خدا و رسول کا نجتیں کہ اسْتَغْفِرُوا اللَّهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاتُوبُ إِلَيْهِ بَعْدَمِ يَوْنَةٍ کے

دست مبارک کا بوسہ دیتا اور واپس جاتا۔ اور طریقہ عورت کے مرید کرنے کا یہ تھا جو عورت مرید ہونے کے لئے آتی آپ اپنے تہ بند کا گوشہ اُسکے ہاتھیں دیتے جب وہ تہ بند کے گوشہ کو کپڑیتی تو آپ فرماتے کہ کہو دامن کپڑتی ہوں فاطمہ کا خدا و رسول کا پنجتین پاک کا استغفار وَاللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاتُوبُ إِلَيْهِ مرید ہو کر پانے مبارک کا بوسہ دیتی اور واپس جاتی۔ اسی طرح سے ہر روز جو تم مخلوق خدا ہیں سے ہر طائفہ وہر لوگ وہرا مرامعارف و شاہیر وہ زمہنیت ملت کے جو لوگ مرید ہونے کے واسطے آتے آپ انکو بیعت میں داخل فرماتے جو شخص خاص و عام کی نفرماتے۔ اور خرقہ توبہ و تبرک کا عطا فرماتے اور حکم نماز و رونہ کا دینے اور منہماں کے منع فرماتے۔

آپ سلسلہ میں داخلہ کیلئے قمیت و اختلاف نہیں کوئی بھی حائل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ آپ کی بیعت میں۔ ہندو۔ یہود۔ نصاری۔ مجوس بلا تکلف داخل ہوتے تھے اور اگر فقیری کی خواہش کرتے تو آپ انکو خرقہ ارادت عطا فرماتے حتیٰ کہ خاکر و بھی آپ کے مرید تھے اور فقیر ہو گئے تھے۔ ان کو بھی آپ خرقہ عطا کیا۔ مگر کسی کو اجازت مرید کرنے کی نہی اور جان دار سواری پر سوار ہونے کا حکم نہ دیا۔ ہمیشہ پیدل ہی چلنے کی ہدایت فرماتے۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمکو حکم سواری کا دیا گیا تھا۔ ان امور کے متعلق دیگر تواریخ و سوانح حضرت سلطان الاولیاء کے دیکھئے ہستے واقعات مبنی نہیں آپنے دیکھا بھی ہو گا اور آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا دوبارہ تحریر کر کے لئے جنم بڑھانا فضول ہے۔ ہم صرف وہ امور و واقعات و معاملات دکھانا چاہتے ہیں جس سے لوگ نافائد ہیں۔

منزلِ عشق

یہ امر بدلاں فرقاً نے پایہ ثبوت تک پہنچ گیا ہے اور مولف تصدیق کے طور پر لکھتا کہ حضرت سلطان الاولیا کی منزلِ عشق کی تھی۔ آپ کا قول ہے کہ احکام شرعاً مرتضیٰ مرا ملاقات ہیں اگر مراسم ملاقات ادا نہوتے ملاقات نہ ہو گی جبیا حضرت فرمید احتی والدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ بودنانے کہا وہ فرمید نے برسوں کیا۔ اب جو فرمید کہتا ہے خدا کرتا ہے۔

جبکہ حضرت اکبر شاہ مدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ قطب مشہور تھے حضرت حاجی سید خادم علی شاہ قدس سرہ الغریب سے فرمایا کہ آپ صاحبزادے کو ظاہری اذکار و ذکر و فکر سے جلد کو شش بخش فرما کر فرع حاصل کر ایجھے مجہت میں چور ہیں تاکہ باطنی درجات جلد سے جلد منکشف ہو جائیں۔ کو کہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ خود ہی واقع واقع تھے اور اس کام میں مشغول تھے۔ مگر حسب فہاش قطب صاحب آپ کو علم رو حاصل سے علاوہ ظاہری علوم کے جو مراسم ملاقات تھے مالا مال گردیا۔

تو اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت حاجی سید خادم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد علم رو حاصل عطا کرنے کے یا قبل اسکے مرید کر لیا ہوا اور اپنا خلیفہ کر دیا ہو تو کوئی تعجب نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت سلطان الاولیا کا قول تھا کہ بوقت خلافت مجھ کو دوکرتے پہنائے گئے ایک حلوائی کو دیکر مٹھائی مٹھائی اور دوسرا کبھا پھی کو دیکر باب کھالیا۔ یہ واقعہ تو ایکوں میں درج نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ درج ہے کہ بروز سیوم حاجی سید خادم علی شاہ کے جموروی خلافت آپ کو دی گئی۔ کہ جسکا مفضل ذکر ہم حضرت سید خادم علی شاہ کے جموروی خلافت آپ کو دی گئی۔ کہ جسکا مفضل ذکر ہم

اس کتاب میں بھی کچکے ہیں۔ جو ہر دن خلافت سے مراد احمد اغاخلیفہ ہونا ہے کہ جس میں آپ کی دستاربندی ہوئی۔ اور آپ کے علم باطنی سے بھی ثابت ہے کہ آپ خلیفہ قبل سے ہو چکے تھے۔

اور باطنی یعنی روحانی فیوض و برکات سے آپ کا سینہ قدر تما معمور تھا جس کے باعث سے علوم فنا ہر بھی آپ پر نکشف و ہویدا تھے تاہم ظاہر امولانا امام علی صاحب ساکن قصبه ستر کے ضلع بارہ بُنکی نے کتب درسیہ عربی و فارسی کی تعلیم فراگز علم فقہ و حدیث و منطق وغیرہ کی تکمیل کر دی تھی۔ اور قرآن مجید بھی آپ نے اپنے سینہ بے کنیہ میں کھیا یعنی حظٹکر لیا تھا۔ اب مراسم ملاقات یعنی بظاہر احکام شریعت پر عمل اور اتباع پیروی حضرت رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ ادائے نوافل میں اس قدر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے پائے مبارک درم کر جایا کرتے تھے یعنی معمولات اور یعنی اوراد و وظائف کا توکیا ذکر کیا جائے جب نوافل اور اوراد کا یہ احتمام تھا تو فرض واجبات و سنن کی کیا حالت ہوگی چنانچہ درکعت فرض نماز میں آپ ایک کلام مجید ختم فرماتے تھے۔ ہاں یہ بات ضرور تھی کہ پرده پوشی اسرار لمحوظ خاطر ہی اور یہی سبب تھا کہ ادائے نمازو ذکر اذکار اور اراد و وظائف و جملہ معمولات اکثر پیش گوئشہ تہمائی میں فرماتے تھے۔ اور ان معاملات سے شاذ و نادر حضرت بھی وقیت نہیں حاصل کر سکے تو عوام کو کیا معلوم ہو سکتا تھا۔ علاوہ پابندی احکام الہیہ و فرمان محمدیہ کے مجاہدہ نفس کا یہ حال تھا کہ آپ نے طے کے روزے رکھے جس میں ساتوں روز افطار کے وقت ایک قاش گھٹیاں بلا نک برمیں اور ایک کوزہ پانی آپ کی عناد تھی جنی کہ ایک مرتبہ ۲۴ اردو تک آپ افطار کے لئے کچھ نہ ملا۔ بحکم سیمیر خدا صلحے اللہ علیہ

ایک سو داگر نے آپ کا روزہ افطار کرایا تھا۔

اتفاقاً جب چودہ روز تک آپ کو کوئی چیز افطار کے واسطے نہ ملی تو آپ نے خیال فرمایا کہ خدا کو اپنے عاشقوں کا امتحان لینا منظوم ہے آپ رضاوی سیم پر قائم ہے اور آپ کی ثابت قدمی کا یہ حال تھا کہ آپ ہزار ہاتھ کالیف میں متلا ہوئے لیکن جادہ صبر و استقلال سے نہ ہے چونکہ ہر بلامنزل من المحبوب تھی اس لئے ان مصائب کا صبر کیا۔ خیر مقدم فرماتے اور ہل فرید و رذبان تھا۔ کیونکہ محبوب حقیقی کی رضا مقصود تھی۔ اسی لئے یکہ وہ نہابے موش و مدد گارہ پیادہ پارا خشکی سفر چڑا خدیار فرمایا۔ کیونکہ آتشِ عشق بھر ک بھر ک راست غال دلار ہی تھی کہ اگر عشق سے لنا ہے تو کالیف کا خیال نہ کرو اور خوشی سے تمام مصائب کو گوارا کر جذبہ محبت و ولولہ اشتیاق وصل کرنے کشاں دوڑائے لئے جاتا تھا کہ جلد جلد حکمر محبوب ہے۔ اُدھر بلا یہیں یعنی جلال استہ کو گھیرے ہوئے کہ رہا تھا کہ تو خدا سے دعا کر کہ یہ بلا تجھے دو رہو جائے۔ مگر وہ عاشق کیتا اپنی دھن کا پتکا مراسم ملاقات ادا کرتا ہوا اور بلا فوں و مصائب کو خوشی سے جھیلتا نہ کسی سنج والم کا خیال نہ کسی تکلیف و مصیبت کا ملال اس منزل عشق کو طے کر کے پنے ناباجان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پوچھئے اور معرفت ذات محبوب حقیقی کی حاصل کر کے اور صفات کو ذات میں وصل کر کے مقصود کو پایا۔ آپ نے خدا کا کہنا رسول کیا۔ اب بوجوچھہ آپ کہتے ہیں وہ خدا ارتا ہے۔

قارئین کرام دیکھئے جب آپ نے احکام شریعت کی پابندی یعنی مراسم ملاقات کو حد تک پہنچا دیا تو ملاقات ہو گئی۔ اور دو سے ایک ہو گئے۔ اسی کو نسل عشق کہتے ہیں۔

اب ناظرین کرام وقاریین عظام کے سامنے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حمد اللہ علیہ
حال مفروظ فواد الفواد خواجہ گانچھت سے نقل کر کے پیش کیا جاتا ہے: تاکہ ان بات کے
سمجھنے میں مزید ہولت ہو جائے۔ اور کوئی بات پیچیدا اور نسل نہ معلوم ہو۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حمدۃ اللہ علیہ برائے تعلیم کتب ہیں میٹھے تو تھوڑے
دنوں میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور کلام مجید حفظ کیا۔ پھر ملتان ہیں مولا امنہ الحنف
الدین کی مسجد میں پڑھنے کے لئے میٹھے اور کتاب افغان شروع کی۔ حضرت قطب الدین
بختیار اوشی قدس سرہ الفرزی کا گذر ملتان میں ہوا۔ مسجد میں تشریف یافتے ہوئے جو حضرت
فرید الدین سے پوچھا کر صاحبزادے کیا پڑھتے ہو آپ نے کہا افغان حضرت خواجہ موصوف
فرما یا افغان باشد اشارۃ اللہ تعالیٰ شیخ کے دل میں آپ کا فرمان ایسا موثر ہوا کہ یہ
مرید ہو گئے اور چلتے وقت آپ کے ساتھ دہلی جانے لگے۔ حضرت خواجہ نے یہ بات
منظور نہ فرمائی اور کہا کہ بالفعل ہمیں رہو اور تحصیل علوم ظاہری میں خوب کوشش کر دے
پھر اس کے بعد میرے پاس آؤ۔ پھر اس کے بعد شیخ ملتان سے قندھار گئے اور اس سے
بعد تحصیل علوم ظاہری کے بعد میرے پاس آئی شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ
سیف الدین باخڑی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہم عصر کی صحبت میں ہے۔ اور
بعد اسکے آپ حضرت بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ناسطے
حضرت خواجہ نے علیحدہ ایک چھرہ عبادت کیلئے مقرر فرمایا اور آپ کی تربیت
تکمیل میں بڑی کوشش فرمائی اور خود کو خلافت عطا کیا۔ صاحب اخبار الائمه رکھتے
کہ اوائل مجاہد ہیں حضرت خواجہ نے شیخ فرید کوٹے کے روزے رکھنے کا حکم دیا
اور فرمایا کہ تیسرے روز روزہ افطار کیا کرو۔ افطار کے وقت ایک شخص کھانا لایا

اپنے مکھایا آپ کو تھوڑی جسمیں کو حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچنے خواہ ہے
فرمایا کہ وہ مکھاناخمر فردش کے یہاں کاتھا۔ تو کو افطار کے وقت غیر بے جو کچھ اُسے فطا
کر دیا کر وہین یوم گذر گئے لھاماڑ کیا اسی طرح ہیوم گذرے تو شخ نے زین پر باقہ مارا
کچھ کنکار پان زین سے باقہ میں آپ نے منہ میں ڈال دیں وہ شکر ہو گئیں تو آپ نے
خیال کیا کہ یہ شکر تھی فوراً منہ سے نکال ڈالیں کہ کہیں خطرہ شیطانی نہ آدھیات
پھر ایسا ہی اتفاق ہوا پھر آپ نے کہا کہ یہ انعام آتی ہے خطرہ شیطانی نہیں ہے فلی الصبح
خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہے آپ نے فرمایا کہ ہر چیز ان غیب است بے
عیب است جا لائکہ شکر لجخ شدی۔ پھر شیخ الاسلام میری طرف مخاطب ہوئے
اور فرمایا کہ طالب کو چاہئے کہ طالب کے عشق و محبت میں وہ حال میں متفرق رہ کر
یاد میں رہے اور ہر روز وہ ساعت وہ لمحہ وہ لمحہ اُس کا عشق ٹھیکنا جائے تاکہ
اُن لوگوں میں سے ہو کہ اُس سے پہلے تھے شعر

در کوئے تو عاشقاں چنان جان بدہند	کا بجا لامک الموت نہ بخشدہرگز
----------------------------------	-------------------------------

اب اگر ناظرین منزل عشق کے واقعات دیکھنا چاہیں تو اقوال حضرت سلطان اللائق یا
وقوال بزرگان چشت جو کہ اسی کتاب میں موجود ہیں دیکھیں کہ منزل عشق کو حضرت ا
ولیا را ائمہ سابقہ و انبیاء علیہم السلام سابق نے کس طرح بنایا ہے اور پھر منزل عشق کو
پہنچنے ہیں اور اُنھیں کے یہاں خلیفہ ولیعهد ہر سے بُرے اولو الغرم گذسے کہ جبکا
کلام مجید گواہ ہے اور کس قدر پر دہ پوشی تا جیات کرتے رہے۔ جیسا کہ حضرت
سلطان الولیا رہنما تا جیات کرتے رہے۔ اور جو آپ کے زبان فیضِ زرگان سے
سر بستہ راز نسلکتے تھے وہی تعلیم تھی۔ مگر کیا۔ ہر ایک کی سمجھیں نہیں آسکتے تھے۔

یہ وہی سمجھ سکتا ہو جو دنیا اپنے ہم سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

ذکر خوف

ملفوظات خواجگان حشمت حصہ اول راحت القلوب صفحہ ۱۳۹ ایں تحریر ہے کہ حضرت باب فردی الدین رنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معرج میں خرقہ ملا تھا۔ اور آپ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر فرمایا کہ میں نے اپنے پور و گار سے خرقہ پایا ہے مجھ کو حکم ہے کہ میں اس کو تم میں سے کسی کو دوں۔ اب میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں جو شخص تم میں سے جواب مصون دیگا میں یہ خرقہ اُسی کو دوں گا۔ اول آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابو بکر اگر میں مجھ کو دوں تو کیا کرے۔ کہا یا رسول اللہ صلیعہ صدق اختیار کروں۔ اور خدا تعالیٰ کی بندگی کروں اور جو کچھ میرے پاس مال مثال ہو وہ سب اللہ کی راہ میں دوں۔

پھر آپ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ کہا کہ میں عدل کروں اور بندگان خدا کے ساتھ انصاف کروں اور مظلوموں کی داد دوں۔

پھر آپ نے حضرت عثمان عنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہا کہ میں ایک دوسرے اتفاق کی کوشش کروں اور جو حق بات ہو اُس کو بجالا روں اور حیا و سخاوت اختیار کروں۔

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں پر وہ پوشی کروں اور خدا کے بندوں کا عجیب چھپاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کرے علی لے میں نے تجھکو دیا مجھکو حضرت رب العزت سے یہی حکم بھی تھا کہ جو بتے
پاروں میں سے یہ جواب دے اس کو یہ خرقہ دیجئے۔ یہ حکایت فرمائی کہ معلوم ہوا کہ
درویشی پرده پوشی ہے۔ یعنی یہ بات معلوم ہوئی کہ بندگان خدا کی پرده پوشی کرے۔
پس درویش کو چاہئے کہ ان چار چیزوں سے دور رہے۔

اول۔ آنکھوں کو اندھا کرے تاکہ دوسروں کا عیب دکھائی نہ دے۔
دوسرے۔ کانوں کو بہرا کرے کہ جوبات سننے کے قابل نہ ہو اس کو نہ سئے۔
تیسرا۔ زبان کو گنگ کرے تاکہ جوبات کرنے کے لائق نہیں ہو اسکو نکے۔
چوتھے۔ پانوں کو گنگ کرے کہ جو جگہ جائے کے لائق نہیں ہو تو ہاں نہ جائے۔
پنجم شخص یہی خصیلی میں پائی جائیں تو تو جان لے کہ یہ فقیر ہے یعنی درویش ہے
ورنہ حاشا و کلا جو درویشی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور درویشی کی کوئی صفت
نہیں رکھتا جھوٹ درویش کہلوانا ہے۔

مولف کرتا ہے کہ یہ چار چیزوں میں حضرت خواجہ رحمت اللہ علیہ نے درویشی کی
صفت میں فرمائیں اس میں یہ رانہ معلوم ہوتا ہے۔
اول چیز کہ آنکھوں کو اندھا کرنے اس سے فرمایا ہے کہ درویش پہلے یہ صفت
پیدا کرے کہ بخرا جمال یا رے کے اور کسی صفات یا پر نظر نہ ڈالے۔

دوسری چیز کہ کانوں کو بہرا کرے۔ بہرا کرنے سے مراد یہ ہے کہ تذکرہ بخرا جمال یا کے
ذکر صفات یا رکا کانوں سے نہ سئے جب یہ صفت پیدا ہوگی تو ذکر صفات کی
کانوں میں آواز نہ پہنچی بخرا ذکر جمال یا رے کے۔

تیسرا چیز کہ زبان کو گنگ کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زبان پر بخرا شنا و صفت

یار کے صفات یا رکی شنا کا ذکر نہ آنے والے۔
چوتھے پاؤں کو لنگڑا کرے۔ اس سے مردی ہے کہ سفر بخوبی چھپے یار کے کوچھ صفات یا رکی طرف نہ کرے۔
پس بغير معرفت ذات محبوب کے اور صفات کو ذات محبوب یعنی کرنیکے غیر ممکن ہے۔

ذکر سخاوت اولیا کرام خواجہ گانج پشت مع حضرت

سلطان ال اولیا رضی اشد تعالیٰ عنہم جمع میں کا

حضرت سلطان ال اولیا مولانا مرشدنا حافظ حاجی سید وارث علی شاہ رضی اللہ عنہ نے
روبرو مؤلف بیان فرمایا کہ ایک روز ہماری دادی صاحبہ برائے رفع حاجت
تشریف لے گئیں اور دروازہ پر فقیر نے آواز دی۔ دادی صاحبہ کے سر ہانے کنجی
رکھی تھی ہمنے کنجی لیکر صندوق کا قفل کھول کر اشرفیاں دونوں ہاتھوں میں بھر کر اس
فقیر کو جا کر دیں۔ اور اُس سے کہا کہ بھاگ جاوہ اشرفیاں لیکر حل گیا جب
دادی صاحبہ واپس آئیں صندوق کا قفل کھولا ہوا دیکھا پوچھا کہ صندوق کسے کھولا۔
میں نے کہا کہ ہمنے کھولا فقیر پولا ہمنے اشرفیاں نکال کر فقیر کو دی دیں۔ آپنے دیکھا تو
اُس میں بہت سی اشرفیاں تھیں فوراً لوٹ دی کو بلکہ کہا کہ بہت جلد جا اور فقیر کو
تلash کر لادہ اور محلہ کے لوگ تلاش کر کے واپس آئے وہ نہیں ملا۔

حضرت سلطان ال اولیا فرماتے تھے کہ ہم روزانہ اشرفی دیکر ایک بتاشہ یا ایک بی
کھاتے تھے یعنی ایک اشرفی جلوائی کو دیتے وہ کبھی ایک بتاشہ دیر ترا تھا اور کبھی

ایک بُنی دیتا ہم کھالیستے۔

او مسکینوں کو دیا کرتے تھے یہ سخا و نت اڑکپن کی تھی۔

او جب سے حضرت سلطان الاولیاء سفر بیت اللہ شریف سے واپس آگر دینی شریف میں
نیام فرمایا تو آپ کی یہ عادت ہو گئی تھی کہ تو نگر ہو یا مسکین۔ مرید ہو یا غیر مرید یو جا ضر
خدمت ہوتا آپ رحیم شاہ یا نور محمد شاہ یا فیض شاہ کو بلکہ فراتے کہ ان کو فلان چیز
دید و ان کو فلان چیز دو غرض اسی طرح اُن سب کو کچھ نہ کچھ تبر کا عطا فرماتے کوئی
محروم نہ جاتا تھا۔ جس قدر آپ کے یہاں صبح سے ناشام فتوحات آتے سب آپ تقسیم
فرادیتے تھے۔ اور اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس نے سوال کیا کہ حضور کچھ تبر عطا ہو
تو اس کے نسبت آپ فرماتے کہ ہمارے یہاں طالب کی گذرنہیں ہے۔ اور کبھی ایسا
بھی ہوا کہ اگر کوئی غریب آگیا تو اپنے بتر سے چادر نکال کر اُس کو عطا کر دیا۔ اور کبھی ایسا
بھی ہوتا کہ آپ اپنے بستر کا گددہ بھی دیدیتے تھے۔ اُس وقت خادم بجائے گدے کے
لجان بچھادیتے تھے۔

حضرت خواجہ قطب الدین نجفی پار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سُرہ تھی کہ جب کوئی اُن کے
جماعت خانہ میں آتا اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ شیخ بدرا الدین غزنوی سے جو
خانقاہ کا خادم تھا فرماتے کہ پانی پاس رکھو تھا ضمی حمید الدین کے نواسہ موجود تھے
با بازی الدین قدس اللہ سرہ الغزنوی نے فرمایا کہ آئے والا ہمارے یہاں آئے خواہ
مسکین ہو یا تو نگر اُس کو محروم نہ جانے دو اور جو کچھ موجود ہو اُس کو دو تا کم
وہ شخص بھی درد نیش صفت ہو۔

ذکر اہل سلوک کا

شیخ الاسلام کی خدمت میں شیخ جلال و شیخ علی سنجھی و شیخ محمد اوندھپتی اور دیگر حضرات بھی حاضر تھے ذکر ہو رہا تھا کہ اہل سلوک کے نزدیک پانچ چیز کا دیکھنا عبادتی اقل اپنے ابا پا کا منہ دیکھن۔ دو سترے اولاد کا منہ دیکھنا۔ تیسرا کلام مجید کا دیکھن۔ پوتھے خانہ کعبہ کا دیکھنا۔ پانچویں اپنے پیر کی طرف نظر کرنا عبادت میں داخل ہے۔ معرفت المریدین میں لکھا دیکھا ہے کہ جناب نوحؐ عثمان ہاروئی نور اندھ مرقدہ فراتے ہیں کہ شخص ایک روز اپنے پیر کی خدمت کماڑھ کرتا ہے اور از راہ محبت اُس کی طرف دیکھتا ہے حق تعالیٰ اُس کو بہشت میں ہزار محل رہنے کو عطا کر دیگا۔ کہ سہر محل ایک ایک موئی کا ہو گا۔ اور سہر محل کے ساتھ اُس کو ایک ایک ہر عین عطا فرمائے گا۔ اور ہزار برس کی عبادت اُسکے نامہ اعمال میں ثابت فرمائیگا۔ اور کل کے روز قیامت میں بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیگا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مرید کو چاہئے کہ پیر کی زبان سے جوئے اُسی پرہوش کے ساتھ کان و صدرے اور جو نماز اور ادا و فطیفہ وغیرہ پیر ارشاد فرمائے اُس کو ضرور عمل لائے اور متواتر پیر کے حضور میں حاضر ہوا اور واجبی خدمت کرے اور اگر متواتر حاضر ہو نا مکن نہ ہو تو کوشش کرے۔ پھر شیخ الاسلام نے یہ بیان فرمایا کہ ایک زادہ تھارٹ دن خدا کی عبادت کرتا ایک ساعت پیغمبر خدا کی عبادت کے آرام نکرتا اور لوگوں کو نصیحت کرتا اور کہتا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنََّ وَالْإِنْسََ إِلَّا
لِيَعْبُدُونَ نہ کھانے کی اُس کو پرواہ تھی نہ پہنچنے کی۔ آخر کار جب استقال کیا

وگوں نے اُسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے سانچہ کیا کیا اُس نے جواب دیا کہ بہنا یوگوئی عبادت میرے کام نہ آئی فقط بخشش کا سبب پر کی خدمت ہوئی اور یہ سب اعمال مطابق پسند نہ آئے حکم ہوا کہ تو نے جوانپی پر کی خدمت کرنے میں قصور نہیں کیا یہ کام میرا ہمکو پسند آیا اہذا ہمنے بھکار بخش دیا۔

قولہ ذکر سلوك میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عین الدین حشمتی سجزی نور اللہ مرقدہ سے لٹا ہے کہ آپ فرات تھے کہ اقل راہ سلوک کی یہ ہے کہ آدمی شریعت پر ثابت قدم ہے یعنی مراسم ملاقات پر اور جو کچھ احکام شریعت کے ہیں اُسکو بجا لائے اور سرموآن سے بجا وزنکرے تو اُسکا مرتبہ آگے کو پڑھتا ہے اور دوسکے مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے جسکو طریقت کہتے ہیں اس کے بعد اس مرتبہ میں بھی اگر اگر ثابت قدم رہا اور جو شرطیں طریقت کی ہیں اس کا راہ کے موافق بجا لایا اور زدرا بھی بجا وزن کیا تو آگے مرتبہ معرفت میں پہنچ جاتا ہے اور اگر مرتبہ معرفت میں پہنچا اور ان کو بھی پہچانا تو اس جگہ آشنازی اور روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس مرتبہ میں بھی جیسا کہ چاہتے ثابت قدم رہا تو جو تھے مرتبہ کروہ حقیقت میں پہنچ جاتا ہے اسکے بعد آدمی جو کچھ مانگتا ہے پاتا ہے۔

ذکر حضرت سلطان الولیا رضا کے مذہبی قول فرمانے کا

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نواب رنجنگہ نے اپنے نائب ریاست ادی یار علیخان صاحب کو پچھر دیا اس نے اپنی نقد و دوشاہی کا ریچوئی دیکھ کر کہ اسے لیجاو حضرت سلطان الولی کی خدمت میں نذر کرنا اور یہ کہنا کہ آپ کے غلام نواب نے تاریخ تشریفت کا دریافت نہیں کی

نائب موصوف یہ بیکر دیوی شریف تشریف لائے اور خدمت عالی میں حاضر کر پیش کیا اور کہا کہ حضور کی نذر کے واسطے بھیجا ہے حضرت سلطان الاولیائے دیکھر حکم دیا کہ ہادی یار علی خاں کو یہاں سے نکال دو اور نواب ہاتے طریقہ سے واقع نہیں ہے اور کہد و کہ ہم نواب کے یہاں نہ جائیں گے آپ نے ہادی یار علی خاں کو نکلوادیا۔ ہادی یار علی خاں باہر چاکر زار نہ روتے ہے اور کہا کہ نواب صاحب حضرت سلطان الاولیاءؑ کے طریقہ سے آگاہ نہ تھے ورنہ ہرگز اسی علطاً نہ ہوتی اُسی قت رحیم شاہؓ نے جاکر حضرت کے کہا کہ نواب صاحب کو یہ نہیں معلوم تھا کہ حضور کے حضور کے یہاں طریقہ نذر گزنا نہ کر نہیں ہے ورنہ وہ ہرگز نہ بھیجتے۔ اب ان کی خطا کو آپ معاف فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ ہادی یار علی خاں کو اسی طریقہ سے میرے پاس باؤ اُس صاحب موصوف طریقہ سابقہ سے آئے اور وہی نذر سامنے رکھدی جحضرت نے فرمایا کہ رحیم شاہ دو شوالہ کا ایک پالہ حیدر میراثی کو دو اور دوسرا پالہ پیر بخش نامی کو۔ کیونکہ حیدر میراثی پیر بخش نامی وہاں پر موجود تھے اور نقد کے نسبت فرمایا کہ ہادی یار علی خاں اس نقد کو لیتے جاؤ اور نواب کو دیدو اور کہد و کہ ہواں کا طالب ہو اُس کو دو اور کہنا کہ ہماں یہاں نذر کا طریقہ نہیں ہے۔

ذکر خواجہ گانج پشتؒ حجۃ الدینؒ حمّہؒ کے نذر قبولؒ فرمان کا

حضرت قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں وزیر سلطان شمس الدین امام اللہ بر کا تھا ارکان دولت کے ساتھ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سلطان نے چھٹے گاؤں کی مثل معافی بطریقہ نذر خدمت عالی میں بھیجا ہے۔ شیخ الاسلام نے

تبسم کیا اور فرمایا کہ یہ ضرور قبول کر دیتا اگر ہمارے خواجگان بھی قبول کرتے ہوتے۔ اگر آج میں اپنے پیروں کی متابعت نہ کروں گا تو قیامت کے دن انہیں کیا منہ و کھاؤں گا جہاں بہتر ہی علم اوتا ہے کہ اسے لیجاو اور اسکے جو طالب ہیں انہیں دو کہ اسی کے لئے لوگ ٹوپی اُتار کر سچے رکھ دیتے ہیں۔

والی اجودھن نے اپنے کارکنوں کے ہاتھ دو گانوں کی نسل معاافی اور دوسروں پر یہ نقد بطور نذرانہ شیخ الاسلام کی خدمت میں بھیجے انہوں نے شیخ الاسلام کے روپ و پیش کیا اسی اپنے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ شیخ الاسلام نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ہمنے اول سے آخر تک اس قسم کی چیز منظور نہیں کی اور یہ ہمارے خواجگان کا طریق ہے۔ اسے لے جاؤ اس کے بھتے طالب ہیں۔ ملفوظات خواجگان چشت حصہ اول صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳

ذکر حضرت سلطان الاولیاء کامجمع کر کر جمع کر کر حب ایں کر کر

حضرت سلطان الاولیاء کا یہ بھی قاعدہ تھا کہ جب مجمع بہت زیادہ ہو جاتا تو آپ جگہ اگر یہ حکم فراہتے کہ ایک ہنڈلیکا ہمارے اور باہر تک ڈال دو اور کہند و کہ شخص اسکو چھوٹے یا بڑے تو گویا مجھ سے ملاقات ہو گئی اور وہ میر امر ہو گیا۔

حضرت مولانا سید قربان علی رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد حضرت سلطان الاولیاء کے میلہ میں اکثر یہ ہوتا تھا کہ بسبب مجمع کثیر مکان کے دروازہ کے سامنے کٹھر الکڑی کا لگا دیا جاتا اور تمہنڈ آپ کا آپ کے فرش سے لا ہوا باہر چون تک ڈال دیا جاتا لوگ اُس کو بوس دیکھ دیس میلہ ہوتے۔

اور یہ بھی قاعدہ تھا کہ جب آپ مجمع سے زیادہ گھبرا جاتے تو غادم ایک دم ایک شخص کے

لار قد مبوسي کر ديتا۔ اور جب لوگ کثرتے اندر آنے کا قصد کرتے تو کہر الگادیتے
اور ته بند ڈال دیتے تو مردین وغیر مردین خوشی بخوشی اُس تہ بند کو بوسہ دیکر واپس جاتے
اور یہ بھی قاعدہ تھا کہ بتاہ بخ ۱۶ ماہ چاند بطبق ۳ یا ۴ کا تک حضرت سیدنا و مولانا
قربان علی نور اندر مقدہ کے مزار پر تشریف یجا تے تو بسب جم غفار کے لوگ
آپکو اس طرح حلقة میں کر لیتے کہ چند اشخاص ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر حلقہ بنایتے
اور سچ حلقة میں حضرت سلطان الاولیا ہوتے گر شید ایان جمال وارثی اپر بھی
نہ مانتے اور اندر حلقة کے گھسنگر قد مبوسي کرتے تھے۔

ایک فریبہ کا ذکر ہے کہ سید شرف الدین احمد بیر ٹرائیٹ لاچینف جنس سے ہے اپنے فراہی
کہ آج تم انگریزی لباس پہنکر ہمارے ساتھ حلقة کے آگے آگے چلوتا کہ مخلوق تک وہ کھکھل
ڈے اور ہمارے قریب نہ آئے۔ بیر ٹر صاحب موصوف آپکے ارشاد کے موفق
لباس انگریزی پہنکر آئے جب حضرت سلطان الاولیا میلہ کی طرف تشریف
لے چلے تو بیر ٹر صاحب حلقة کے آگے آگے چھپڑی لئے ہوئے لوگوں کو آپکے
پاس آئے رکتے اور منع کرتے ہوئے آگے آگے بڑھتے چلے جاہے تھے اور
شید ایان جمال وارثی حلقة کے اندر گھسنگر قد مبوسي کرتے جاتے تھے کوئی بھی
بیر ٹر صاحب کی روک تھام اور مانع تھا کا خیال بھی دل میں نہ لاتا تھا۔ اُس وقت
بیر ٹر صاحب نے حضرت سے کہا کہ میں کیا چیز ہوں۔ اگر فرشتے بھی آپکے عاشقون کو
ڈراؤں تب بھی یہ نہ مانیں گے۔

یہ صرف آپکو بیر ٹر صاحب کو دکھلانا تھا کہ عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہیں کہ وہ
رجا و بیکم کا کچھ خیال نہیں کرتے

اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب، اراہ چاند مطابق ہم ماہ کا تک بوقت شب بجے فرار شریف پر تشریف لی جاتے تو مزار شریف پر پونچکر پورب دروازہ سے اندر جاتے اور دکھن دروازہ سے نکلا کرو فرش قل کے واسطے بچھا ہوتا اس پر ٹیکھ جاتے اور توالي شروع ہوتی اور اس قدر روپیہ بچھا دی یعنی تصدق ہوتا کہ فرش سفید ہو جاتا۔ اور ایک مرصع بھی قول پورے طور سے ختم کرنے پاتا کہ آپ حکم قل کا دیتے حفاظ قل جلد سے جلد پڑھا کر ختم کر دیتے جب قل ختم ہو جاتا آپ فور مسجد کے قریب ہو جو جھرہ تھا اس کی چھت پر جا کر ٹیکھ جاتے اور حسب قد رچا در دروال مزار شریف پر چھپھے ہوتے رس بطلب کر کے اور تکڑے تکڑے کر کے لٹایتے اور جن لوگوں کو مسلم چاؤ دی جاتی تھی وہ اُسی مقام پر تقسیم فرایتے یادوں کے روزان کو عطا فرماتے بعد سکے واپس مکان ہوتے لوگوں کو نیکھی نہ معلوم ہوتا کہ حضرت سلطان الاولیا کس وقت واپس مکان ہوئے اور یہی خیال ہوتا کہ آپ ابھی جھرہ کے چھت پر تشریف رکھتے ہیں آپ کا فلم روحانی اس درجہ پر ہوا تھا کہ آپ کے تصرفات و کرامات کو بالتفصیل لکھنا ایک امر دشوار ہے اور میری جرأت وہت پر شے نہ فلم کو یاری ہے اور نہ مجھکو ثواب نہیں آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تصرفات و کرامات کے خالی نہ تھا بدیوجہ اس مختصر مگنا لش نہیں ہے۔

اور حضرت سلطان الاولیا کا یہ طریقہ تھا کہ جو مرید حضرت کی خدمت میں قدموسو کی آتے تھے وہ دست مبارک یا پائے مبارک کو بوسہ دیتے اُس دقت آپ فرماتے کہ اچھا اچھا باہر چلو پھر ملاقات ہو گی باہر ٹھہر و۔ کیونکہ آپ کو مجمع پسند نہ تھا اگر آپ ایسا نکرتے تو یقین تھا کہ ایک گھنٹہ کے اندر سو دو سو آدمیوں کا مجمع ہو جاتا۔

اور اپنے میون سے پریشان اور تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو کوئی نہ دیستے تھے لیکن فرما دا اپس کر دیتے تھے۔ اور یہ بھی طریقہ تھا کہ آپ نے ہزاروں آدمیوں کو اپنا خرقہ یعنی تہبند عطا فرمایا۔

ذکرِ خواجہ گانج پشت کے مجمع سے پریشان ہوئے کہ

فائد الفواد جلد چار م صفحہ ۲۵۵ ملفوظ خواجہ گانج پشت میں تحریر ہے کہ حضرت نظام الملت والدین قدس سترہ الغریز نے فرمایا کہ جب کیلی میں راتاںی ہو رہی تھی تو پس چند روز شہریں رہا جمعہ کے دن جب مسجدیں جاتا تو خلق راہ میں مراحم ہوتی۔ اسی طرح جب مسجد کا نامہ گلی میں ہو کر آتا۔ ایک دن ایک شخص مجھ سے ملا اور اُس نے کہا کہ تم لوگوں کے ملنے سے تنگ آتے ہو۔ میں نے اُس سے کہا کہ بات تو ہی ہے۔ پھر اُس نے کہا کہ میرا خسر شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر حمدۃ اللہ علیہ سے مرید تھا وہ یہ بیان کرتا تھا کہ شیخ الاسلام دہلی میں تھے جب جمیع کی ناز کو جاتے تو وقت سے قبل جاتے تاکہ راہ میں خلق کی مراحمت کم ہو اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ وہ آتے اور ہاتھ پوستے اور ایک حلقة باندھ لیتے اسی طرح آنا جانا کم ہوتا۔ پھر جب آپ حلقة سے نکلتے تو اور لوگ آجاتے پھر اسی طرح لوگ حلقة باندھ لیتے۔ اسی طرح آپ کو آنا جانا تنگ ہو جاتا۔ ایک دن میرے خسر نے کہا کہ حضرت یہ توحید و ندی نعمت ہے آپ کیوں تنگ ہونے ہیں۔ پھر آپ نے اُسی کے مناسب ایک حکایت بیان کرائی کہ جیکہ سلطان ناصر الدین او جہلم تان کی طرف چلا راہ میں اجو دھن تھا وہ ان قام میں اٹھ کری آپ کی زیارت کو آئے لگے آپ لوگوں کی آمد رفت کے سبب چراغ ہو گئے

تب آپ بالاخانہ پر چاہیئے اور کوچھ کی جانب آتین لٹکادی لوگ آتے تھے اور آتین کو چوم چوم کر چلے جاتے تھے یہاں تک کہ آتین کے مکرے مکرے اڑے گئے۔ پھر آپ مسجد میں آبیٹھے۔

ذکر خواجہ گانحشیت ح کے خرقہ ارادت و تبرک و نیت کا

سیر الاولیا باب ششم صفحہ ۲۷۴ میں تحریر ہے کہ شیخ نصیر الدین چلغ دہلیؒ سے منقول ہو کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الدین محبوب الہیؒ سے مُناکہ بہت سے خرقہ ارادت میں نے اپنے مریدوں کو دیا اگر چار شخصوں کو خرقہ ارادت میں نے عطا کیا اور باقی شخصوں کو خرقہ تبرک دیا۔

اویشن خواجہ ارادت میں ذکر یا حسنۃ الدلیلیہ نے فرمایا کہ اس قدر خرقہ میں نے اپنے مریدوں کو عطا کیا پرانی یا جنہی خرقہ ارادت کے تھے باقی تبرک کا تب حروفت عرض کیا کہ حکمت ان باتوں میں کیا ہے کہ جو زبان مبارک حضرت سلطان المشائخؒ سے برآمد ہوئیں گے اسقدر خرقہ میں نے اپنے مریدوں کو عطا کیا اگر چار شخصوں کو خرقہ ارادت باقی تبرک ہزاروں نبندگان مرید حضرت سلطان المشائخؒ کے ہیں اور جھوٹوں کو بارادت قبول فرمایا اور کارہ و خرقہ عطا کیا اور مرید کیا۔ پس معلوم ہوا کہ مراد ان باتوں سے مریدیقت و مریدیتیقی ہے۔

حوال دیگر۔ باب ششم صفحہ ۲۷۴ میں منقول ہے کہ مولانا ضیاء الدین برلنی اپنے سفر نامہ تحریر فراستے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خدمت عالی میں انت تا پہاشت حاضر ہا۔ اُس وقت بندگان خدا حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خدمت میں

اگر ارادت میں داخل ہوئے یعنی مرید اور اپنے مقصد کو پوچھ ساہی انہاں
 میرے دل میں خیال گزرا کہ مشائخ سلف کے مرید کرنے میں اختیاڑ کرتے تھے گر حضرت
 سلطان المشائخ بکرم و افراکیک کو یعنی عام و خاص کو جو آیا اُسکو مرید کر لیتے ہیں۔
 میرے دل میں آیا کہ اس کا سوال کروں حضرت مکاشوف عالم تھے میرے خطرے
 واقع ہو گئے اور فرمایا کہ توہرا کیک چیز کا سوال کر گریہ نہ دریافت کر کے کس واسطے
 میں ہر ایک کو مرید کر لیتا ہوں۔ میں اس بات کے کاپ اٹھا اور قدم ببارک پر سرکذا
 اور یہ خیال میرا عرصہ سے میرے دل میں تھا۔ اور اس وقت میرے باطن پر مخدوم
 آگاہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہزار نام میں اپنی حکمت ہاگہ سے ایک خاصیت پیدا کرائے
 تاکہ آدمیوں میں اُس زمانہ کے مطابق طریق و رسم و عادت علیحدہ علیحدہ پیدا ہو
 جیسا کہ مزاج و طبیعت آدمیوں کی بالطبع و اخلاق اُس زمانہ والوں سے نہیں پھری
 مگر حال خال آدمیوں میں شاید یہ ہو۔ اور یہ یعنی تجربہ سے ہے اور صل ارادت کی
 کیا ہے کہ مرید یہیں القطاع غیر حق سے پیدا ہوا اور شغل ساختہ اللہ کے ہے جیسا کہ
 سلوک کی کتابوں میں شرح لکھا ہوا ہے۔ اور سلف فارغ جنتک القطاع کلی کو نہ
 دیکھیں گے اُس وقت تک اتنا پناہیت کے واسطے نہیں گے۔ کیونکہ شیخ ابوسعید
 ابوالحیرا کی آیت تھے آیات حق سے تادما شیخ یسف الدین باخزرمی اور زمانہ
 شیخ شہاب الدین سہروردی اور زمانہ شیخ شیوخ العالم فرید الحسن والدین قدس اللہ
 سرہ العزیزہ کہ در باران شاہوں کا کہ بلند درجات و کرامات ان بزرگوں کی شرح
 مستغنى ہے جو مخلوق کا ہونا ہے ہر طائفہ سلوک و امراء و معارف و مشاہیر و دیگر طواف
 آتے ہیں اور اپنے کو خوف آخذ تھے ان عاشقانِ خدا کی پشاہ ہیں دیتے ہیں اُن کو

خرقہ تو بہ و تبرک کا عطا فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص معاملات مجبوبان خدا کو نہیں
 جان سکتے۔ شیخ شیادخ العالم فرید الحنفی والدین قدس سرہ الغزیپی نے ایسے ایسے
 مرید کئے ہیں اُسی طرح سے میں بھی مرید کرتا ہوں۔ اگر محبوب خدائے تعالیٰ تمام جہان کے
 گناہ ہگار دل کو اپنی حمایت میں لے گا تو میں بھی تمام جہان کے گناہ ہگار اگر میرے پاس
 مرید ہونے کو آؤ یہ نگے تو میں بھی اُن کو اپنی حمایت میں لے لوں گا۔ اے درویش ٹیرے
 سوال کا جواب یہی ہے۔ مرید کرنے میں میں احتیاط و لاسا نہیں کرتا۔ اوقل یہ کہ
 کہیں متواتر سنتا ہوں کہ بہت لوگ میرے دروازے میں ارادت کے واسطے
 آتے ہیں اور اپنا ہاتھ معصیت کا میرے ہاتھ پر رکھتے ہیں۔ اور نماز باجماعت پڑھتے ہیں
 اور اذانوں میں مشغول رہتے ہیں اگر میں بھی اقبل شرائطِ حقیقتِ ارادت کی بابت
 اُن لوگوں سے کہوں اور خرقہ تو بہ و تبرک کہ بجائے خرقہ ارادت کے ہے نہ دوں تو کیا ہو کے
 جو کچھ خیال نیک اُن لوگوں کے ذل میں آیا ہے کیا اُس سے بھی وہ محروم رہیں۔
 دوسرے بغیر اسکے کہیں اپنے دل میں خیال کروں کہ التامسی و سیلہ قبول کروں پاکوں شفیع
 دریان میں لاڈیں پہنچوں گردنہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں ایک شیخ کامل و اکمل کی وجہ سے مجاز رکھتا
 اور دیکھتا ہوں کہ مسلمان بعجز و انکسار میں سکینیت میچارگی کے بعد بے میرے پاس آتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ ہمنے تمام گناہوں سے تو بہ کیا تو میرا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ صحیح کہتے ہیں میں
 فوراً اپنا ہاتھ اُنکے ہاتھ میں پتا ہوں اور صادقوں سے سنتا ہوں کہ میرے مرید گینہ گما
 نہیں ہو سکتے۔ اب ناظرین کرام نے خوب بھجو لیا ہو گا کہ حضرت سلطان الاولیاء نے
 جو ہر فرد کو جو بہت بیعت حاضر خدمت ہوتا بلا تفریق مذہب و ملت اور گروہ و قومیت
 داخل مسلمہ فرمائیتے تھے وہ مستور سلف کے عین مطابق اور یہ ای خیال حسنور کا بھی تھا۔

السرار العشقية

فـ

ذكـ

الرشـ ذات الوارثـ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ
الْعَزِيزُ عَلٰی الْعٰزِيزِ

فِي ذِكْرِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ
الْوَالِهُ اَكْبَرُ

تَمَہِیرُ د

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

صاحب کن فکاں کی حمد اور وارث کون و مکان کی نعمت کے بعد بندہ درگاہ لم زیل دشائق
منظار خپی و جلی چکم محمد صفحہ رعلی دارثی کہتا ہے کہ ایک عرصہ سے دلخی میں مرشدی
مولائی حضرت الحاج حافظ سید وارث علی الملقب بہ سلطان الاولیاء
کے بعض رشادات گرامی کی توضیح کا چمال تھا اگرچہ یہ ارادہ میری یہ میرانستی کا الحاظ کرتے
ہوئے بالکل ایسا ہی تھا کہ جیسے قطرہ سمندر کو جذب کرنے کی کوشش کرے یا شمع آفتاب کے
انوار کی وضاحت کے لئے زبان کھوئے۔ لیکن اذبس کہ مرشد کے جذب و سلوک کے نظا
وصصال کے بعد سے آج تک نظروں سے او جھل نہ ہوئے اس لئے دل مضطرب کو اس قت تک
قرار نہ آیا جب تک کچھ صفحات قرطاس بعض اُن تشریفات سے رنگ نہ پایا جو دوسرا ہی تعدد
سوائی کی کتابوں میں نایاب تھیں۔

اور اگرچہ پوچھتے تو یہی خاص وجہ تھی جس نے میرے بطنوں کو اُس وقت تک
افکار و تردودات کا ہنگامہ بنائے رکھا جتنا کہ سکون قلب کے لئے علاج میں نہ شروع

نہیں کر دیا۔ حضرت سلطان الاولیاء شید با صفا حاجی سید وارث علی کی یہ بات عام طور
 مشہور ہے کہ آپ پر اکثر جذب و استغراق کا عالم طاری رہتا تھا اس حقیقت سے کس کو انکا
 ہو سکتا ہے لیکن یہیں سے ایک وہ بات ثابت ہوتی ہے جو میرے نام مقاصد کا اللائے
 یعنی یہ کہ حضرت سلطان الاولیاء کا ہر کلام کچھ خاص حالات کے ماتحت ہوتا تھا اور کچھ خاص
 تصورات کا ایک نہایت بلیغ اشارہ اور بنا یافت سرتیہ راز ہوتا تھا جس تک مخالف کی
 فرم و ادراک کی پرواہ نہیں ہو سکتی کسی ایسے شخص کاں کے ایک جملہ کا مطلب گھسنے کے لئے
 جب تک اُس کی حالات و کیفیات کی روایت نہ کیجائے اور را قبل و ما بعد کے احوال
 افعال کے مطابقت کا لحاظ نہ رکھا جائے اُس قت تک بہت اندیشہ رہتا ہے کہ
 اس پیشوائے راہ طریقت کے جامع الکلام کا مطلب کچھ کا پکھڑہ سمجھ میں آجائے مثلاً کیلئے
 یہیں حضرت کے ایک سرپر شیدہ کو لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری منزل عشق ہو۔ اس میں
 خلافت نہیں آپ یہ جملہ پر حقیقت فرمادیا کرتے تھے۔ لیکن اس ارشادِ گرامی کا دوسرا
 پہلو ملاحظہ کیجئے تو بہت سے واضح طور پر اس امر کا بہوت ملتا ہے کہ آپ نے اپنے قول مبارک
 خلافت خود نظریں پیش فرمائیں۔ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ آپ
 ایام وصال کے قریب خود سید ابوالیم صاحب نواسہ حضرت خادم علی شاہ صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ کو ازام پورے طلب فرمایا اور آپکی طرف سے کچھ اس قسم کے اشارے ذیلیں
 وصال کے بعد جو خاص تصرفات علم و حانی سید محمد ابوالیم صاحب کے شریک حال ہوئے
 اور ہی اس امر کے گواہ ہیں حضرت سلطان الاولیاء نے اپنی حیات ہی میں حضرت پیدا
 محمد ابوالیم کو اپنا جانشین و خلیفہ تجویز فرمایا تھا جنی کہ جماعت وارثی نے تمدن فراشبین
 افکار اُن کو سپرد کیا تو مختلف موافق پارٹیاں اُسی طرح ہو گئیں جس طرح وفاتِ حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت نے زراع و سکار کے سامانوں کے باوجود دیکایک غیر مسلمہ صورت اختیار کر لی تھی پس آپ کے اُس قول اور اُس فعل میں ایک شدید اختلاف پیدا ہے۔ میں نے کوشش کی ہو کہ ان دونوں کو باہم مطابق بنائے کرتے کروں کہ اصل مطلب آپ کے قول مبارک کا کیا تھا۔ حضرت سلطان الاولیا کا ایک دوسرا مبارک ارشاد کہ ذات صفات ہو جاتی ہے۔ اور صفت ذات کس قدر پر چیز و تشریح طلب مسئلہ ہے۔ میں نے اس اجمال کی تفصیل کی بھی کوشش کی ہے جسکے لئے مجھے نور احمد و نور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ باہمی کے جانب مکمل طور پر رجوع کرنا پڑا ہے کیونکہ انھیں دونوں انوار کا باہمی جذب و انجذاب حقیقت نہ کوئی پیدا ہے۔ پرفے محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلات ہی کی روشنی میں ہم حضرت سلطان الاولیا کے ارشاد کو الگ شرح کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کی ابتدائی سطوروں کو میں نے تخلیق نور مجھوںی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے زینت دی ہے۔ اس بیان کے سلسلہ میں نے منازل عشق کی بھی وضاحت کی ہے۔ اس کتاب پر کے ابووارث، کی ترتیب یہ رکھی گئی ہے۔

باب اول میں بیان نور۔ بابت دوم میں منازل عشق۔ بابت سوم ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات۔ بابت چہارم آفرینش و خلافت حضرت آدم علیہ السلام۔ بابت پنجم ظہور سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ بابت ششم سوراخ باب تم خلافت ابو بکر حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ بابت سیم خلافت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہم۔

یہاں پر ایک بہت ضروری امر کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ لفظ خلافت کی تشریح کے
سلسلہ میں خلافت حضرت آدم علیہ السلام و خلافت حضرت ابی کر صدیق رضی اللہ عنہ
تعالیٰ عنہ کے بیان کے موقع پر اور اسی طرح بعض اور مقامات پر میری رفتار میں
طوالت پیدا ہو گئی ہے۔ اُس کی وجہ کیتھی ہوئی کہ لذت یہ بودھ کا یات دراز تر گفتہم۔ اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ اسی سلسلہ میں بعض ضروری امور منکشف و مُہبہن ہوتے چلیں۔

وَمَا تُؤْتَ فِي الْأَكْبَارِ اللَّهُ

باب اول

بیان نور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ول حضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ شمساللہ یارب آئی شیخ حلقہ
الملاک کہ قال خلقہ من نور انسان و خلقہ انسان من نور ذات
میں نے سوال کیا کہ اے پر دگار تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ
فرمایا کہ انسان کے نور سے اور انسان کو اپنی ذات کے نور سے۔ اے عزیز حضرت
سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول مخلق اللہ نوری و روحی
و عقلی و خلقتی انا من نور اللہ و الموصون من نوری و بعض جاء الخلق متنی
وارد ہے۔ اے عزیز اول جو چیز پیدا ہوئی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہی نور اللہ کا ہے اور یہی نور کل کا مصدر ہے کہ لوگا کہ مکا خلقہ اہل فلاح
کنایہ ہے اُسی نور سے کہ پیدا کیا تام موجودات کو تیرے نور سے یعنی اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اگر نہ پیدا کرتا میں تھجھکلو تو یہ موجودات جو تو دیکھتا ہے ہرگز نہ ظہور میں آتے
لوگا کہ مکا خلقہ اکونین یعنی جو کچھ موجود ہے تیرے موجود سے پیدا ہوا۔
وجود سے مراد ذات ہے۔ اور ذات کیا چیز ہے وہی نور یعنی تیرے ہی بہتے
یہ عالم پیدا کیا۔ بلکہ ظہور خدا ہی میری کا تیرے ہی نور سے ہے۔ لوگا کہ مکا ظہور
الرَّوْبِيَّةُ یہ اشارہ ہے اُسی نور سے یعنی تام موجودات لہا کے نور سے

ظاہر ہوئی۔ آے عزیز جو نور احمد تعالیٰ نے ظاہر کیا اور اُس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا بلا یہ معنی اُسکے یہی ہیں۔ اس مقام پر اشارہ مرتبہ حقیقت کا ہے یعنی اپنے نور کو ظاہر کر کے دکھایے گا۔ پس انسان اکمل سے مراد احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جملہ موجودات فرشتہ وغیرہ اُسی انسان اکمل کے نور سے پیدا ہوے جیسا کہ بزرگان نے تفسیر نور محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کی ہے۔ اور جملہ موجودات کی پیدائش نورنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمائی ہے۔ یہ اشانہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف ہو کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے جیب کر کے پکارا ہے۔ اور اُسی محبوب کی شان میں فقط انسان کا ل کا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتہ تیرے نور سے پیدا کیا اور تو کو اپنے نور سے ظاہر کیا فافہھو۔ وَسَّئَلَ اللَّهُ تَعَالَى
جَعَلْتُ لِإِنْسَانَ مُطْبِعَتِي وَجَعَلْتُ سَائِرَ إِلَّا كَوَانَ مُطْبِعَةً لِأُلُوَّ إِنْسَانٍ
اے غوث بزرگ یہیں نے انسان کو اپنا فرمائی بردار پنایا اور باقی کل شیا کو فرمائی
انسان کا کیا۔ انسان امور و محاکوم میر ہے اور کل جہان امور و محاکوم انسان کا ہے۔
انسان ایمیر ہے اور باقی اکوان امور انسان حاکم ہے اور کل جہان محاکوم یہ سان انہیمیں
یہ سان اللہ و لہا انسان ظلل اللہ فال اللہ فی الارض اور نسبت انسان کے اللہ تعالیٰ
فَرَأَاهُو إِنِّي بِجَاءِكُلٍّ فِي الْأَرْضِ خَلِيفٌ فَقُطِّعْتُمْ

نہ موجودے لائک آدم	کہ نور پاک درے بود دغم
اگر این بکتر دانتے عزازیں	ہزار ماں سجدہ آور درے فادم

اے عزیز عالم کبرنی میں حق تعالیٰ اندھا ایک شخص کے ہو اور انسان اندھہ سایہ کے جیسا کہ سایہ کو جنبش دیکون و قیام و قعود بخود نہیں ہے بلکہ حرکت کسی شے کے ایسا ہی

انسان کو بھی حرکت و سکون و قیام و قعود بخیر حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے نہیں ہے۔ کیونکہ انسان شل سایہ کے ہے کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ اور قدرت ظاہری جو انسان میں موجود ہے عطا یہ لبکھ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے۔ **هُوَ الْجَمِيعُ الْقَوْمُ كَانَتْحَرَّهُ**
شَيْءٍ لَا يَأْدُنُ اللَّهُ تَعَالَى جَوَاهِرَهُ اور تحریر ہوا ہے اسکے بھی وہی معنی ہیں۔

چوں تو دانتی کے طلکیستی	فارغ و گرمدی و گزریستی
-------------------------	------------------------

اے عزیز فرمان برداروں سے کہہ دے کہ کسی چیز سے مخالف نہوں۔ جیسا کہ سایہ بہمہ وجہ مطیع دفراں بردار انسان کا ہے۔ اور کسی وجہ سے مخالفت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انسان حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے مخالف نہیں ہو سکتا۔ اے عزیز اب تو دریافت کر کہ راز و خطاب حضرت حق سبحانہ کا ہے۔ یا حضرت محبوب کا کیونکہ تو انسان اکمل ہے (کون انسان اکمل وہی نور جیکو میں نے ظاہر کر کے نام احمد مجتبی و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھا) کہ قیام و قعود و سکون و حرکت تیرا بسبب میرے ہو۔ اس وجہ سے تو مجھ سے کسی وجہ سے مخالفت نہیں کر سکتا۔ نہ گفتار میں نہ کردار میں نہ احوال میں۔ یعنی فرمان ایسا ہے فرمان ایسا ہے اور جس قدر تیرے کام میں سب میرے حکم سے ہیں۔ اسی سبب سے جملہ جہاں واکوں فرمان بردار تیرا ہے۔ اب تو میرے حکم کے سبب سے ہر کام قادر ہے جو چاہے سو کرے۔ اے عزیز کس وجہ سے تو اپنے فعل پر قادر ہو اکہ جو تیرا فعل ہے وہ میرا حکم ہے۔ اسی طریقہ پر کہ مجھ سے میں نے تمام عالم کو پیدا کیا۔ اب جو تمام عالم کا فعل ہے وہ تیرا حکم ہے۔ اسی طرح پر تو میرا محاکوم ہے اور میں تیرا حاکم اور تمام عالم تیرا محاکوم اور تو تمام عالم کا حاکم۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ تیری حکومت تمام عالم پر ہے صحیح ہے۔ مگر کل جہاں کا حاکم میں ہوں اور تمام جہاں تیرا محاکوم ہے۔

ایسا ہی تجھکو میں نے تمام جہاں کا حاکم بنایا اور تمام عالم کو تیرا حکوم کیا۔

يَأَنْوَتْ أَهْمَعْتْ نِعْمَ الظَّالِبُ أَنَا وَنِعْمَ الظَّلُوبُ لِأَنْسَانَ وَنِعْمَ الظَّالِبُ
لِأَنْسَانَ وَنِعْمَ الْمُرْكُوبَةُ سَائِرُ أَهْمَكُوْانَ اے غوث بزرگ کیا اچھا مطلوب
ہوں اپنے مطلوب کا اور کیا اچھا مطلوب جو انسانِ اکمل ہے وہی انسانِ اکمل میرا
مطلوب ہو اور اُسی کا کیا اچھا مرکب تمام مخلوق ہے۔ کیونکہ میں نے احمد مجتبیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا کیا اور میں طالب ہوا اُسی مطلوب کا جسکے
باخششے تمام عالم ظاہر ہوا۔ اسی وجہ سے وہ راکب ہوا اور تمام عالم اُس کا مرکب ہے
اے عزیز کیا اچھا ناز ہے مطلوب کا یعنی انسانِ اکمل کا اور کیا اچھا تازیاں یعنی
ذوق و شوق عاشق کا ہے کہ مجتبیٰ کے ذوق میں تازیاں کرتا ہوا یعنی دوڑتا ہوا۔ کیا
اچھافرمان درمیان طالب و مطلوب کے رکھا کہ نیکو طالب نہم و نیکو مطلوب انسانِ اکمل
اے عزیز دریافت کر کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ صورتِ محمدی و نورِ احمدی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر عاشق نہ تو قویہ فرمان درمیان میں کیوں ہوتا کہ مجھبہ و مجھبتوں کے
اور حکم کیا کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قل ان کو تکریم و تمجیبونَ اللہ فاتیحونی
مجھبیکو اللہ اے عزیزیہ خطاب طرف مجبو بگئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے
محمد میں کیا اچھا طالب ہوں تیرا اور تو کیا اچھا مطلوب ہے میرا۔ اور اے محمد کیا اچھا تو
طالب ہے تابعان اپنے کا کہ جس قدر تیرے تابعان ہیں وہ تیرے مطلوب ہیں۔ بلیت

عاشقان ہر خنپد مشتاقِ جمال دلبخاند	دلبر آن بر عاشقان از عاشقان عاشق تراند
عشق می نازد محبت و حسن می نازد عرشق	آئے آئے زیں دو معنی عاشق یک دیگراند

گر بقت اصل سے ہو اگر تحقیق نظر کرے تو خود عاشق و خود عشوق و خود طالب د

نود مطلوب ہے۔ قول حضرت احمد مجتبی محدث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول مُلَحَّلَقَ اللَّهُ نُورٌ مِّنْ نُورٍ اللَّهُ وَخَلَقَ كُلَّهُمْ مِّنْ نُورٍ مِّنْ نُورٍ۔ اب اقوال حضرت غوث حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی شیخناشد و قول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو گیا کہ اول عشق کامدرسہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی ذات خاص پر قائم کیا (بسبب نورِ محبت) (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) اور اپنے محبوب کے ظاہر کرنے کے واسطے ہیجده ہزار عالم کو پیدا کیا۔ اور اُسی ہیجده ہزار عالم کا حاکم اپنے محبوب کا ہوا اور فرشتوں کو اور موئیتوں کو عطا کیا کہ تم سب میرے محبوب پر درود کیوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ إِنَّمَا يَنْهَا النَّبِيُّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا یہ حکمتیں اللہ تعالیٰ کی اپنے محبوب کے خوش کرنے کے واسطے ہیں تاکہ خوش ہو جائے محبوب میرا مجھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس محبت کو دیکھئے جو محبوب سے تھی کہ انبیاء و مرسیین سے بھی اپنے محبوب کا ذکر کیا کہ میں اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخر زمانہ پیدا کر دے گا اور وہی بنی آخر الزمان ہو گا اور اُسی پربوت ختم کروں گا۔ اور اُس کی امت میں بڑے بڑے صداحین و طلبین و ظاہرین پیدا کر دے گا۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام لے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ مجھکو اُس امت کا بانی کر دے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ بنی اُس امت کا انھیں میں سے ہو گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو اُس بنی کی امت میں کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میں اپنے محبوب کو آخر زمانہ میں پیدا کر دے گا، یعنی وہ بنی آخر زمان ہونگے۔ مگر میں کسی وقت ملا دوں گا تو گوں کو اپنے محبوب سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔

گذے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے ہے پارہ الہم میں وَالَّذِینَ يُوْمَنُونَ بِهَا اُنزَلَ
 الیٰکَ بِعْنَیٰ قرآن وَمَا اُنزَلَ مِنْ قبْلِكَ لیعنی توریت وَخَلِلٍ وَزَبُوراً وَرُکْبَتْ حِزْبٍ
 علیسی و موسیٰ علیہما السلام پنازل کیا انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا ذکر کر دیا
 ایہا الناظرین دیکھتے ریاض الانہار ص ۲۷۸ فایہم ۳۴ کہ ہر ایک کتب و صحائف اسی میں
 محبوب اللہ کا ذکر ہے۔ تاکہ انبیاء مسلمین علیہم السلام بھی میرے حبیب احمد بنتے
 صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات سے آگاہ ہو جائیں۔ کہ یہی حبیب ہیں اللہ تعالیٰ کے
 سابق انبیاء مسلمین بھی اپنے اپنے دلوں میں ذکر حبیب اللہ کرتے ہے۔ بلکہ اپنی
 اپنی امتوں سے کہہ دیا کہ بعد ہمارے نبی آخر الزام پیدا ہوں اور تماوگ موجود ہو تو
 فاضل ہو جانا ان کی امت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء مسلمین کی امتوں میں بھی
 درجہ ولایت عطا کیا اور وہ کاہین و راہب کر کے مشہور تھے۔ اور انکے یہاں بھی
 مسلمین و خلیفہ ہوتے ہیں۔

باب دوم

فصل عشق

یا ایہا الناظرین ان جامع البکلم کے واسطے فہم و ادراک باطنی و ظاہری کا کام ہے کیونکہ
 طالب دنیا ہمیشہ اپنی طلب میں مشغول ہے۔ اور طالب عقبی ہمیشہ بہشت کی طلب
 مشغول ہے لبیک خوف دوزخ کے۔

اہ اب طالب مولا یے جب نزل عشق میں قدم رکھا تو یہ خیال ہوا کہ مقام عشق

بیغیر بخ کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور یہ بھی خیال کیا کہ وعدہ کیا تھا کہ مضبوط کمر
ہمت کسکر اس راہ میں قدم رکھو جیسا کہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیت

مقام عیش میسر نہی شود بے سخ | بملے بحکم بلا بستہ اندر روزالت

ترجمہ مقام عیش بغیر تکلیف کے حاصل نہیں ہوتا (وعدہ) بلی کو بلا کے حکم سے روزات
میں محکم کیا تھا۔ بلی سے مراد قالوا بلی روزالت یعنی روزِ میثاق۔ خواجہ صاحب مجتبی ہیں
کہ مقام عیش یعنی وصال محبوب تا مقامِ عشق سوارے تکالیف اور مصائب کے حاصل
نہیں، ہو سکتا۔ کیونکہ جس روز عشق کی ابتداء ہوئی اور وعدہ عشق کو بلا سے مضبوط کیا
یعنی عشق کا معابرہ جو ایکاب الاست بحکم سے ہوا قبول قالوا بلی سے مکمل ہوا گویا
بلا عشق کی روزانہ سے لگی ہوئی ہے تو اس وجہ سے طالب مولا ہر وقت وہ ساعت
وہ دوامِ احکام الہیہ و احکامِ محمدیہ میں مشغول نہ تن کی فکر و نہ جان جانے کی پرواہ بخیر کم
محبوب اللہ کے ذکر و فکر کے اور دوسرا مطلب نہیں۔ اور وہ یہ چاہتا ہے کہ
جس طریقے سے محبوب اللہ کو دیکھ کے اُسی میں غلطان و پیچان رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے
آرام کے چند لمحوں کو بھی مصائب و تکالیف کے طویل گھنٹوں سے بدل دینا اچھا
سمجھتا ہے کہ شاید یہی تقرب محبوب کا سبب ہو اور تا م احکام شریعت طاہری اور جانی کو
وسیلہ تقرب سمجھ کر شب و روز نہ تن اُن کی تکمیل بلکہ تا م تکمیل میں سرگرم رہتا
بحال مدعا یہی ہوتا ہے کہ جس طریقے سے اپنے محبوب کو یقینی ات محبوب دیکھ سکوں دیکھ لوں یہ کہتا ہے

نذرِ مذوقِ رندی نے خیال پاک دامن | مرادِ یوامِ خود کن پھر نگے کہ میس دان

او کبھی یہ کہتا ہو۔ بیت لے نام تو راحت زبانم وانداز تو پشت کر دامن جیسا کہ اللہ تعالیٰ
فراتا ہے اللَّذِينَ أَصْنَوُا وَنَطَّئُنَ قلوبَهُمْ بِهِمْ يَذْكُرُ اللَّهُ طَاكَارِيَنَ كَرِيمَنَ القلوبَ سَرِّجَبَهُ

گریسر من تو تین رانی | جزا م قبور زبان نام | لے نام تمام شفا امراض | و ملتو ام حصولاً عزیز
 آیہ کریمہ مفسرین نے تفسیر آیہ کی اس طرح پر کی ہے کہ جب عاشق معشوق کے ذکر کا مشتاق ہو تو حق و
 بھی بقتضائے لطف ذکر کا مشتاق ہو۔ پھر جب بھروسہ میں زیادہ پریشان
 ہوتا ہے تو کہتا ہے۔ **بلیت**

سحر گر آتش در دل نہ وزو	اگر من دم زخم جانم بسو زد
وہ عاشق سر طرح آہ و فغاں کرتا ہے گروہی آواز سنتا ہے کہ لرنٹان اُسوق قت عاشق کہتا ہو	نولی سلطان ملک چون من بیچارہ درویشم
بچیرت دگر نہ بونصیبی جان بے خویش	

اور پھر یہ کہتا ہے **بلیت**

عمرے کہ بے تو می رودا ز مرگ بدترست	روزے کہ بے تو میگز دروز محشرست
اوہ عاشق شب و روزا سیطرا نفکرو تجیر میں اس آیہ کریمہ کا خال کر کے دوبارہ تاہے جیسا کہ	
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان فی ذلیل کرہ لایت القوم یتھر کروں اسی طرح محبوب اللہ تعالیٰ	
فراتا ہے تقدیر ساعۃ خیر میں عبادۃ بتیں سنت عاشق کی سمجھ میں آیا کہ نفکر موجب ہے	
لہان التقدیر فی الحبوب بیو حب القرب لا الیہ جیسا کہ بعض عارفین نے فرمایا ہو التقدیر	
یَصْحَبُ الْحَبَبُ إِلَى الْحَبَبِ بُیْعَنی فکر محبوب قربت کر دیتی ہے محب کو محبوب ہے۔ اب وہ	
عاشق یہ کہنے لگا۔ بلیت	

خواہم جز تو یک ساعت نفکر دروگ کرنا	کہ درہ رو جان جان نہ ارم جز تولد داری
------------------------------------	---------------------------------------

فَأَنَّا لِفَوَادِ لِفُواظِ خواجہ ملک چشت میں تحریر ہے کہ جب حضرت مسیح پر تحلی کی گئی احمد وہ
 برداشت نہ کر سکے تو فرمان آیا کہ موسیٰ ایک درہ بر ابر تحلی کی تم برداشت نہ کر سکے اور یہ شے
 ہو گئے اور ہمارا مترینے ظاہر کر دیا اور آخر زمانہ میں ست محدثین میں میسے بنے ایسے ہو گئے
 کہ دن میں ہزار ہزار بار نور کی تحلی اُنکے دلوں پر کروں گا اور وہ ذرہ برابر بھی تجاوز نہ کر سکے اور نہ اد
 رفتہ ہو گئے بلکہ فریاد کر سکے اذان مشتاق ای انجیب اور حب وہ عاشق فریبہ مشاہدہ پر پوچھا

چیزی کہ دن عاریین اکابر طلاقیت نے فرمایا ہو شوق لِلشَّاهِدَةِ الْفَالِ اَشَدُ مِنْ شُوقِ الْعَبْدِ فی
الْعَرْضِ بِهِتَّ ایعنی شوق مشاہدہ کا زیادہ سخت ہو اس شوق سے جو بندہ کا ہو غافل ہجتے پڑھیں
العاشقین صورہ ا۔ اور جب عاشق مشاہدہ میں غائب ہو جاتا ہے تو یہ کہتا ہے ابیاں

در دل ہو در جاں ہو گفرم ہوا بیان ہو	در دم ہو در میں ہو پیدا ہو نہستان ہو
چشم ہو گوشم ہو جسم ہو جسا نہ ہو	در رہ ہو در خانہ ام نون ہو ہدم ہم ہو
تب عاشق کی یہیئت ہو جاتی ہے کہتُ لَهُ سَمْعًا وَ بَصَرًا وَ يَدًا وَ لِسَانًا	
اور عاشق جب مقام ہو پہنچا تو کہتا ہے بلیت	

کان غم و محنت و بلاشد	ہر دل کہ عشق بتلاshed
قدے کہ ز عاشق دو ماشد	ممکن نہ بود کہ راست گرد
کو باغم عشق آشنا شد	بیگانہ شدا زنشاط ہر دل

جب درجہ صبر پہنچا تو اس کی یہیئت ہوئی کہ بلاں کو اپنی جان فروخت کر کے خرید کیا اور صبر کے مقام میں پیغیرہ - ابیاں

عشاق از دودیدہ کشتابلائے ما	سریت در حروف محبت بائے ما
گہر تبغیجین زندگی رلائے ما	گہر زہر انصیبہ حلق حسن کنسیم
کس را چراو چوں نہ رسید قضاۓ ما	پاپوریم دشمن فاما کشیم دوت
یہی کشیم دم نہ زند در بلائے ما	آره بتارک ذکر یا فروکشیم

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا أَحَبَّ اللَّهَ عَبْدًا لَا يَتَلَاهُ وَقَاتَ صَبَرًا لِجَهَنَّمَةَ وَقَاتَ الصَّابَرُ
بِرَّ مِنْ أَسْكَرَ الْمَجَدَاتِ وَلَكَنْ مِنْ كَنْوَرَ الْهُوَى اب اس مقام پر عاشق کہتا ہے - بلیت

جز صبر دل از تو هست و گریست	گر صبر دل از تو هست و نیست
اکنوں چو بسوخت بخطرنیست	پروانہ شمع بخطرس بود

جب عاشق مقام تضرع میں ہوئے اب اس مقام پر مراد بالاشق فراخ ہے یعنی مقام شیخ
میں۔ نہ انہوں میں نہ پیروں میں قوت ہو کہ گاٹستان قدرت میں جا کر تلاش سیر
کی کرے اور نہ جسم میں قوت ہے آواز کی اور نہ روح کو قوت ہو پر واذ کی جیسا کہ کہ پہلا
قول ہے۔

پھول نیست دست زور م بازو طاقم اینک رہ تضرع وزاری گفتہ م

اور جب عاشق مرتبہ رضا و سلیم میں ہوئے اس مقام پر جو کچھ محبوب کی طرف سے اور
راضی اور جو محبوب کے تسلیم ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے وَمَنْ شُرُطَ الْأَصْنَاعَ
أَنْ يَكُونَ الْعَدْلَ بَيْنَ يَدَيِّ مَوْلَاهُ كَمَيْتَ يَدَيِّ الْغَاسِلِ يَقْلِبَهُ كَمَفَّ
یَشَاءُ جیسا کہ قول حضرت شیخ الاسلام نظام الدین الاولیا کا ہے۔ پلیٹ

کشتگان خبر تسلیم را ہر زماں از غیبت حاضر فیگراست

اور عاشق جب منزل عشق پر ہوئے تو اس کی یکیفیت ہو جاتی ہے۔ پلیٹ

بر آر شربت ز هر زمین دهی بیشل ز عشق نعره هل من فرزید بخشند

حضرت پیدا صیر الدین چراغ دری ہرمی فرماید جو ان مجدد السیر و میراست درین مقام کر بازاں
از ان امرے تقریر کنم و آں آلت کہ وصال محبوب حقیقی محال نہ و ملاقات ذاتی
محال۔ ذاتی محال را اس مقام پر حضرت سلطان الاولیا کا قول یاد آیا کہ صفت
ذات ہو جاتی ہے) اینجا در دلیت بے درمان و پر شیانی بے سامان ہے۔ پلیٹ

از آر شیش عشق در گذارم آه کارم چوبیں رسید انا لله

عاشق بر تبرہ فارس د واد فتا نیز فانی گرد و درین فنا بقاء ابدی و حیات ابدی
و حیات سرہی یا بدراز صحائف السلوك۔

بیان سٹ سوم

ذات صفات و صفات ذات ہو جاتی ہی

اگر حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ منزل عشق میں ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات اور قول حضرت سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو
 اَوْلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورٌ وَمِنْ نُورِ اللَّهِ وَخَلَقَ الْكَفَرُ مِنْ نُورٍ يُعْنِي جو چیز نے
 اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بنایا وہ میرا نور ہے یعنی پس ہوں اور میرا نور اللہ تعالیٰ کے
 نور سے تھا۔ اور میرے نور سے کل مخلوق کو پیدا کیا جو کہ ہیجده ہزار عالم ہے۔ اب
 اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ذات تھی یعنی نور اور کچھ نہ تھا۔ اور اُسی ت
 کی صفات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہوئے۔ اور حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یعنی صفات صفات باری تعالیٰ سے ہیجده ہزار
 عالم بنایا گیا اور ہیجده ہزار عالم اب ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات
 ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میوئے
 تواب وہی ذات باری تعالیٰ کی صفات ہوئے پر حضرت سلطان الاولیا کا قول جو
 اور گذر چکا ہے تصدیق ہو گیا۔ کہ ذات اللہ تعالیٰ کی اسی طرح صفات ہوئی اور
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب منزل عشق میں قدم رکھا
 اور اپنے اصل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور صفات باری تعالیٰ کو ذات باری تعالیٰ میں
 فنا کر دیا تو صفت ذات ہو گئی۔ جیسا کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ الرحمۃ

درست کتب خود صاحب الف السلوک حدایه نوشته است جوان مردان از قرآن بشنو ایت تصریف
 اللہ یعنی نصرا کم محقق است که باری عز اسمہ اذ استنصر بالغیر نشرا است و ما النصر
 لِلّٰهِ مَنْ عِنْدِهِ الْقُوَّٰتُ اما چون رسول از کوت بشریت بیرون آمده بود و محو گشته هر زینه او
 ایں شده بود و ایں او خود را در محل او یاد کرد یعنی نه اوست که همه تم بلیت

انجمنیت است لے دوست	ور عالم اذ وی نہ باشد
---------------------	-----------------------

گوش دار که چہ گفتہ است من تأثی فقد رأی اللہ قرآن بدین گواہی داد که من
 یُطِّعِمُ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَإِنِّي كُثْدَاهُ تَرَازِ قرآن بشنوانَ الْكَنْيَّا
 يَبَرِّي بَعْوَذَكَ إِنَّمَا يَبَرِّي بَعْوَذَ اللَّهَ وَرِبِّيَّاً چه اسرار هست که ایں آیت صحرا نهاده است
 اسی طرح عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا
 وہ اپنی اصل کی طرف متوجہ ہوا اور صفات باری تعالیٰ پر عاشق ہو کر نزاروں بلا یں
 ہو کہ محبوب کی تلاش میں مجانب محبوب ببیب عالم ناسوت جو کہ جبابات ناسوتی
 عاشق پر حائل ہیں آتے ہیں۔ عاشق صبر کے درجہ میں پہنچ کر برداشت کرتا ہے
 اور صفت محمد پیر کوفناکر کے ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا جو کہ
 صفت باری تعالیٰ کی تھی اور جب صفات باری تعالیٰ سے آگے بڑھا تو اس مقام پر
 پہنچا۔ بلیت

بَرَادَانَ سَرَدَ آنْجَا پَاكَالَ اسْتَ	لَنْظَرَ دَرَوْسَے دَرِينَ خَوْدَ مَحَالَ اسْتَ
---	---

اُس وقت عاشق یہ کہتا ہے۔ بلیت

ہر پند می دارم نہاں درستینہ ستر تو جاں
 لیکن ہمیں گرد دعیاں از چشم واژ رخسارہ ام

سین طرح درجات ملے کرتا ہوا ذات باری تعالیٰ کو حاصل کیا تو عاشق و معشوق و مُحِبٌ
و عاشق ایک ہو گئے۔ جیسا کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں
زبانے ہیں ان عرضَ مَنْ تَوَلَّ عَنِ ذِكْرِنَا۔ کیا یہ آیت واصلوں کی شان میں ہے یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آدمی ذکر سے گذرا اور ذکر پر پوچھا تکلو اُس سے کوئی
غرض نہیں۔

باب پنجم

حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش و خلافت

جب اللہ تعالیٰ کو حضرت احمد مجتبیؒ احمد مصطفیؒ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرنا عالم نا سوت
میں منتظر ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام کا كالبد یعنی پلا بنایا اور ان کی پیشانی میں
نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ یہ وہی نور تھا کہ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے احمد مجتبیؒ
صلی اللہ علیہ وسلم رکھا تھا۔ اور احوالوں کے جانب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے احمد مجتبیؒ
ایا ہوں میں رب تھا را۔ ارواحوں نے کہا۔ بَلَّا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی
خوشحالی سے اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا تھا کہ رو جیں وجد میں اکر قص کرنی تھیں
اور کہتی جاتی تھیں۔ بَلَّا۔ بَلَّا۔ بعد اس کے احوالوں کو حکم دیا کہ
اُس بُجُود وَا یعنی سجدہ کرو تم حضرت آدم علیہ السلام کا۔ ارواحوں نے حضرت آدم کے
جانب نظر ڈالی تو وہی نور جس نے اس کو فرمایا تھا حضرت آدم علیہ السلام کی
پیشانی نورانی میں موجود ہے دیکھ کر اور تمیل حکم کا خیال کر کے اور یہ کہتے ہوئے
بَلَّا۔ بَلَّا سجدہ کرنے لگیں اور سجدہ میں کہتی تھیں سُبْحَانَ رَبِّنَا لَا كَعْدَ لَهُ سُبْحَانَ

درجہ اعلیٰ میں رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی رو جیں جنْ امَنَ بِإِلَهٍ كَمَا
 درجہ اعلیٰ میں رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی رو جیں جنْ امَنَ بِإِلَهٍ كَمَا
 داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے خلوص دل سے انہوں نے
 قبول دین اسلام کیا۔ اور جن ارواحوں نے بسحدہ غیر تصدیقی و عشقی کیا اُن کو دوسرے
 مقام میں رکھا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے سکوئُ ٹھایا حکم ہوا بجا وہ اس کو برشیں
 تو جب حضرت آدم علیہ السلام نے بہشت میں آنکھ کھوئی تو جمال عشق ہی پر نظر پڑی
 یہ وہ جمال عشق ہے کہ جپر قبیلہ فاشق ہوا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ
 السلام کی بائیں سپلی سے حضرت حَوَّا علیہ السلام کو پیدا کیا یہ دونوں بہشت میں لے
 گر اُس جمال عشق کا خیال دل میں رہا۔ کیونکہ عشق کی بدب کی تکرار بہشت میں موجود
 نہیں سکتی تھی۔ اس کے لئے تو خرابہ دنیا ہی ہے قول اَنَّ أَشَدَّ الْبَلَاءِ فِي
 الْأَرْضِ إِيمَانًا وَأَشَدَّ مِنْهَا فِي الْأَكْبَارِ (ایسا ہی قران پاک سے ثابت ہوتا ہے دیکھئے یہ آیہ
 کریمہ وَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّكَ وَزْوَجُكَ الْمُجْنَّةُ وَكُلَا مِنْ هَارَعَنَدَ أَحَدَثَ
 شَيْئًا مَا وَكَأَنْقَرَ بَاهْذِلَّ الشَّجَرَةَ فَتَكُونُ تَأْمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ ترجمہ۔ اور کہا ہے
 اے آدم قیام کرو تم اور تمہاری بیوی جنت میں چین سے جہاں چاہو اور تم دونوں
 اس درخت کے قریب نہ ہونا تاکہ ظلم کرنے والوں میں سے تم دونوں ہو جاؤ۔ اخراج کا ر
 اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ کروں۔
 خلیفہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی پس غیبت اُس کا قائم مقام ہو۔ یا نائب ہو۔ بن
 عدم حضور مقصود ہے۔ یا ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اصل کے کوئی دوسرا نائب ہو
 مراد اُس سے جس سے یہ خلیفہ پیدا کیا جائے والا تھا یا اللہ ہے کہ ارشاد فرمایا ہے

کہ ہم اپنا خلیفہ زین میں بنایا چاہتے ہیں اور تا خلیفہ کی مبالغہ کی غرض سے ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ہر انسان کامل خلیفہ ہے کہ ظہور اسماء الہتیۃ کا مجتمع اُس سے ہوتا ہے اور اس انسان کامل کے فرد اعلیٰ نظر ا تم کہتے ہیں جو ہمارے بھی صلے اللہ علیہ وسلم میں یہی صلی خلیفہ و فرد کامل ہیں جو منصب رسالت پر فائز ہوئے ہیں۔ ان کی تبعیت میں کل بھی با خصوص آدم علیہ السلام و داؤد علیہ السلام ہیں۔ اور اسی طرح خلیفہ قطب ثقت ہوتا ہے جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربہ نبوت پر فائز نہیں ہوتا ہے وہی خلیفہ اللہ ہوتا ہے۔ مگر بواسطہ اس کے کہ خلیفۃ الرسول ہوتا ہے تو مراد اس سے خبیر خلیفہ ہے۔ (الاطاف الرحمن بفسیر القرآن ص ۷) تو حضرت آدم علیہ السلام ریغتاب نازل فرمایا۔ سبب اس عتاب کے حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے (وہاں اللہ تعالیٰ کا نشایہ تھا کہ اپنے حبیب محب و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ناسوت میں انہیا کروں صرف اس عتاب کا حبیب تھا۔) اب حضرت آدم علیہ السلام سبب خلاف تعمیل حکم خدا کے بہشت سے نکال کر سلانیہ پر فٹ لئے اور حضرت حوا علیہما السلام جبde ہیں اُنہاری گئیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرمائے ہے فَأَزَّلْهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهُمَا فَأَخْرَجَهُمَا حَمَّا كَانَا فِيهِمُ وَجَ وَقُلْنَا أَهْبِطُوا بِعِضْنَكُمْ عَدْوَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقْرِئِينَ مَتَاعُ إِلَى حَيْثُنَ ۝ یعنی پھر و مگلا دیا اُن دلوں کو شیطان نے سبب اس درخت کے تبا نکلوا دیا اُن دلوں کو جیسیں وہ تھے اور کہا ہے اور تو حالانکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تھا لے لئے میں ایک درست تک ٹھکانا و سامان ہے۔ اور تین سو بر سو تک حضرت آدم علیہ السلام روایا کئے (جس کا ذکر کتابوں میں جو ہے)

جب بوسیلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا یکجا ہوئے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے فَتَلَقَّ أَدْمَنْ رَبِّهِ كَلِمَتَ فَتَابَ عَلَيْهِ طَرَانَةً هُوَ الْوَارِثُ الرَّحِيمُ) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اُنکے پر درگار کی جانب سے چند کلام بتیجئے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کی۔ یقیناً وہی اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے) اُس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ تین سو برس میں اُنپر مقصود کو پہنچے۔ تو اپنے فرمایا میں تین سو برس بالائیں بتلا رہا مجھے میری مراد اُس قوت حاصل تھی کہ جور بخ والم و صدمہ جی پر گذرا تا تھا ہر ایک کی عرض ایک ایک راز ستر کی کشائیں ہوتی تھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

ظہور حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت آدم و حضرت حوا یکجا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو منتظر ہوا کہ مخاوق یہید چند ولادیں پیدا ہوئیں (کہ جسکا ذکر قصص الانبیاء میں موجود ہے) اس کے بعد نور احمد مجتبی نے صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت آدم علیہ السلام میں موجود تھا وہ نور حضرت حوا علیہ السلام کو تفہیض ہوا اُس وقت حضرت شیعث علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیعث علیہ السلام کو اپنا ولیعہد کر دیا۔ بعد اسکے درجہ بدرجہ وہی نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شغل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں آیا پھر حضرت اعمیل علیہ السلام میں آیا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ

تسلیل ہوتا ہوا حضرت عبد المطلب میں آیا پھر حضرت عبداللہ بن عاصی حضرت عبداللہ بن عاصی
 حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما میں آکر حضرت احمد مجتبیے محمد صنفی صلی اللہ علیہ وسلم
 پیدا ہوئے کہ تمام جہان آپ کے نور سے روشن ہو گیا۔ جب آپکی عمر شریف سب باغت کو
 پہنچی آپ کو اپنی صلی کی خواہش ہوئی تو آپ ہر وقت دریائے فکر میں غرق رہتے
 اور غار حرا و صحرا میں عبادت باری تعالیٰ میں مشغول رہتے۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام
 پھر رب جلیل زین پر شریف لائے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جو اُمیٰل یعنی ان پڑھ تھے آپ کو علم لدنی عطا فرمایا گو کہ بطورِ اول ہی سے صاف تھا
 مگر بسب عالم ناسوتی چهار عنصر کے پوچھا بات بطورِ پر قائم تھے علیحدہ کر دیا۔
 اور کل علم جس قدر عالم ناسوت میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا جسم باری تعالیٰ شب پر
 حادی کر دیا۔ آسمان و زمین میں کوئی حجاب باقی نہ رہا اور دھی اتنی آپ پر حضرت
 جبریل علیہ السلام لاتے ہے جیسا کہ آپ کے نور کو حجاب جلال و عظمت میں رکھا
 اُس وقت بھی آپ پیغم و تبلیل میں مشغول تھے مگر اُس وقت پھر آپ اپنے صلی کی
 خرض فکر میں تھے کہ ایسا سیری صلی کیا ہے اور میں کیا ہوں۔

باقہ ششم

معراج

اب اُدھر آتش عشق و اجر کی بھٹکی اُدھر اُنہوں نے کون خواہش و صلی کی ہوئی تو معراج
 یعنی وصل کا دن و قاتم خ مقرر فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ یہی

جیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ و صلن سنا اور بہت ہی ادب سے آپ کو جگا وہ
اور پرائیں صیار نقار پر سوار کر کے مجھ تک پہنچا۔ (ناظرین یہ دہی دن و تاریخ ہے
کہ جب انبیاء مسلمین علیہم السلام نے استبداع کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ
ایک دن اپنے جیب کو تم سے ملا دوں گا۔) اور اُس وقت جو سان انہر تعالیٰ نے
آسمان پر کیا تھا۔ اور انبیاء مسلمین علیہم السلام واللہ کم مقربین و حور عین و غلامان کا پرا
ہرمت جما ہوا تھا (ناظرین اس کا ذکر معراج نامہ میں دیکھ لیں) القصہ اُسی شب کو
عاشق و معشوق یعنی ذات و صفات ایک ہو گئے۔ اور جیبات جلال و عظمت و
دیوار عنصری کے اٹھ گئے۔ اور صفات باری تعالیٰ جو تھی فنا ہو کر ذات ہی ذات
باقی رہی۔ جسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بارہ میں فرمایا ہے۔ مَا رَأَيْتَ إِذْ رَحِيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيْمٌ یعنی تو نے نہیں چلا یا بلکہ
خدائے ہی چلا یا جبکہ تو یہ چلا یا۔ جیسا کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ الرحمہ
می فرمایہ حضرت نبوود را ہر سہ مقام نظر اتحاد بود وجود ہاں یک وجود نظر ہاں
یک نظر ذریں فتاویٰ محوالہ تماں نمود گفت رَبِّ اجْعَلْنِی نُورًا پس محسوسہ دو
محض نور گشت قرآن ازاں خبر داد قد جھاء کو مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَّ كِتَابٌ مِّبِينٌ
اینجا است کہ سایہ اور زمین نیقتا دے تھوڑا دی کہ نور را سایہ نبود جو اندر اخذ
نور قرآن نور۔ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہاں یک نور انا نُورُ السَّمَاوَاتِ
وَ الْأَرْضِ اینجا عاشق و معشوق یکے بود و عاقل و معقول یکے بود و لیس فالوجود
اَللَّهُ تَعَالَى فَرَمَيْدَةَ مِلْكَتْ

	گفتہ کمپسیہی تو یا پیسہ	
لقتا کرد و می زراہ بگیسہ		

چون نیک بیدم ان نکبود ادومن ہر سے او بود۔ صحائف السلوک صندھ
 اب جو نظم باری تعالیٰ کا دنوں جہاں میں تمہاد ہی نظم حکم باری تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور حکم اللہ تعالیٰ کے احکام قدرت کا مرحضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم کے ناسوت میں جاری ہوئی اور تاقیامت الحکم
 الپیہ واحکام محمدیہ کے جاری رہنگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے محبوب کی
 امت میں بڑے بڑے صاحبین و طیبین و طاہرین واولیار اللہ و عاشق ذات اللہ
 و صفات اللہ پیدا کروں گا۔ کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَنْ أُولِيَّ عَابِدُ اللَّهِ
 لَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْرُجُونَ وَكَيْمَةُ رَجُلٍ فَصُوْلَ حَكْمٍ مُطْبَعٍ مُجْتَبَانِ لَكَمْ فَرَفَعْتُ
 حقیقت محمدیہ کی خلافت کے پیان میں اور اس میں کہ حقیقت محمدیہ ہی قطب الاقوام ہے
 واقعہ خلافت و قطبیت ولایت صفحہ ۲۷ تا ۳۰ درج ہے۔ مگر میں نے مختصرًا
 صفحہ ۲۷ تا ۳۰ پیش ناظرین کیا ہیں وہ قطب جسپر احکام عالم کا دار مدار ہے اور
 اذل سے ابد تک دائرہ وجود کا مرکز ہے وہ ایک ہی ہے اور وہ حقیقت محمدیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور باعتبار کثرت کے حکم کے وہ متعدد ہے اور بہوت کیقطعے
 پیش کیجی مرتباً قطبیت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے حضرت ابراهیم خلیل اللہ تھے اور کبھی
 کوئی چھپا ہوا اولی ہوتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت خضر
 تھے جب تک موسیٰ علیہ السلام اس خلعت قطبیت سے مشرف نہیں ہوتے تھے اور
 بہوت تشریح کے منقطع ہونے اور دائرة بہوت کے پورا ہونے اور باطن سے
 ظاہر کریٹن ولایت کے منتقل ہونے کے وقت قطبیت مظلوم اولیاً وں کی طرف
 منتقل ہو گئی۔ اب اس مرتبہ میں اُن لوگوں سے ایک شخص ہمیشہ اُس کی جگہ بیٹا کا

تاکہ یہ ترتیب اور یہ انتظام اُسکے سبب ہے باقی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلِكُلٌ قَوْمٌ
 هَادِهِرِ قَوْمٌ کا ایک ہادی اور نہبر ہے۔ وَلَمْ يَنْعَمْ لَا كَانَ لَا خَلَّا فِيهَا نَذِيرٌ هُرِّقَوْمٌ
 یا ہر زمانے میں ایک ڈر لئے والا گزر چکا ہے۔) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بارہ میں ارشاد ہوا۔ اِنْ أَنْتَ لَا كَانَ نَذِيرٌ (تو ڈر لئے والا ہے) اور یہ حکم اُس وقت
 تک ہے جب تک کہ خاتم الادیا کا ظہور نہوا اور وہ مطلقاً ولایت کا خاتم ہو گا۔ اور جب
 یہ دائرہ بھی پورا ہو چکے گا تو ستم باطن کی اقتضائے قیامت کا برپا ہونا ضرور ہو گا
 اور بجٹا ہر و باطن سے متولد ہے وہی دونوں کے درمیان میں حد فاصل ہے اور اس
 جو معنی ہے صورت ہو جائیگی اور جو صورت ہو وہ معنی ہو جائیگا۔ یعنی جو چیز باطن میں
 نفس کی صورتوں سے مخفی ہے تو وہ اپنی صورتوں پر بجٹا ہر ہو جائیگا اور وہ صورتیں
 بچھ پ جائیں گی جیسیں حقیقی امور مترتب ہیں۔ پھر جنت و نار اور حشر و نشر کی صورتیں دی
 ایشیگی جیسا کہ انہیاً علیہم السلام نے ہم لوگوں کو اُس سے خبر دی ہے۔ اگر نظر غور و خوش
 دیکھا جائے زمانہ رسول اللہ سے تا ایندم امیر محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس قدر
 ولی اللہ و عاشق ذات اللہ و صفات اللہ پیدا ہوئے کہ جسکا زمانہ آج تیرہ سو سو
 سال کا ہوا ہے اور خلافت و قطبیت درجہ ولایت آج تک قائم ہے اور یہ خلا
 و قطبیت قیامت تک قائم رہیں گی۔ اور خاتم الادیا پر ختم ہو گی جیسا کہ حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوئی۔ اب اگر کوئی چاہے کہ اس خلافت کو
 دلائل عقلی یا اغلوسفیانہ دلائل یا کسی ثبوت نہیں یا تحریری خلاف صنابط سے مٹا د
 نہیں سکتا بیس وجوہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِلَيْكُمْ أَنْهَاكُمْ لَكُمْ دِيْنُكُمْ
 وَأَنَّمَّا مُنْهَىكُمْ مُنْعَمٌ لَّتُؤْمِنُوا بِمَا لَمْ يُرَأِنُوا

کامل کر دیا۔ جو درجہ ولایت کا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ علیہ
عطافر میا۔ اور اسی درجہ ولایت کو حضرت علی کرم اللہ علیہ نے حضرت امام حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ کو علم و حانی سے عطا فرمایا کہ سلسلہ پشتیوں آپ ہی سے جاری
حدیقۃ الاولیاء صفحہ ۳۴۔ اور خاندان خشتیوں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیشانیہ سے
مشہور ہے۔ مگر ابتداء س کی حضرت امام الاولیاء علی بن موسی رضا علیہ السلام سے
جو آٹھویں امام ہیں۔ حدیقۃ الاولیاء ص ۲۔ اور خاندان سہروردیہ حضرت سید الطالعہ
جنید بغدادی سے جاری ہوا جسے فیض حضرت مشاہد دنیوری نے پایا۔ حدیقۃ الاولیاء
اور خاندان نقشبندیہ کے اول امام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور اُن سے
حضرت مسلم فارسی نے پایا۔ اور ان سے حضرت قاسم خلف حضرت ابو بکر نے پایا
اور ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور ان سے حضرت بازیر یہ بیطامی نے
پایا۔ اسی طرح درجہ بدروجہ حضرت باقی باشہد ہموں نے حاصل کیا۔ حدیقۃ الاولیاء ص ۲۵۔
اب اُسی خلافت بیوت یعنی خلافت راشدہ کہ جسکو خلافت کبریٰ کہتے ہیں اسی کی نسبت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت راشدہ تین سال جھنا
یک ریلی۔ بعد اسکے بادشاہت ہو چاہیگی۔ اور تمہارے باب مناقب قریش و ذکر القیائل
ص ۲۷ جلد چارم مشکات میں آیا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ خلافت بعد میرے
تیس برس ریلی پھر ہو گی بادشاہت نظم کی۔ اور تفاق رکھتے ہیں علماء اسپر کہ بعد
تیس سال خلفا نہیں ہیں بلکہ بادشاہ اور امراہیں۔ اور وہ خلافت کہ فرمایا ہے حضرت
تمام ہونا اُس کا تیس برس میں وہ خلافت کبریٰ ہے جس کو خلافت بیوت کہتے ہیں
مناقب قریش جلد چارم مشکوٰۃ مظاہر الحق ص ۲۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسی خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و عن عائشہ قالت فَالْمُوْلَوْهُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی مَرْضِنَهُ اَدْعَیْنَیْ ابَا بَکْرٍ ابَا لَهٗ وَأَخَالَكَ حَتَّیْ الْكِتْبَ
يَكْتَابَنَا فَإِنِّی أَخَافَ أَنْ يَمْهِنَنِی وَيَقُولُ قَاتِلُ اَنَّا کَلَّا يَابِی اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ
کَلَّا اَبَابَ تَسْکِیرٍ وَرَاهِنْمَیْ عِنْ مُسْلِمٍ شَرِیْفٍ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ جناب مسروغ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مرض الموت میں کہ بلاسیکے پاس
پہنچے اپ اور بھائی عبد الرحمن کو تاکہ حکم کر دیں میں سند خلافت کے لکھنے کا۔ اس نے
ذرتا ہوں شاید کہ کوئی ارادہ کرے خلافت کا بعد میرے بوجہ نہ لکھنے سند خلافت کے
گریں تھیں ہوں خلافت کا اور دوسرا نہیں ہے۔ اور نہیں چاہیگا انہوں نے اور
مومن مگر ابو بکر کو۔ اور مشکوہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
ناز نہیں پڑھی حضرت بھی صلعم نے اپنی امت میں سے کسی کے پیچھے سوائے حضرت
ابو بکر صدیق و حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سفر میں ان کے
پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی اور اپکے مرض الموت میں حضرت ابو بکر صدیق بارہ سترہ
وقت تک امامت کرتے رہے۔ اور صحیح بخاری و مسلم شریف میں حضرت جہر بن
مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عکت
آئی اور کلام کیا اُس نے آپ کے کسی چیز میں یعنی کوئی حاجت بیان کی یا کچھ پوچھا

پس حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو دوسرے وقت حاضر ہونے کا تاکہ عطا کر۔ آپ اُس کو کچھ بوجب اُسکے کہنے کے باجوب دین اُس کی بات کا عرض کیا اُس عورت نے کہ یا رسول اللہ خبر دیجے تو مجھکو اس بات کی کہ اگر آؤں میں اور نہ پاؤں آپ کے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُس عورت کا مکان مدینہ طیبہ سے دور تھا اور آپ کے حالت مرض الموت میں آئی تھی) ارشاد کیا آپ نے اگر نہ پاوے تو مجھکو تو آنا ابو بکر کے پاس دوسری روایت ہے شہیل بن ابی ذئبہ سے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی اونٹ و عددہ پر فروخت کئے۔ پس کما حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُس اعرابی کے جا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور پوچھا آپ سے کہ اگر آؤں میں آپ کی وفات شرفی کے بعد تو کون ادا کریگا قیمت اس کی پس حاضر میں اپنے حضور میں اور پوچھا آپ سے تو فرمایا آپ نے کہ ادا کریگا اُس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ واضح ہے کہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس وقت اصحاب آپ کے دولتخانہ میں محتیع تھے اور غسل اور لفڑائی کے سامنے تھے کہ اسی اشنا میغیرہ بن شعبہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انصار سیدنے بنی سود میں جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ افرخلافت کو قبضہ میں سعد بن عبادہ کو انصار سے تھے پس وہیں یہ سنگ حضرت عمر و حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما معا ابو علیہ و علیہ وغیرہ کے اس خیال سے کہ انہو شریعت میں خلل نہ واقع ہو۔ چلے اور تدقیق میں پوچھ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے انصار مجھ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے جوار میں پوچھ۔ اگر کسی کو اصرہ میامت کے لئے سردار مقرر کیا جائے تو انہوں نے فتو آجائے کا خیال ہے۔ اس لئے نہ اس بھے کہ ہلوگ نسب اور نہدگی میں فماجرہ اور انصار کے غور کر کے ایک شخص کو سردار مقرر کر لیں۔ سعد بن عبادہ نے جواب دیا

کہ بزرگ اہل تعالیٰ نے انصار کو عنایت کی وہ کسی کو نہیں ہو سکتی کیونکہ انہوں نے
 رسول اہل صلح اور انکے پاروں کو پناہ دی اور ان کے لئے دشمنوں سے لڑے اور
 جان وال دل دا کیا کہ جس سے اسلام کے کاموں میں ترقی ہوئی۔ حضرت ابو بکر نے کہا
 کہ بزرگ انصار کی ہے اور انکے احسانات ہیں انکے مقرابم بھی ہیں۔ لیکن قریش کی
 قوم کو اہل تعالیٰ نے تمام عرب کے قبائل پر ترجیح دی اور بزرگی دی ہے اس لئے جیسا کہ
 انہیں سے لوگ اس امر کے قبول کرنے سے انکار نہ کریں دوسری قوم میں سے کیا کہ
 سردار ہونا مناسب نہیں۔ یہ مناسبت ہے کہ امارت قریش میں ہے اور وزارت
 انصار میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگوں نے نہیں سنائے کہ حضرت
 صلح نے فرمایا اَكَمَّتْ مِنْ قُرْبَتِيْ لیعنی امارت قریش میں ہونی چاہتے۔ سعد کے بیٹے
 بشیر نے کہا کہ یہ حدیث ہے نہیں سنی لیکن یہ امر اب لوگوں میں سے کسی کے ساتھ ہونا
 نہیادہ مناسبت ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ یہ امر ہم اپنے لئے نہیں چاہتے۔ اور
 خلافت کے لئے ان دونوں میں سے یعنی حضرت عمر اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہما
 کسی کو چن لو اور مقرر کرو۔ اس پر ان لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ اس امر کی
 بزرگی اور قابلیت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہے آپ کے ہوتے ہوئے دوسری خلیفہ نہیں ہو سکتا
 اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر وہیں ہیئت کی دوسرے روز حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ بنبر پڑھا اور رب لوگوں نے علائیہ طور سے
 بیعت کی۔ تذکرہ ۃ الکرام خلفاء عرب فاسلام ص ۶۵۹۶۶ بعض کا قول ہے کہ حضرت
 رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ بعد میرے تیس سال حجہہ اہل خلافت
 بہوت یعنی خلافت کبار ہیگی جنابیہ بعد اس کے اسی طریقہ سے یہ کہ بعد دیگرے جمہور نے

زد خلافت بوت کہ جس کو خلافت کہرا کتے ہیں درجہ پر جو حضرت عمر رضے اللہ عنہ وحضرت
 عثمان غنی رضے اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہ وحضرت امام حسن علیہ السلام کو عطا کیا
 اور جب بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کے حضرت امام حسن علیہ السلام کو جہوں نے خلیفہ کیا
 پھر مسند خلافت کہرا عطا کیا تو جب چھٹہ ماہ میں چند روز باقی ہے اُس وقت حضرت
 اب معاویہ نے آپ سے کہا یا تو خلافت مجھے عطا کیجئے یا آپ جنگ پر کامادہ ہوں کیونکہ یہ
 سیراحت ہے۔ اُس وقت آپ کو اپنے ناناجان محمد رسول اللہ صلیعہ کا قول یاد آگیا۔ اور
 آپ نے خلافت حضرت معاویہ کو دیدیا اور ظرفیں سے صلح نامہ لکھ گیا۔ اور صلح نامہ میں
 تحریر کر دیا تھا کہ بعد حضرت امیر معاویہ کے جہوں حسب کو خلیفہ بنائیں وہ ہو سکتا ہے۔ مگر
 حضرت معاویہ نے خلافت تحریر صلح نامہ کے زیر دلنپٹے بیٹھے کو دیعہ کرو یا کہ جو بدب
 بادشاہت الہبیت کا دشمن ہو گیا۔ اب وہ خلافت کہرا ختم ہو گئی اب وہ خلافت
 ولایت باقی رہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پارہالمیں هدّی للّمّتّقین اسیں
 رشد وہدایتی تقویٰ کرنے والوں کے لئے۔ یا یہ بلاشک کتاب آئی ہے حالانکہ
 اس میں ہدایتی تقویٰ کرنے والوں کے لئے۔ تقویٰ پہنیزگاری کو کہتے ہیں جو شرک
 وکبار سے تقویٰ کرے یہ اہمیٰ درجہ ہے یا اسکے بعد مرتبہ اسکا یہ ہے کہ ہر اس شوے
 پہنیز کرے جو خدا سے غافل کر دینے والی ہو۔ پھر اس کا مرتبہ علی یہ ہے کہ اسوا اللہ سے
 پہنیز کرے۔ ادنیٰ درجہ متقدی کا موجود ہے۔ پھر سالک ہے پھر عارف ہے۔ اور بعض
 کمال تقویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ الطاف الرحمن تفسیر القرآن
 اور حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ مثرا عشق میں ٹھہر جاتے اور سلوک اپنے ناناجا
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل فراتے تو دیگر متزلوں کا فیض آپ کو

یکسے حاصل ہوتا کہ جو بعد سلوک بنی کریم علیہ الرضا و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی
 اللہ عنہما و حضرت علی کرم اللہ وجہ سے حاصل کیا اسی وجہ سے آپ
 ارشادات جدا گانہ ہر مترل کے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتے تھے کہ جن کا
 ذکر آگئے آؤیگا۔ اور مترل عشق کی خلافت بیوت جسکو خلافت کہا کرتے ہیں بلکہ خلافت
 راشدہ بھی کہتے ہیں۔ اگر خلافت بیوت کا خیال آپ کو قائم ہوا اور خلافت والا
 جو کہ خاتم الاولیا پر ختم ہو گی خیال نہ آتا تو آپ ہرگز ہرگز حافظ سید محمد ابراهیم صاحب
 جو کہ حضرت سید حاجی خادم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی نواسہ اور حضرت سلطان
 الاولیا کے حقیقی بجا بھی کے صاحبزادے تھے قاضی شمشش علی صاحب زمیندار گردہ
 ضلع بارہ بنگی دو نگ شاہ فاراثی رحمۃ اللہ علیہ و سماۃ بنیسر امیر اشن ساکن جگور ضلع
 لکھنؤ و بیسی جام ساکن دیونی شرفیت کو رام پوڑھیج کار حافظ سید محمد ابراهیم صاحب کو
 نہ بخواستے اور طلب فرا کر اپنے قریب یعنی خاص اپنے مکان میں رہنے کے واسطے
 زبان مبارک سے فرم کرتے کہ ابراہیم ابراهیم تمہارے پاس رہا کر وجوہ کہ الہمیہ جناب
 حافظ عبد الرحیم صاحب برادر جناب مولانا عبد الرحمن صاحب و چودھری ظہیر الدین
 صاحب نہیں وزیندار قصبه دیونی شرفیت معلوم ہوا۔ وزیندار آنحضرت سلطان
 الاولیا کا یہ فعل وصال سے قریب تھا اور صرف دو سال وصال میں باقی تھے جس سے
 اس امر میں اور زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے اور حضرت سید ابراہیم صاحب کی
 خلافت کے مسئلہ میں ایک حد تک مدولی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے
 ارشادات کے ثابت ہوتا تھا کہ آپ نے بعد اپنے حافظ سید محمد ابراهیم صاحب کو
 خلافت کے واسطے پلایا تھا۔ بلکہ آپ کا یہ قول بھی شہادت دے رہا ہے کہ ہمارے بعد

جسکے قدموں پر ہزاروں عالم گئے اُس کو سمجھ لیتیا۔ یہ قول آپ اُس وقت فرماتے تھے کہ جب لوگ پہ اصرار آپ کے پوچھتے کہ حضرت آپ کا خلیفہ کون ہو گا۔ اُس وقت آپ فرماتے کہ ہماری منزلِ عشق ہے، ہم اسے یہاں خلافت نہیں ہے۔ جب لوگ کہتے کہ کیا آپ چلتے ہیں کہ یہ سلسلہ گم ہو جائے اُس وقت آپ فرماتے کہ جسکے قدموں پر ہزاروں گریں اُسی کو سمجھ لینا۔ مؤلف بحلفت کہتا ہے کہ یہ قول میرے سامنے بھی حضرت نے فرمایا تھا۔

اشارہ و کیا یہ یہ تھے

کہ جو مرید آپ کا قدموسی کے واسطے آتا اُس سے آپ فرماتے کہ سیدِ مل آئے جاؤ اور جاؤں آؤ۔ جب وہ سید صاحب سے ملکر آتا تو آپ دریافت فرماتے کہ سیدِ ملاقات ہو گئی۔ یہ قاعدہ عام طور سے عرصۂ تاب جاری رہا۔ اب جو مرید آتا ہے پہلے صاحب سے ملکر حضرت سلطان الاولیاءؒ کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر قدموسی حاصل کرتا ہے اور آپ کے اس امر سے سب واقع ہیں۔ مگر ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دو چار راویوں کے نام بھی درج کر دیے جائیں تو انساب ہو گا۔

جیسا کہ محمد سلیمان مسٹری نلازم ریاست پیا گپور ضلع برائی ساکن امر وہا ضلع مراد آباد و قاضی ریاض حسین نلازم ریاست مذکورہ ساکن قصبہ سیون ضلع اُناو و شیخ شرف علی صاحب رئیس قصبہ گردی ضلع بارہ بنکی وہلوی محمود احمد صاحب ساکن ندیا ضلع ہردو دغیرہ وغیرہ نے مؤلف سے بیان کیا کہ جب ہم لوگ واسطے قدموسی حضرت سلطان الاولیاءؒ کے لئے داؤں وقت کہ حب سیر و سیاحت تک کر کے قصبہ دیوی میں منتقل طور سے نیام اختیار فرمایا تھا) تھضرت نے فرمایا کہ سید سے میل آئے میں نے کہا کہ نہیں

کو کہ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت سلطان الاولیاء نے سید محمد ابراہیم کو رام پور سے طلب کئے
حکم دیا کہ تم ہمارے پاس رہا کرو، اُس وقت آپ نے فرمایا کہ جاؤ جاؤ سید سے مل آؤ دوں زر کا
ہیں۔ میں لگیا اور سید صاحب سے مل کر واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ سید ملاقات ہو گئی
جواب دیا حضور۔ اس کے بعد جب ہلوگ گئے تو اکثر سید صاحب کو خدمت عالی میں
شرفیں رکھتے ہوئے پایا۔

عباس حسین خاں صاحب رئیس و تعلقدار بابا بور ضلع سیتا پور راوی تھے کہ
یہیں حضرت سلطان الاولیا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا عباس حسین! ابراہیم
آئے ہیں۔ میں نے کہا کون ابراہیم آپ نے فرمایا مقبولہ کے پوت میں نے کہا کون مقبولہ
آپ نے فرمایا رجھما کی بیبا۔ میں نے کہا کون حسیناً آپ نے فرمایا خادم علی کی بیوی اور اڑی
بہن۔ اُس وقت میں نے کہا کہ آپ یہ کیوں نہیں فرماتے کہ ہمارے مخدوم زادہ ہیں
میری زبان سے یہ نہ کلنا تھا کہ آپ نے ایک گھوںسہ میری پیچھیر پارا اور فرمایا تم جانتے
سب کچھ ہو مگر ٹرے شریر ہو۔

قاضی ریاض حسین ساخت راوی بیان کرتے ہیں کہ میں بتائیخ مردمی الحجہ
۲۲ مالہ کو واسطے قدیمبوسی حضرت سلطان الاولیاء کے دیلوی شرفیں کو لگیا اور
قدیمبوسی سے جب فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا قاضی! قاضی! تم تو رہو گے۔ میں نے
کہا کہ حضور ہاں عید کی نماز پڑھکر جاؤں گا۔ بتائیخ ۹ روز پہلے لوگوں نے آپ سے دریافت
کہ حضور کلہ عیدِ الضحیٰ کی نماز کہاں پڑھینگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم سی مسجد یا عید گاہ میں اسی
نہ جائیں گے مکان ہی پڑھینگے۔ اس کے سنتے ہی لوگوں نے کہا کہ اس قدر بخاشش
مکان میں کہاں ہو سکتی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ صحن میں بہت گنجائش ہے صبح کو

ہمارتھا اردوی ابجھ فرش کا انتظام ہو گیا اور وقت مبیجے لوگوں نے دریافت کیا کہ نماز
کون پڑھائیں گا۔ آپ نے فرمایا کہ سید ابوالایم نماز پڑھائیں گے۔ جب مجمعِ مجتمع ہو گیا اور
نماز کا وقت آگیا تو سید محمد ابوالایم صاحب نے نماز پڑھائی اور بعد ختم خطبہ و دعا کے
سید محمد ابوالایم صاحب کو حضرت سلطان الاولیائے مسینہ بیان کیا یعنی ملے بعد
اسکے سبنتے گئے کیونکہ بسببِ مجمعِ کشیر کے حضرت سلطان الاولیائے حکم دیا کہ کواد
بند کرو اور آپ اندر کمرہ کے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد لوگ آتے جاتے اور ٹھیک
جاتے تھے۔

شیخ وزیر علی ریس قصہ مسوی مؤلف بیان کرتے ہیں کہ یوسف طلی شاہ عرب جن میا کو
حضرت سلطان الاولیاء نے حکم دیا کہ تم عرب و ججاز کی سیر کرو اور یوسف علیشاہ دنیا کی
لباس میں تھے تو بند نہیں باندھا تھا۔ یوسف علی شاہ بھی حضرت سلطان الاولیاء روانہ
ہو گئے۔ اور پندرہ سال تک سیر و میاحت اُسی جانب کرتے رہے بعد پندرہ سال کے
دابس دیوبی شریف آئے بعد اسکے حضرت سلطان الاولیائے فرمایا کہ تم اب ملک
دکن میں جاؤ اور صفویہ برادری میں بوجگہ تھا اسے پسند آئے قیام کرو اور وہیں فرجا و - دیوا
اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں مفصل نہج کیا جا چکا ہے لاخظ فرمائیجئے

ارشادات چو و فتا و فتا حضرت سلطان الاولیاء کی زبان

فیضِ کعبہ جہاں سے ہر آمد ہوا کرتے تھے

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ منزلِ عشق میں خلافت نہیں ہماری منزلِ عشق میں کوئی

خلیفہ نہیں۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا ذات صفات ہو جاتی ہے اور صفت ذات ان دونوں قولوں کی تطبیق اور گز بچکی۔ یعنی یہ دونوں متریں بالا گذ بچکی ہیں۔
حضرت سلطان الاولیائے فرمایا عشق شے دیگر و علم شے دیگر۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا کہ معرفت کبی چیز نہیں ہے وہی ہے معرفت کبے حاصل نہیں ہوتی۔ ان دونوں قولوں کی تطبیق لاحظہ ہو۔

حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب فرماتے ہیں اَوَّلُ التَّصْوِيفُ عِلْمٌ وَآوَسْطُهُ
عَمْلٌ وَآخِرُهُ مَوْهِبَةٌ۔ فَالْعِلْمُ يُكَثِّفُ عَنِ الْمُرَادِ وَالْعَمَلُ يُعَيِّنُ عَلَى الْتَّطْلِبِ
وَالْمَوْهِبَةُ تَبَلِّغُ غَائِبَةً لَا كَهْلٌ تَرْجِمُهُ تَصْوِيفُ کی ابتداء حلم ہے اور اوسط اسکا
عمل ہے اور انتہا اس کی موبہبت (یعنی خدا کے عروج کی دین ہے) تو علم مراد کو نکشنا
کرتا ہے۔ اور عمل مطلوب کی طلب میں معاونت و مدد کرتا ہے۔ اور موبہبت الہی انتہائے
کارا اور عمل مقصود تک پہنچاتی ہے۔ فرمایا اہل تصوف کے تین طبقے ہیں۔ مرد طلب
و متوسط سالاک۔ و نشی وصل۔ مرید صاحب وقت ہوتا ہے۔ اور متوسط صاحب حال
ہوتا ہے۔ اور نشی صاحب لقین ہے۔ پس مرید کا کام مجاہدات اور یاضفات و قرفیں
درک لذات و اجتناب خطوط نفسانی ہے۔ اور متوسط طلب مرادیں سرگردان اور
وصول ائے المقصود میں کوشان ہوتا اور اپنے احوال میں صدق کی رعایت رکھتا ہو
اور اپنے مقامات میں کمال ادب کا لحاظ و استعمال رکھتا ہے۔ اور وہ (متوسط)
تلوین کے مقام میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال
اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی سیر و ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور نشی مقام صحوہ

ثابت ہے اور دعوت حق کو لیکر کھتار ہتا ہے وہ تمام مقامات کو طے کر کے
 تکمین کے مقام میں ہوتا ہے اسکے احوال کبھی تغیر نہیں ہوتے اور احوال و حادث کا کوئی
 انہیں ہوتا۔ اس کے نزدیک شدت و آسامی منع و عطا اور جفا و فاسد برابر وکیساں
 اس کی گرائی و آسودگی و آرام و راحت و تکلیف اور اذیت جا گنا و سونا خوب و بدیابی
 سب ساوی ہوتی ہے (وَأَكْلَهُ وَجْهُهُ وَنُوْمَهُ كَسِيرٌ)، اس کے حظوظ نفس بالکل فنا
 ہو جاتے ہیں۔ اور صرف حقوق نفس باقی رہتے ہیں۔ اس کا جسم ظاہری دنیا میں خلق کے
 ساتھ رہتا ہے۔ لیکن اُس کا باطن ہر خطہ و کان حق کے ساتھ بسر برقرار ہے۔ اس کے بعد
 فرماتے ہیں ﴿كُلُّ ذِكْرٍ مُنْقُولٌ مِنْ أَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاصْحَابِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ حَتَّى يَهْبِطَ الْمَلَائِكَةُ إِلَيْهِ وَالْمَلَائِكَةُ
 أَوْ أَنْ كَعَبَ كَرَامَ صَلَواتُ اللَّهِ تَعَالَى وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَالْمَلَائِكَةُ حُمَّاجِينَ كَعَالَهُ
 مُنْقُولٌ أَوْ ثَابِتٌ هُنَّ نُجُومُ الْأَسْرَارِ﴾ ۲۲ و طبقات امام شعرانی جلد اول ص ۶۷ و عیرہ
 اور معرفت کی تطبیق کے واسطے حضرت ضیا الدین ابوالخیب سہروردی نے فرمایا
 عارف اپنے دوستوں و احباب کو اپنے خاہیں خطریۃ القلب میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اور
 ان کو اپنے آئینہ دل میں دیکھتا اور خانہ دل میں موجود پاتا ہے جہاں ان غیار کا کوئی نام نہ
 بھی نہیں ہوتا ہے۔ پس بظاہر ان سے گودوری اور مگر حقیقت ایہ دوری و نزدیکی اُنکے زید
 برآمد ہے۔ کیونکہ هُمْ مَعَهُ وَ هُوَ مَعَهُمْ وَ حَصْنَةُ الصَّاحِبِينَ ص ۲۳ و قلام الدلخور
 صفحہ ۱۲۵ وغیرہ۔ (جیسا کہ حضرت سلطان الاولیاء فرمایا کرنے تھے کہ تم تم ایک میں
 تم ہائے پاس ہو جنم تھا اے پاس اس کی تطبیق قول حضرت ابوالخیب حمۃ اللہ علیہم سلیمانی
 اُس کے احباب ہر دم اُسکے ساتھ ہیں اور اُسکو ان کی میمت حاصل ہے)

یہ قول دربارہ معرفت جیسا کہ شیخ الاسلام شیخ حبیب مشرمس لمحی فردوسی قدس فخر الغفران
ملفوظ گنجینہ میں منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ نجم الدین کبراً ایک مجلس میں ہم بلب و ہم پلو تشریف فراستھے۔
کہ اس اثناء میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دلوں بزرگوار کے
پیغ میں بٹھی گئے۔ اور حضرت شیخ الشیوخ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں جو حضرت کے
ہم پلو بنتھے ہیں۔ حضرت شیخ الشیوخ نے فرمایا ایشان اذ خلفاء بندگی خواجہ صیاد الدین
ابوالجیب سہروردی اند۔ امام فخر الدین رازی نے حضرت نجم الدین کبراً سے سوال کیا
کہ ہم کا عرفت اللہ یعنی آپے اللہ تعالیٰ کو کس طرز سے پہچانا۔ یعنی خدا کو کس طرح میں سے
پہچانا۔ حضرت نجم الدین کبراً نے جواب دیا یا الواردات الاصحیۃ العدیۃ الیقینیۃ
کا سمع لہما الارث قہما مال الضیعیفۃ یعنی ہمے خدا کی معرفت ان واردادتہ کی
غیریبیم کے ذریعہ سے حاصل کی جو افہام ضعیفہ کے ادراک و تحلیل و طاقت سے باہر ہوں۔
امام رازی یہ جواب سنکریخت ہیں اگر ساکرتا ہے۔ اور حضرت نصیر الدین چرغانی
رحمۃ اللہ علیہ نے دربارہ معرفت وہی ہونے کے فرمایا کہ سرالخان علم القرآن جسے
بیان کنم رخصت نیا فتم غریبین ایں دولت نمازکب تعلق دارد ذلائل فضل
اللّٰهُ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَ صَوَّافُ السَّلُوكُ۔

شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا فرض خدا ہوتا ہے اور نہ
رسول اللہ ہوتا ہے۔

دربارہ معرفت وہی ہونے کے حضرت بابا فرنیہ الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ
فرمایا کہ عارفوں کے لئے ایک مرتبہ ہے کہ جب عارف اُس مرتبہ پر ہو چتا ہے تو نما

جہاں اور جو کچھ تام جہاں میں ہے بکو درمیان شگاف دو انگلیوں کے دیکھتا ہے۔ دربارہ معرفت وہی کے فرمایا کہ عارف کامل پر حال عرفان طاری ہو تو سوہنار مقامات سے گزر جاتا ہے۔ اور بھی اپنے تین آگے بڑھانا چاہتا ہے اور اگر ان مقامات سے اپنے کو آگے نہ بڑھایا تو یہی مقام حیرت کا ہے گویا وہ آگے را نہیں پتا ہے اور ابھی تک وہ نہیں پہنچا اپنے آپ کو ترقی مقامات و ترقی عرفان سے صائم کیا۔

دربارہ معرفت وہی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ حق تعالیٰ اُسکے منہ سے بونے اور وہ خاموش ہے۔

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ درجات میں گردش کرے اس طرح سے کہ کوئی چیز درمیان اُسکے پر وہ نہ کرے۔

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحم فراتے ہیں کہ ہمارے شیخ فراتے قبیلہ ولدِ میری مَنْ سَلَكَ طَرِيقَيْ وَاهْتَدَى يَهْدِيَ لِيْ میری اولاد و فرزندوہ ہو کہ جو میرے طریقہ پر چلے اور میرے روشن پر رہے۔ عوارف جلد اقل ص ۳۷ (یعنی جب وہ میرے طریقہ یار و ش کو اختیار کر یکا تو مجھ سے محبت ترقی کر گی)

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ جیتا کافر نہوا یا نداز نہیں ہو سکتا۔

واضح ہے کہ اسلام عربی لفظ ہے جسکے معنی ہماری اردو بولی میں بطور لشکی ایک چیز کا مول دینا۔ اور کسی کو اپنے کو سونپ دینا۔ اور طالبِ علم ہونا اور کسی امریا خصوصت چھوڑ دینا اور اصطلاحی معنی وہ ہیں جنکا قرآن کریم کی اس آیت دلیل میں شارة ہو۔ بیکی مَنْ أَسْلَمَ وَهُمْ لَهُ أَنْذَلُهُ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ كَعِنْدَ رَبِّهِ وَكَلْخُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ بَخِزُونَهُ

یعنی مسلمان یعنی ایماندار وہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نام وجود کو سونپ دے۔ یعنی اپنے نام وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اُسکے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اُس کی غشناودی حاصل کرنے کے لئے وقفت کر دے۔ اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کیلئے قائم ہو جائے۔ اور اپنے وجود کی نام علی طاقتیں اُس کی راہ میں لگائے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی عملی طور پر حاضر خدا رکا ہو جائے۔ اعتقادی طور پر اس طرح کہ اپنے نام وجود کو درحقیقت ایک چیز ایسی ہیز سمجھ لے جو خدا کی شاخت اور اُسکی طاعت اور اُسکے عشق اور اُس کی محبت اور اُسکی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہو اور عملی طور پر اس طرح کہ خالص اللہ تھیقی نیکیاں چوہرا کی قوت کے متعلق اور ہر ایک خداداد توفیق سے والبستہ میں چالائے گرائیے ذوق و شوق و حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمان برداری کے آئینہ میں اپنے معہود تھیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر تقبیہ ترجیح اُنہوں کو رہ بالا کا یہ ہے کہ جسکی اعتقادی عملی صفاتی ایسی محبت ذاتی پہنچی ہو اور ایسے طبعی جوش سے اعمال حسنہ اُس سے صادر ہوں وہ وہی ہے جو عند اللہ مستحق اجر ہے اور انیسے لوگوں پر نہ کچھ خذہ نہ ہے۔ اور نہ کچھ غم رکھتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگوں کے لئے بجات نقد موجود ہے۔ کیونکہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان لا کر اُس سے موافق تماقہ ہو گئی اور ارادہ اُس کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے اہمگ ہو گیا اور تمام اذات اُس کی فرمان برداری الی میں ٹھہر گئی اور جمیع اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ ذا و راحت ظاظہ کی کشش سے صادر ہونے لگے تو یہی وہ کیفیت ہے جس کو فلاخ اور رستگاری سے موسوم کرنا چاہئے۔ اور عالم آخرت میں جو کچھ بجات کے متعلق مشہود و محسوس ہو گا وہ درحقیقت اسی کیفیت راستہ کے اظلال و آثار ہیں

و اُس بہان میں جماعتی طور پر ظاہر ہو جائے گے۔
ترجمہ حنفیات کیم جلد اول خطبہ ص ۲۵ تا ۲۶

قول حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا لَكُمَا إِيمَانَ لَهُمْ لَا إِحْيَاَ
یعنی ہرگز اُس کو ایمان کا ملک نہ ہو گا جس کو رسول کے ساتھ مجبت نہ ہو گی۔ پس
لے مسلمانوں میں ایمان کا مجبت اللہ اور اُسکے رسول کی ہے۔ حصل ساتھ حصل کے
کمال ساتھ کمال کے۔ اور مجبت کاملہ وہ ہے کہ جو کچھ اپنے تین دنیا اور آخرت سے
خوش آئے اور جو چیز اپنے نام کی ہو وہ سب محبوب کو سونپ دیوے اپنے اوصاف
و شہوات و لذات نفسانی سب چھوڑ کر اوصاف محبوب سے موصوف ہو جاوے
اور جو روح خاد و سوت کا عین و نقل بھی اور اُسکے رنج و بلیات کو اپنی شفا جانے اور
جان و تن اپنا اُسکے رضا میں دیوے اور اُس کی رضا بھوئی سے سرمو بجا وزندہ ہونے
شب مرتبہ قرب و معیت روحانی کا ساتھ محبوب کے حاصل ہوتا ہے۔ دیباچہ ریاض
الاظہار مطبوعہ مشتمل کشوف و حضرت شاہ تراپ علی قلندر حرفتاتے ہیں بدیت
دین دایاں عقل و عرفان عشق ہیں سب ہم ہو۔ زید تقوی کب لا کافر سے جب یاری ہوئی
ابن ہیں فراتے ہیں۔

دین دایاں من از رتے نیکو خواہ بود کافر عشق شوم تاکہ مسلمان باش
ترجمہ حنفیات العارفین میں ص ۳۹ پر تحریر ہے۔

حسین بن مصطفی فرماتے ہیں عارف ایمان نہیں لاتا جب تک کافرنہ ہو جائے۔
حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا فقر شے دیگر و کمال شے دیگر۔ قول حضرت بنی کیم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضل لفقر اعلیٰ لامعیناً کفضلی على الحمیم خلق الله

یعنی فضل فقرا کا ایسا پر مشتمل فضل میری کے ہے تمام خلق پر۔

قولہ۔ فرمایا بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو زین کی مٹی سے کیا اور فقروں کو باشت کی مٹی سے۔ اسی وجہ سے فقروں کو حقارت کی نظر سے نہ کیجو کہ اللہ تعالیٰ نے محکم بھی اُسی مٹی سے پیدا کیا۔

قولہ۔ فرمایا بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے المقرب اعجل سا اللہ تعالیٰ یوم القیامہ یعنی دوست اللہ تعالیٰ کے دن قیامت کے اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھ ہونگے۔

حضرت ابوالجیب سہروردی نے فرمایا۔ اصطلاح تصوف میں فقیر صرف فاقہ اور عدم مال کا نام نہیں ہے بلکہ فقر (بوجمیں پسندیدہ ہے) خدا پر پورا بھروسہ اور اعتقاد کامل رکھنے اور ہر حال میں راضی برضاء ہنہ کا نام ہے غرض فقیر وہ ہے جس کا دل غیر حق سے منقطع اور ہر حال میں خدا سے تعلق رکھتا ہو۔

ایک دفعہ حضرت بائزیہ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ درویشی کیا ہے۔ فرمایا فقر وہ ہے کہ جو کچھ اٹھا رہا ہے اپنے عالم میں زر و سیم وغیرہ سے موجود ہے جب اُسے دیا جائے وہ سب کا سب دوست کی راہ میں صرف کر دے۔

حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل مجت کا آتشکدہ یعنی بھٹی میں جو کچھ ہوتا ہے خاک و نابود ہو جاتا ہے کس واسطے کہ کوئی اُگ عشق مجت کی اگ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کے بندے ایسے ہیں کہ اگر فہمہ کا پانی دوزخ میں ڈال دیں تو کام اُگ دوزخ کی بجھ جائے۔

حضرت سلطان الاولیا فرماتے تھے کہ جبکی ایک سانس اللہ تعالیٰ کے نام سے

خالی گئی وہ مردہ ہے۔

حضرت میر سید جمال نگیر سمنانی قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ اربابِ ذوق و عفان واصحابِ شوق و وجدان کے نزدیک جنہے نسبتِ شرہبست کی نگرانی میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے میں دم بھر کے لئے بھی غفلت و فراموشی کی تلواس کو مرداً بنا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا ہے کہ تم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکن نفس پر خروج بعینہ ذکر اللہ فہرست و میثہ اور یہ کتنی عجیب بات ہو کہ مردہ جانکر سوت کی خردیتے والے تو کچھ آدمی اور پرنسی ہوں اور مشاہدہ کی دلباتے محروم ہو وہ ایسا مردہ ہے کہ دنیا کے چھائی اُس کی خردیتے ہیں۔ قریب فریب فرمایا کہ دو صوفیوں نے شیخ ابو بکر داسطھی کی زیارت کا ارادہ کیا جب انکی منزل کے قریب پہنچنے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دلبیاں آپس میں کہہ ہی ہیں کہ شیخ ابو بکر داسطھی دنیا سے اطیعتِ حیں کی سیر کو چلے گئے اس خبر کے سنتے ہی وہ دونوں بہت رنجیدہ ہو گئے کہ افسوس ان کی صحبت کا شرف ایکو حاصل نہ ہوا ہم محروم ہے۔ تو خیر ان کی روشن قبر کی زیارت کر لینگے جب حضرت شیخ کی منزل میں پہنچنے تو شیخ کو زندہ و قدر رست پا پا۔ ٹرائبیج کیا اور امید سے ٹرھکر نہ مت پائی اُس واقعہ کو حضرت سے عرض کیا شیخ نے ان سے فرمایا کہ بیوں نے پس کہا ہے یکون کہ ابو بکر حبیب یادِ خدا سے فافل ہوتا ہے ایک مردہ ہے جسکی حیوانات خردیتے ہیں حضرت ابو الحیب سہروردی فرماتے ہیں آنکھے المقاماتِ اللوئی عدلاً لانا فائی حقیقی کا یقین لہ نفس فی عقلہ عَنِ اللہِ یعنی ولایت کا مرتبہ یہ ہے کہ محاسبہ نفس مخالفت انفاس حاصل ہو جائے۔ یہاں تک کہ اُس کی ایک انس بھی خدا کے غفلت میں نہ بکلے۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا مجتہ میں ادب و بے ادبی ایک ہو۔

حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیت

راز درون پر دہ زندان مست پُرس کیں نیست حال صوفی عالی مقام را
یعنی پردہ کے اندر کا حال مست رندوں سے پوچھ کیونکہ صوفی بلند مقام کا یہ حال نہیں
مولانا عبدالعلیٰ بحر العلوم نے شرح شنوی مولانا نے ردم ذفتر اول میں خوبی
حافظ کے اس شعر کی بھی ضمناً تشرح فرمائی ہے وہ لکھنے ہیں صوفی بھی صاحب حال
ہوتا ہے کہ حال وقت اُس پر فالب ہوتا ہے اور وہ غلبہ حال کی وجہ سے کوئی ایسی
بات منہج سے نکال دیتا ہے جو بظاہر خارج از آداب ہوتی ہے ایسے صوفی کو صوفی
مغلوب احوال کہتے ہیں۔ بوجہ حال اُسکی زبان پر وہ کلمات آجائتے ہیں وہ مغدوڑے
کہ اُسکے حال نے اُسے یہی حکم کیا۔ اور کبھی صوفی صاحب مقام ہوتا ہے اس صورت
وہ اپنے احوال کا خود مالک ہوتا ہے محفوظ ہوتا ہے اور آداب کا پابند۔ پس
صوفی صاحب مقام آداب شرعیہ کو علی وجوہ الگمال محفوظ رکھتا ہے اور افتاء را
جس کا استقضی حوال ہے وہ نہیں کرتا ہے البتہ اس صورت میں کرتا ہے کہ مامور ہو
حکایت کرتے ہیں کہ ایک اہل اللہ نے حضرت شیخ شہاب الدین سهروردی کو
لکھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا شخص ہے جو ایک پسالہ پے اورست نہ ہو۔ آپ نے جواب
فرمایا کہ ایسے بھی ہیں کہ بودریا کوپی جائیں اور دکار نہیں۔ (بچیے حضرت سلطان الاولیاء
سید دارث علیؒ ہیں)۔

بھی کو راز دروں سے پوری واقفیت ہوتی ہے۔ مگر وہ پوچنکہ صاحب مقام نہیں اور عالی مقام
ہے اس لئے وہ راز درون پر دہ کو فاش نہیں کر سکتے کیونکہ صاحب شریعت

اور صاحب سنت نبی کو ضروری ہے کہ وہ صاحب مقام ہو ولی بھی عموماً صاحب مقام ہوتے ہیں اگرچہ اکثر مغلوب احوال ہوتے ہیں۔ رنداں سے مراد اس شعر میں صوفیان مغلوب احوال سے ہے منصوبے نے انا احتی کو سکر راز درون پر دہ کا افشا کیا۔ مگر کسی نبی نے یہ راز افشا نہ کیا۔ کیونکہ وہ مغلوب احوال ہتھے۔ وہ عوام انس کی راہنمائی پر امور تھے اور عوام انس کے لئے افشا راز کسی صورت میں مفید نہیں ہے۔

حکایت کہتے ہیں کہ ایک روز شیخ احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ ایک درخت کے پیچے بیٹھے اور کلاہ نہی سر پر کھلے تھے۔ فرمان زب المعرفت ہوا کہ اے احمد کلاہ نہی بیچتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ خدا یا تیرے پاس اس کی قیمت ہے کہ خریدی گا۔ فرمان باری ہوا کہ اے احمد جو کچھ تو انگیگا دوں گا۔ شیخ نے جواب دیا کہ خدا یا اگر تو دنیا اور عاقبت ہے دے تو اس کی عوض نہیں لوز گا اور تو خود پہلے ہی سے میرا بے اور تیرے پاس کیا ہے کہ دیگا۔ حکم ہوا کہ اے احمد اتنی بے ادبی نہ کر ایسا نہ ہو کہ میں اپنے بندوں کو کندوں اور پھر تپڑوں اعتبر ہی نہ کرے۔ شیخ نے کہا کہ تو بھی میں کہ ایسا نہ ہو کہ تیرے کرم کا بیان میں تیرے بندوں کے سامنے کر دوں اور پھر کوئی آدمی تیری پشیدگی میں نظر نک نہ جھکائے۔

حضرت سلطان الاولیا کے قول کی تطبیق اس قول سے ہو گئی ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ راز درون پر دہ کا اختہا ہی اچھا ہے۔ لسان الغیب جلد اول ص ۳۷ و ۳۸
حضرت سلطان الاولیا نے فرمایا سوال کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بھی سوال کرے کیونکہ وہ ہمارے کل کاموں کا کفیل ہے۔

قول دیگر حضرت سلطان الاولیائے فرمایا کہ فقیر ہے جو کسی کے سامنے اتحاد نہ پھیلائے
حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ توکل را سہ کرن اسٹ کرن اول
معرفت باری تعالیٰ است زیراً کہ تماذی لکافاعل إِلَّا اللَّهُ وَلَا مُوْجُودٌ سوَى اللَّهِ هُنَّ
توکل درست نہ بود و آن توحید است د رکن دوم تقویض و آں کاشت رکن سوم
لئے است و طائفین قلب و ایں میسر شود۔ مگر بہ انقطاط نظر ظاہر و باطن ازکل اسویہ
و بعده ایتم التوکل رزقنا اللہ و ایا کھالتوکل رزقنا اللہ و ایا کھالتوکل
رزقنا اللہ و ایا کھالتوکل رزقنا اللہ الحقيقة بمنہ و کرمہ صاحب السلوک صفحہ ۲۷۷
حضرت سلطان الاولیائے بخوان دونوں کی نسبت فرمایا تو بعد توکل کامل حاصل کرنیکے
فرمایا۔ گویا پسند مندیں و فقرے وارثی کو تعلیم فرمادی ہے ہیں کہ تم لوگ میرے اقوالون
قدم رکھو توکل کے درجات کوٹے کرنے کے بعد قدم رکھو تاکامل توکل تکو بھی حصل
ہو جائے اسی قسم تکوسوان کرنا حرام ہے۔

حضرت سلطان الاولیائے فرمایا کہ جب انسان اپنی سائش پر قادر ہو جاتا ہے تو اسکا
ہزار عالم اُس کے قبضہ میں آ جاتا ہے۔

حضرت برائیم ادھم رحے فرمایا کہ دنیا میں دنیداروں نے راحت و ہنودھی اور انھیں
راحت نہیں اگر انھیں ہیری حکومت و سلطنت کی خبر ہو جائے جو مجھکو اللہ تعالیٰ کی عبادت
لی ہو اور میرے قبضہ میں ہو تو اس پر دنیدار طوار کو میان سے نکال کر لے فریں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے اِنَّمَا أَنْزَلْنَا إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ
لَهُ لَكُنْ يَكُونُ يَعْلَمُ جب وہ کسی چیز کو کہتا ہے کہ ہو جاتو وہ اُس کی قدرت کامل ہے
لکھاں عدم سے وجود میں آ جاتی ہے یہ راز نہایت و فتن معرفت کا نکتہ ہے کہ سب

مخلوقات کلام اندھیں یہ راز عارفوں پر کشفی طور سے بعد مجاہدات کے عیاں ہوتا ہے اور کیفیت بالکل کھل جاتی ہے اور نظر کشفی میں کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام ارادا و احتمال کلام اندھی ہیں یعنی ہر شے خدا کے علم میں ثابت تھی تو موجود ہوئی اور ہر شے خدا کے علم میں پہنچا تھی پس ظاہر ہوئی فتوحات کیہے کے باوجود این حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ میں نظم ذیل لکھتے ہیں۔

لَا عِلْمَ بِأَنَّ الَّذِي سَمِعْتَ صُنْ قَوْلٍ كُنْ صَنَهْ قَدْ خَلِقْتَ

اس بات کو جانو کہ جو کچھ تم نے خدا کے قول کیتے تھے

فَظَاهِرًا كَمَا كَانَ قَوْلٌ

وَبَاطِنًا كَمَا كَانَ أَنْتَ كَنْتَ

اور باطن میں تم ہی ہو

بظاہر وہ تو خدا یے تعالیٰ کا کلام ہے

قَدْ أَتَيْتَ الشَّمِيمَ قَوْلَ رِبِّكَ

لَوْلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مَا وَجَدْتَ

اگر خدا کے علم میں وجود نہیں تو تم موجود نہیں تو

خدا کے کلام نے وجود نہیں کو علم اپنی میں ثابت کر دیا

فَالْعَدْمُ الْخَصْنُ لَيْسَ فِيهِ

ثَوْتُ عَيْنٍ نَقْلٌ صَدَقَتْ

پس عدم مغض نبھی کہا نہیں جاتا۔

بلکہ علم اپنی میں ہے کا وجود ہوتا ہے پس تم بھی اسی کو سچ کو

لَوْلَمْ تَكُنْ تَمِيمًا حَمِيمًا

ایسکے درست اگر تم علم میں اُس قت نہ ہوتے۔

جبکہ اُس نے تم کو کہا تو تم نہ شنتے اور نہ پیدا ہوئے

الغرض خدا تعالیٰ کا کن کرنے سے کسی چیز کو پیدا کرنا گوا مغض نہیں ہے ہست کرنا ہے اور پہ بات

خدا تعالیٰ کے قادر طاقت ہونے پر وال احوال میں ایک بڑی عجیب بات یا بتائی ہو

کہ بعض کشفی امور اور رذیا کے واقعات جن کا خارج میں نام و نشان تک نہیں ہوتا مغض

قدرت غیبی سے وجود خادمی کے نفس میں نیاں ہوتے ہیں۔ یہی نہیں ہست کرنا ہے۔

بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور وقت سے ایک دوسرے شخص پر با وجود صدیہ کو سوں کے فاصلہ کے باذنہ تعالیٰ عالم بیداری میں ظاہر ہو جاتا ہے حالانکہ اس کل وجود عنصری اپنے مقام سے جیش نہیں کرتا ہے۔ اور عقل کی رو سے ایک چیز کا وجود جگہ ہونا محال ہے۔ لگر خدا کے کن سے ممکن الوقوع ہو جاتا ہے۔ ترجمہ فتوحات مکیہ ص ۹۰۶۔ حضرت سلطان الاولینا نے فرمایا کہ اگر عاشق کی زبان سے کوئی بات غلط نہ کل جائے تو خدا اس کو سچ کر دیتا ہے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں از قرآن بشنو
 إِنَّ الَّذِينَ يُبَاهُونَ بِعِوْنَاتِنَا فَإِنَّمَا^{بیشک وہ لوگ جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ}
 يُبَاهُونَ اللَّهُ بِيَدِ اللَّهِ فَوْقَ^{دھیقت خدا ہی کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اللہ کا}
 أَيْدِيهِمْ اُو رَكْفِرْ رِمَاتِهِ^{ہاتھ ان نام لوگوں کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔}
 وَمَا رَمَيْتَ لَذِرَبَيْتَ وَلَا تَكُنَّ^{جب آپ نیڑا تو وہ آپ نتھ جنے ایسا کیا بلکہ}
 اللَّهُ رَحِيمٌ وَرِبِّيْنَ آیاتِ اسرارے بے لعجب
 اَسْتَ كَمَّا يَحْتَلُ الْحَالَ كَسْفِهِ لِبَحَارِكُلُّ^{دھیقت خدا اسکے پردہ میں تھا۔}
 مَنْ عَلَيْهِمَا فَانَّ وَيَبْقَى وَجْهُهُ رَبِّكَ^{دنیا کی ہر چیز کو فنا ہے اور صرف صاحب جلال}
 ذُو الْجَلَالِ ذَلِكَ رَأْيُ صَحَافَ السَّلْكِ ص ۷۰

حضرت سلطان الاولینا نے فرمایا کہ مجتہ میں کفر و اسلام ایک ہی۔
 حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کہ توحید را دو طریق است۔ طریق الفنا و طرق
 چوں از راه غنا در آید از غد بحق پیغمبر و چوں از رسیل بقا آید از حق بحق رس کفر باتفاق
 توئی است در تو چوں ازان شفر کردی بایمان فَمَنْ يَكْفُرُ بِالظَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ

دانه بخا بفنا رسی در فنا فانی شود پس نهانیز در فنا فانی شود اینجا اشارت و عبارت بخیزد
 و کفر دا سلام محو شود چه کفر دایمان هر دو صفت ذات تو بود چون ذات در ضمحل
 رفت صفت خود در ای می افتاد زیرا که مصرع چون نیست مراد ذات صفت چون
 باش در المعرفة معرفت آن معرفت الحقيقة و معرفت الحقيقة یعنی حقیقت الحق
 فمعرفت الحق ممکن الحق و معرفت حقیقت الحق بغیر محال ولهدن اقال
 لا یجیطون به علماً چون عق خواهند گرد از عین حقیقت جمع بر جان عارف تجلی فرماید داند
 که میدوشت است تجلی حمله قدم نه تو اند گرا در رابتا میداید هم بر وح منه موید گرداند
 پس از عین حقیقت جمع ذات در حقیقت صفت و از حقیقت صفت بحقیقت اثره از
 حقیقت اثر بحقیقت آثار و از حقیقت آثار بجان عارف تجلی گرد دنیا عارف از عین

شارب صفات ذات بیاشامد - صحائف السلوک ص ۱۳۶

حضرت سلطان الاولیاء غنی فرمایا محبت کرو کبے کچھ حاصل نه ہو گا
 حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ می فرماید عزیز من در کل شیع
 صنف بداع والیہ یعود سکر عظیم است می گوید کہ انسان سری والسر صفتی
 والصفتی کا تدقیق عین ایں جزو کا یے دارد اگر ذرہ آفتاب آں سر پر عالم تابدا
 عرش ماڑے بوزد ہر کہ در خلوت خانہ نیست لشست از هجرت فارغ آمد پیش سفر
 نکند کا بھرتا بعد الفتی خود از خلوت خانہ سفر تو ان کر دیا کن تذہبون لاسا
 فی امنی اشارت محو گرد حکم انا و ہو و من والی باطل باشد تعدد و تعداد بوجدة و
 اتحاد باز گردد و کل شی پر جمع الی اصله دوست آمد لے دوست واحد در اعداد ہمیشه

ساریست وحدت در اتحاد جاری - صحائف السلوک ص ۱۳۷

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ عاشق کے مرید کا انجام خواب نہیں ہوتا ہے
 لفظ اخواج گان چشت کتاب اسرار الاولیاء جیسا میں تحریر ہے کہ ایک مرتبہ آنے والا
 ملتان سے دعا کو کے پاس آیا اور دعا کو سے بیان کیا کہ میں شیخ بہاؤ الدین ذکر یاد رکی
 خدمت میں حاضر تھا اُن پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ خانقاہ سے باہر گئے اور
 سوار ہو کر ملتان میں گشت لگانے لگے اور کہتے تھے کہ اب لوگوں جو آج مجھے دیکھ لی گا
 اُس پر آش دوزخ حرام ہے اُس کا ضامن میں ہوں اور قسم کھاتے تھے کہ قیامت
 کے دن ملکوں دوزخ میں نہ جاؤ گے کیونکہ یہ محبہ کو شہید قلاؤ رکھدی گئی ہے کہے
 بہاؤ الدین جو تھے آج دیکھ لی گا میں قیامت کے دن دوزخ کی آگ اُس پر حرام
 کر دنگا۔ جب آئے والے نے یہ حکایت تمام کی تو مجھ پر اُسی وقت ایک حالت طاری
 ہوئی اور یہ حکایت کی کہے درویش اگر بہاؤ الدین نے یہ بات کہی ہے کہ لمحہ کی
 بوجھ کو دیکھ لی گا وہ دوزخ میں نہ جائیگا تو یہ دعا کو قسم کھاتا ہے کہ جسے دنیا میں میرا
 لاتھ کر دے یا میرے خانوادوں میں سے کسی کا بھی لاتھ کر دے دوزخ کی آگ اُسی
 حرام ہوئی اور اسے دوزخ میں نہ لجائیں گے کیونکہ میرے شیخ قطب الاقطاب حضرت
 قطب الدین بختیار کا کی قدس اللہ سرہ الغریب نے ایک قربہ سیخ فرمایا ہے کہ اے
 فرید مجھے خدا تعالیٰ نے وہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ جو کوئی میرا لاتھ یا میرے مرید و نکاحات
 یا میرے مریدوں کے مریدوں کا لاتھ کر دیکھا وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ اور ہزار ہزار
 میرے ستریں یہ نہ لکی جا سکی ہے کہ فرید احمدی میں نیک بندہ ہے۔
 ان اقوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان الاولیاء کا مرتبہ بیسا تھا کہ جو ہزار دل
 در یا پی جائے اور ڈکار نہ لے۔ ڈکار لینے سے مراد یہ ہے کہ افسار راز سربتہ نہ کئے

بلکہ فیکون کے درجہ میں، اگر اُسی نظم پر نظر ہے)

مولف رادی ہے کہ جب میرے والد ماجد نے دارفانی سے دارباقائیں قدم رکھا تو بعد تحریر تکھنین کے دوسرے روز میں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت بالپرستیں حاضر ہوا کہ والد کے انتقال کی اطلاع کروں اور پونچک دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹا ہی جب دروازہ کھلا تو اندر رگیا اور دیکھا کہ حضرت حیم شاہ خادم رحمۃ اللہ علیہ سے ہانے بیٹھے چنور جمل ہے ہیں اور آپ شکل محمدی داہنے پہلو پر آرام فرار ہے ہیں جیسے ہی میں حیم شاہ کی نظر بھپر پر پی ہے آواز بلند ردا ہے۔ فوراً حضرت سلطان الاولیاء نے بائیں کروٹ بدل کر مولف سے فرمایا کہ صفر ر صفر ر تھا سے والد کا انتقال ہو گیا یہ نے تدبیس ہو کر جواب دیا کہ حضور ہاں اُس وقت حیم شاہ کی طرف مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا کہ حیم شاہ چھیدا دنیا دار نہ تھے وہ فقیر تھے مُناشوں اسے حیم شاہ وہ چھیدا شاہ تھے مُناشوں اسے حیم شاہ وہ ہمارے عاشق تھے اُس وقت حیم شاہ کی زبان سے یہ کلمہ بدل گیا کہ حضور کے کسی مرید کا انجام خراب نہیں ہوا۔ اُس وقت حضرت سلطان الاولیاء بستر استراحت پر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور ہشم مبارک سرخ ہو گئیں اور فرمائے لگے کہ وہ کون ہے جو عاشق کے مرید کا انجام خراب کریگا۔ یہ الفاظ آپ کے زبان مبارکے پے در پے نکلتے ہے اور ادھر حیم شاہ و مولف دست بستہ یہی کہتے ہے کہ حضور ہاں حضور ہاں۔ بعد اسکے اوس حالت سے دوسری حالت میں اگر باتیں کرنے لگے۔

اکثر لوگ کہ مذاقِ تصوف سے بہرہ نہیں رکھتے وہی لوگ حضرت سلطان الاولیاء کی نسبت خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور شرعیت کے پابند نہ تھے یا ائمہ الناظرین غور و خوض سے نظرِ اللہ یعنی خیال فرمائیے کہ منتہی مقام صحقوثبات

ہوتا ہے اور دعوت حق کو بیکارتا ہے اور حب تمام مقامات کو طے کر کے تملک ہے۔ مقام میں پہنچتا ہے تو اسکے اقوال کبھی متغیر نہیں ہوتے اور حادث کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اسکے تزدیک شدت و آسانی منع و عطا اور جفا و فابرا بر و کیساں ہیں اور اسکے گرینگی و آسودگی و آرام و راحت و تکلیف و اذیت اور خواب و بیداری سب اسی (اکلہ ک جوعہ و نومہ ک سہرہ) اس کے حظوظ نفس بالکل فنا ہوتے ہیں۔ صرف حقوق نفس باقی رہتے ہیں تو خیال کیجئے کہ جب حقوق نفس باقی ہیں تو کیسے وہ احکام شرعاً کا ادا نہ کریگا۔ اور حقیقت میں یہی حال اس کا ہوتا ہے۔ مگر حق قوت حقوق نفس کا خیال آ جاتا ہے تو وہ ضرور ادا کرتا ہے۔ گوہ حضرت اولیس قرنی عاشق رسول اللہ فرمائی کہ جو قوت عبودیت تمام ہوئی اس کا عیش عیش خدا ہے یعنی صفت الوہیت اسیں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور فعل حق ہوتا جاتا ہے۔

حضرت ابوالعباس بن القضاۃ الالمیؒ سے حضرت ابوالحسن خرقانی و حضرت عبد الدا دستانی نے پوچھا کہ اند وہ ازل وابد تمام تر ہے یا بشادی ازل وابد۔ حضرت ابوالعباسؓ کہا کہ اس ہمہ دل کے قضاۃ کے بیٹھے کی بارگاہ ان دونوں سے بالاتر ہے لیں عین دل رب کو صباح و لامسائے یعنی جماں حق ہے وہاں صبح ہے نہ شام۔ حضرت شیخ احمد غزالیؒ فرمایا کہ حضرت مشوق طوسی ایک بزرگ ترک قبلتہ ہے اور ہر گز ناز نہیں پڑھتا اور فرد لئے فیامت تمام صدیق اس آرزوں میں ہونگے کہ کاش ہم خاک ہوتے تاکہ مغل طوسی رحمۃ اللہ علیہ اس پر قدم رکھتا۔

حضرت بائز یہ سلطانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کو کہتے سنا کہ مجھکو تعجب آتا ہے اب کہ جو اس کو پہنچانے اور پھر اس کی عبادت نکرے حضرت بائز یہ سلطانی رحمۃ اللہ علیہ

پڑ کر فرمایا کہ مجھے توجہ ہے ایسے خصوص پر کہ جو اُس کو پہچاتے اور پھر اُس کی عبادت کرے
زیادہ توجہ یہ ہے کہ اسکو پہچاننے کے بعد پھر اسکے ہوش و حواس باقی رہیں اور وہ سماں
ابقی نہ ہو جائے اور طلباء لاطائل نہ کئے۔

حضرت سیل بن عبد اللہ تشریفی نے فرمایا کہ جتنے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے خداوند تعالیٰ کو
پہچانا۔ وہ نعم و شادی کے سمندر میں ڈوب گیا۔ (بعد کو منزلیں طے کر کے احکام صوریہ
حاصل کیا) تذکرۃ الاولیا صفحہ ۳۲۲

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ راجحیقی مجھ پر اُس وقت گھلائے جب مجھے
دیکھنا بنا دیا (بعد کو جذبے سے سلوک ہیں آیا) تذکرۃ الاولیا صفحہ ۱۶۱۔

حضرت اوس قرنی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ تو خدا تعالیٰ کی
عبادت آسمانوں اور زمینوں کے برابر کرے لیکن وہ بے قبول نکریگا جب تک کہ تو اپر
یقین نہ رکھتا ہو گا۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ کس طرح یقین رکھا جائے آپنے فرمایا اُس
چیز سے کہ تیرے واسطے تقریر فرمائی ہے بینکر و فارغ ہو جاتا کہ اُس کی عبادت کے وقت
دوسری چیز کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ تذکرۃ الاولیا صفحہ ۱۶۲

لفظ خواجگان حضرت میں ہو کر مرید کو چاہئے کہ جو پیر کی زبان سے سننے اُس پر بہت ہوش کے
ساتھ عامل ہو اور جو نماز و روزہ و وظیفہ وغیرہ ارشاد فرمائے اُس کو عمل میں لائے اور
ستوار پیر کی خدمت میں حاضر ہو تاہے۔ بمصداق اسکے حضرت سلطان لاولیا نے فرمایا
کہ جسے شیخ کا ادب اور شیخ کی محبت کی وہ منزلِ مقصود پر ہو پنجا۔

حضرت نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ ایک فتح خواجہ خبید بغدادی عید کی رات کو اپنی
خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ چار شخص مردان غیرے آپ کی خدمت میں آئے آپ نے

ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم عید کی نماز کیاں پڑھو گے اُس نے کہا کہ سعظت میں پھر دس کے سے پوچھا اُس نے کہا مدینہ منورہ میں۔ پھر تیرے سے پوچھا اُس نے کہا کہ ہیث المقدس میں۔ پھر وہ تھے سے پوچھا اُس نے کہا بغداد خواجہ ہی میں۔ حاضر ہو کر نماز پڑھون گا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا تو ان میں سے بہت اچھا زاہد اور بہت جانشی والا اور بہت بزرگ ہو (لفظ خواجہ گانج پشت)

حضرت سلطان الاولیاء صنیع الدین عنہ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں نزلِ عشق میں لونڈی دغلام اور میاں دبی بی سب ایک ہیں۔

حضرت نظام الدین اویارح نے فرمایا کہ بندہ کا ایک غلام ملیح تھا۔ شکراندار ادب میں خواجہ صاحب کی نظر کے اُس کو آزاد کیا آپنے میرے حق میں بہت دعاۓ خیر فرمائی اُس وقت وہ غلام مخدوم کے قدموں پر آپڑا اور شرف یوتے سے مشرف ہوا۔ احمد ندا اُس دریمان میں خواجہ حب ادnam اللہ برکاتہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اس اہ میں خواجہ بگی و غلامی الگ الگ نہیں ہے۔ بلکہ جو اس عالمِ محبت میں آیا اُس کا کام سنگیا (لفظ خواجہ گانج پشت) حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ وصل فراق ہے اور فراق وصل۔

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحیب یہ آیت شریف نازل ہوئی فَإِنَّ مَعَ النَّعْصَرِ يُؤْتَ إِنَّ مَعَ النَّعْصَرِ يُؤْتَ إِنَّمَا يُؤْتَ لِمَنْ هُوَ أَنْجَلٌ لِمَنْ هُوَ أَنْجَلٌ ایت شریف کے ساتھ آسانی ہے لیعنی جس مون کو دشواری پیش آئے عبادتِ خدا کو نہ چھوڑے اور صبر کرے اُس وقت وہ شواری مبدل ہو آسانی کی طرف جب قبض لبٹ ہو بعد اس کے فراق وصل ہو

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا تصدیقِ عمومی چیز نہیں بہت نشکل امر ہے۔ صاحب توحید ہونا آسان صاحب تصدیق ہونا مشکل جس کو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ

جا کر لیا کریگا صحبت سے کچھ حاصل نہیں جب تک تصدیق کامل نہ نماز روزہ اور عہد
تصدیق اور کچھ تصدیق نماز روزہ کو ا nau نہیں۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ درست کتب صحائف السلوک صفحہ ۳۵۴ پڑھ
قال بعض العارفین مِنْ كُعَّادَ الصِّدَقَةِ بعض عارفین نے فرمایا کہ جبوت و خلوت میں سچائی کی درخوا
محبت کا بہبہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ محبت سچائی کا نام ہو اور سچا خدا کا جیب ہو۔
خدافرا تا ہے اور جو سچائی کو لایا اور اس کی
تصدیق کی وہی لوگ پرہیز گاریں۔

فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ مُؤْجَبٌ الْحَبَّةُ
وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحَبَّةُ صِدَاقٌ وَالصَّادِقَةُ
حَبِيبُ اللَّهِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّذِي
جَاءَ بِالصِّدَّقَةِ أَوْ بِأَنَّكَ هُمُ الْمُتَقْوَنَ
بِيَتِ

عَلَيْكَ بِالصِّدَّقَةِ وَلَكَ أَنَّهُ
أَحَرَّكَ الصِّدَّقَةَ بِنَارِ الْوَعِيدِ

حضرت سلطان الاولیاء نے مولف نے پوچھا کہ صدر صدر رئخاۓ اُستاذ عالم ہیں میں نے
جواب دیا کہ ہاں اُس وقت آپ نے فرمایا کہ تم ان سے ہماسے سوال کا جواب لاویں نے
کہا کہ حضرت کیا سوال ہے آپ نے فرمایا کہ جب تک انسان میں حس و حرکت قائم ہے
اُس وقت تک خدا کی عبادت ظاہری یعنی احکام شرعیہ ادا کرتا ہے اور جب حس و
حرکت جاتی رہی تو وہ عبادت آہی یعنی احکام شرعیہ کی تعمیل کیسے کریگا۔ مولف نے
جواب دیا کہ جب تک حواس خمس انسان کے قائم رہیں اشارہ وکنایہ سے احکام شرعا
ادا کریگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب حواس بھی باقی نہیں اُس وقت مولف نے جواب دیا
کہ اب آگے علماء ظاہر خاموش ہیں۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ جو جسکا کام ہے وہ
پیامت تک ادا کرنا مہیگا۔ آپ نے اس قول سے بھی ثابت ہوا ہے کہ علم و عمل تاحدیا

جاری رہیگا۔ اور بعد مات بھی قائم رہیگا۔ یہ اُس قول کی تطبیق ہو جو حضرت سلطان الاؤلیائے فرمایا کہ تصدیق کچھ نمازو زور دہ کو مانع نہیں۔ رسالہ منہاج العشقیہ رشادۃ الواثیقہ تالیف کردہ جناب مزا محمد ابراہیم بیگ صاحب المخلص شید الکھنوی میری نظر سے گزرا اُس میٹھ لف موصوف نے ارشادات حضرت سلطان الاؤلیارام و دیگر ارشادات صاحبان عارفین و کالمین سے کامل و کمل مطابقت کر کے فقرے وارثی کو ظاہر داہر کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ فقرے وارثی کا وہ گروہ جسکے اذکان مختلف مقامات مثلاً سر زین عرب و عجم و ہند وغیرہ مقیم تھے اور جنکا شمار سابقین میں کیا گیا ہے انھیں ارشادات وارثی سے سبق حاصل کر کے اور اپنا پورا حصہ لیکر ابھی سبیل بقا ہوئے۔ مگر موجودہ فقرے وارثی کے اکثر سیتوں پر افسوس ہو کہ وہ اپنے ادی کے قدم پقدم چلنے کی کوشش نہیں کرتے اور اپنے خیال میں ارشادات حضرت کاظاہری اور طمی مطلب سمجھ کر علم و عمل کو ترک کئے ہوئے ہیں اور علی الاعلان یہی کہتے ہیں کہ حضرت سلطان الاؤلیا کا یہ قول ہے کہ جو کچھ ہے وہ محبت ہی ہے حالانکہ دیکھنا چاہئے کہ حضرت سلطان الاؤلیائے منزل عشق و محبت و تصدیق و دیگر منزلوں کو کیسی کیسی جانشنازیوں و مشقتوں سے حاصل کیا ہے۔ مثلاً جب آپ سر زین عرب وغیرہ سے واپس تشریف لائے علاوہ احکام شرعیہ کے آپ روزے طے کے رکھتے تھے اور ساتویں روز ایک قاش بھونی ہوئی اردوی جو بلانک ہوتی تھی افطار فرماتے تھے اور ایک کوزہ پانی کا پی لیتے تھے اور پھر سات روزہ کھتے تھے جس کا ذکر پہلے گزرت پکا ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ عارف نہزادوں دریا شراب محبت کے پی جائے ڈکارت کا نیکا اور ایں من فرید کا نفرہ بلند رہیگا۔ کیونکہ اُس کو

بہت سی متر لیں طے کرنا ہے جب تک متر لیں طے کر کے متر مقصود حاصل نہ کر لیگا
یعنی درجہ صحیح۔ اور بعد حاصل کرنے درجہ صحیح کے سیر فی اللہ ذکر تاریخ ہے گا۔ اور سیر فی اللہ
ہمیشہ قائم رہیگی۔ کیونکہ سیر فی اللہ کی انتہائیں ہے حیات اور ممات دو نوں میں۔
انھیں قولوں کی اور خاصکار اس قول کی کہ کچھ تصدیق نماز روزہ کو مانع نہیں ہے تطبیق میں
حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ خود غائب الفوائد میں تحریر فرماتے ہیں
کہ صاحب نزہۃ الارواح گفت بہیث

گر غ حقیقت دریں دام باعلم و عمل گیسر آرام
 یعنی اہل حقیقت مفید علم و عمل نگردد و علم و عمل لا مقصود بذاته نہ اند بلکہ وسیطہ
 وصول حق و وجود ان حضرت مطلق داند و آرام بحق گیر نہ آنکہ از علم و عمل ترک گیر و تبری
 ناید و اگر اینجا کو میند کہ منقول است چوں بحق آرام یافت از علم بلند رفت و مه نفع لکھا
 گشت پس حاجت بعلم و عمل نہ اند جواب گوئم آنکہ در بعض جائے ذکر رفع تکالیف
 واقعہ است امر ادا ادا ارتقاء کلفت است بہ ارتقاء عمل یعنی اور ادر عمل ظاہری
 و باطنی رنج بنا شد و اعمال ازوے بے رنج صد و ریا بد و معنی تکلیف و لغت آن است
 کہ کائے از کسے خواستن کہ اور ادا ادا رنج بنا شد پس چوں رنج در عمل بنا شد تکلیف
 نہ اند و این بمشابہہ نیز معلوم شد کہ حضرت قطب عالم پیر دشکیر قدس اللہ سرہ در آخر
 عمر بیار ضعیف و نحیف شدہ بودند چنانچہ پیچ طاقت بدی نہ اند و نہ اند بود و متنی
 طویل پیچ از آب طعام و شیر و جزاں نخوردند اما در عمل پیچ فتور نہ بودی آئے مردان
 خدا بحدا رسند و با خدا یکے شوند و پیچ گاہ از عمل خالی بہوند کہ خلو از عمل علطتی بود و
 والعلمه حسرام بہیث

می ندانم کیس چه مردان بوده اند کر عمل کیدم نمی آسوده اند
 لا جرم در بندگی سلطان شدن هر خلق جهان ایشان شدند
 و اگر گویند که علم و عمل و سیلہ باشد پس بعد حصول مقصود علم و عمل را پیغ فائدہ نبود
 جواب گویند که ایجاد طلب برایافت است هر چند یافت بشرط طلب زیاده تر که
 صاحب لمعات گفت است امّه چیز را تابخونی نیابی - بجز دست راتانیابی
 بخونی - یعنی هرچیز را تابخونی نیابی مگر ای دوست راتانیابی نه بخونی - و سرانجام کچو
 مطلوب را نهایت نه بود طلب را نهایت نه بود هر چند بحق رسیدگمال یا بد و طلب
 کمالات دیگر شتابد که خدا رئ تعالی را نهایت نیست و کمالات او را نیز نهایت نیست
 اگر از طلب باز نامزد مقید گرد و دو دلک نقصان فی نقصان پس چون طلب انتہائی پژوه
 و سیر فی الدلک اقطار علی گیر و دو سیلہ منقطع گیر و دا کم په بدرقه علم و عمل در سیر بود و
 صاحب کمال پیغ حال ازان خالی نباشد نه بخونی که مصطفی علیہ السلام با کمال ضبط
 کر جملع همه محققان و موحدان و عارفان کامل تراویث و پیغ کس بکمال او زسد
 ایچگاهی از عمل خالی نه بود و خود را در خود بعل می فرسود نه بخونی تو رَمَتْ قَدَّامَكَهُ
 فَنَزَّلَتْ طَهَ مَا أَنْزَلَنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشَفَّعَ لِعِزِيزِنَا هر چند وجدان بود بکمال
 رسید سیری نشود و تسلي نه پزیرد که سیر فی الدلک انتہائی گیرد لا جرم هر دم جوش دل من مزید
 برآرد و طلب فرید گند و قدم بر قدم بپیش راند بلکه او در مقام رسیده است
 و از کلفت رنج بلند رفته است عمل او از عمل با همه بسیار بود و تهیشه در کار بود
 و اعبد ربک حتی پایانیک الیقین - ای المؤمن بر تهمیں سراسر است لاعْمَلُوا فَكُلُّ مُسِيرٍ
 لَمَّا حَلَقَ لَهُ بِرَمَیْسَ بَرَاستَ - اما اگر وقتی از غلبه سرکر حال سطوت نور شا بهد

از خود آورده و مظلوم بشهود شهودی رودی نماید و بشهود اسرار شود آنگاه معدود گردید
 و ستر و لالقربان الصلاوة و لاستم مسکاری بجهودیده او کشف شود و دم اسرار بر زند
 و زبان پنهان است بر کشیده و این مقام عزیز است که از لیسان مع الله وقت که پس از عزیز قیمت
 ملک مقرب باشد تا هر سل آنکه ای دارد و هر کس بین بارگاه رفیع قدم نیاره
 با آورده اند که حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم را گاهی چنین حال استیلا نمود در این
 حال حضرت عالیه رضه اهد تعالی عزیزها حاضر بود حضرت رسالت علیه الصلاۃ و السلام
 در این حال بوسے خطاب کرد و گفت من آنت بفتح الثاقب سکر غالب آمد و بود
 که فرق میان خطاب نمک و منث ننمود حضرت عالیه رضه اهد عزیزها جواب داد
 آنها عالیه باز حضرت رسالت خطاب کرد و من آنت بفتح الثاقب قالت بنت ابوبکر رضی الله عنہ
 باز حضرت رسالت علیه الصلاۃ و السلام گفت من ابوبکر قال العطا ابن ابی تحفون
 باز حضرت رسالت علیه الصلاۃ و السلام گفت من ابو قحافه عالیه رضی الله عنہ
 چون سکر در جوش دید خود را از آنجا کشید آنی عزیز من ارباب کمال را چنین
 حال اجیانا شود نه دانایلوین تکین است و آن مقام عزیز است ذلیک فضل
 اللہ یوئیه من یشاء و اللہ دو الفضل العظیم فاعل لا قال اللہ
 تعالی داعبد ربک حتی یاتیک الیقین قوم از اهل غواست اگر ای در ترک
 عبادت نمک بدین آیت کنند و گویند که چون یقین حاصل آید مشاهده در مشاهده
 روئے نماید عبادت انتها پزیر و تکلیف ارتقاء گیرد حتی که اینجا بمعنی ای آمده
 والی بله غایت است پس این قوم حصال بطن کمال خود و ارتقاء اعمال خود اعطی
 و هم دارند و از احکام شرعیه اجتناب آرنند پس جواب اینجا بله دفعه غواست

بیش سان موجہ آید بدانکه چوں حتی فعل استقبل در آید معنی کے بود یا معنی الی -
 آنکه معنی کے بود دلالت کند برسبیت و غرض مشال سلسلت حتی ادخل الجنة فی ان لاسلام ولا یعذ
 سبب لدخول الجنة و آنکه معنی الی بود ولا سببیة ولا غرض امّه تفسیر حتی راقرہ
 مذکور معنی الی دارند و یقین را معنی موت شاند کما قال الامام الزاهد الیقین
 هؤالموت ولا یقین اقوی میں الموت والتحقیق گویند کہ عبادت فرقین مشاهدہ
 سبب است و چنان یقین و مشاهدہ از عبادت غرض است کہ بکمال بندہ در دنیا
 ہمیں مرتب است نہ آنکہ بحصول یقین مشاهدہ عبادت انتہا پزیرہ و عبودیہ ایقطع
 گیرد کہ در مراتب کمال پیچ مرتبہ بیت کہ در شرع تکلیف از بندہ مرتفع گرد و عجا
 منتهی شود پس حتی درآیت مذکور معنی کے بود و یقین برمعنی خود باشد نہ معنی موت
 پس بندہ راید کہ بظاهر و باطن چند از عبادت کند کہ پیقین و مشاهدہ رسید تاریخ
 حال از قسم عبادت پسیار در حد کمال آید چنانچہ اسلام حتی ادخل الجنة کے اسلام
 وایمان سبب دخول جنت چنان است کہ مقام رویت سبحان است و مطلوب
 از اسلام وایمان ہمه ہمار است و چوں بندہ در جنت مخطوط بکمال بوصفت اسلام و
 ایمان در بکمال بود نہ آنکہ اسلام وایمان در ایمان در ایمان در ایمان در ایمان در
 کن الک العبادۃ فی حال الیقین و المشاهدۃ تحصیل بالکمال ولا تنقص
 الی الرذائل ذنیگرفته است کہ حتی معنی مع بسیار آمده است لے یدخل مع بعد با فحکم
 اقبالها در و است کہ حتی مذکور عاطفہ دارند و معطوف ایمه آں را مقدر آرنند فکان التقدیم
 واعبد ربک فی جمیعم الحوال حتی حال ایمان الیقین و حصول المشاهدۃ
 بدین معنی معطوف حتی جزئی بود از تبعیع برائے افادہ معنی فوت یعنی بندہ را احوال
 سار

است کمال المعصية وحال التوبة وحال اليقظة وحال الانتباه وحال الرجوع
وحال اذابة الى الله وغير ذلك الا ان يصل الى كمال اليقين والمشاهدات التي هي مرتبة
عين اليقين وهذا هو الكمال في الدنيا وامان عين اليقين وهي مرتبة الروية
فموعود في الآخرة كما هو المشهور من الآقوال واين يعني اے دخول وبعد حكم
اقبل حتى يعني كثير الاستعمال است مررتني را دایں دلیل جریقت آفت وچون قربته
صار نه ازان نه ماند صیرورت بسوئے معنی وگیرنشاند و المتفسیر که مشغول اند به بیان
ظاهر عین کلام زبانی بر قدر حال و مرتبه عوام و مراد از عین در آیت مذکور کمال عین است
که مطلق است و لمطلق تصرف ای کمال و عوام راجز بوت کمال عین نیست
که شان را نصیب از مشاهده عین عین عین عین نیست ایشان از عین اینجا ناچاره موت را
مراد داشتند و چون از عین موت ادشود البته حتى معنی خالص ای گرد و معنی حقیقی
حتی اینجا است نه آید که مستلزم می گردد مرزاوم عبادت را بعد موت و آن درست
نیست که محل عبادت و تکلیف در ابتداء است و آن دنیا است نه عقبی و اهل تحقیق که
اہل کشف و مشاهده اند و در دنیا مخطوط ظا بالکمال مراتب عین و مشاهده اند تا آن عین که
بعد موت است ایشان را در دنیا حاصل است که جمال کمال و کشف الغطاء از اذ
یقیناً بر ایشان وصل است چنانکه لفظ بله

و گیران را وعده گرفت و باود لیک اما نقد اهم اینجا باود
ایشان عین را در آیت مذکور بمعنی خود داشتند و ازان عین عین عین و مشاهده
خواستند که آن کمال عین است و در دنیا کمال بند پنهان است حتى اینجی که
لطفند که مشتعل بمعنی حقیقی حتی یافشند و قدم را بر صراط مستقیم استوار داشتند

و خود را در کمال پیغام و مشاهده بکمال عبادت به آراستند. ز به جمال حق جل و علا نخلوط
گشتهند پر حاصل معنی آئیه آن است که خداوند رب الارباب مرتبه بیتاب را از امام عباد
فرمود و اورا از عطله بازداشت نمود و ارش بپور رجها دست نمود شود و مشاهده را بحسب نظر
گرد و گفت واعبد را بیله حشی بایاتیک این قرآن یعنی عبادت کن مر پروردگار خود را
دهمه حال تا در حال که ترا کمال بیش آید و مشاهده و لیست روئے نماید که آن مژده بزرگ
دقیقی را سنت دران حال نیز مر پروردگار خود را غایب بپاش و خود را از خود پیراش خذانکه
غیر و پیشیست نماند و چهار و هجده مخصوص غیر خوبیه خود بخواند آنگاه خدمت بر صراط مستقیم
راسخ آید و پهره کمال عبادت بر قه از روئے خود بکشاید که درین حال بند و بکمال طهار
موصوف گشتند و اذ اکسایت حظوظ نفس در گذشتہ که نفس کلی بپرکشیا
و دلش همی صفا پر یافت و باز اینجا آن قوم اهل غواصیت بین خدیث داشتند که
میرشد و لطف پراجحت ایکتند که صطفی علیہ السلام فرماید من نظر ای معبوده سقط
آن عبادتیه یعنی هر که مشاهده میخواهد و خود را بسوئی حق کشیده از خود بردن تا
دان عبادت میخواهد یافت. پس اینجا جواب این است که حضرت صطفی علیہ السلام
با کمال صطفی و جمال احتمال میفرماید سقط عن عبادتیه و نی کو پس سقط العبادت عن
العبد یعنی سقوط عبادت از عبد دلالت کند بر عدم و چون عبادت و بر اتفاق
آن از عبد و سقوط عبادت از عبادت اشاره کند و بعد قدرت و بعزم عبادت از عبادت د
شستان مابینه اما پس بد انکه این حدیث مشیر است بحالت عدم قدرت بعزم عبادت
عادت نه ولی است بر سقوط عبادت از عبد عند الاختیار و صحبت اعمال یعنی چون
بند و در مشاهده میخواهیں حالت رفیع نماید که ضایعه نماند و از خود رو و آنگاه معدود

عز و جلالت از کا ذمہ رئیتِ الصلوٰۃ و آن دفعہ سکاری پیش کرد و از عبادت سقوط نہایت پذیر
 با عز و ذرست و محبت حال عبادت از و ساقط گرد و تکلیف فرتفع شود و آنکه در
 بعض محل ذکر ارتفاع تکلیف واقع شده است مراد ازان ارتفاع کلمہ است نے ارتفاع
 عمل اپنی اور ادعل ظاہری و باطنی و عبادت صوری و معنوی بخی نہایت شد و اعمال
 از نے بے بخی صد و بیايد - و مضمون التکلیف فی الغفت کا یہ ہے اسکے خواستن کیمہ ان
 بخی باشد پس چوں بخ در عزل نامذکور تکلیف نامذکور عبادت از فی سقوط باید پذیر کلیف
 ایجا بعین الغفری است یہ بعین امر و فی دحضرت شیخ شرف الدین حبیب میری در آجوبہ بعین
 حدیث نہ کو جیہیں تو شترے اندک چوں نظر بعید افتاد از عبادت خود لنظر اوساقط شو
 یعنی بخوب نگردد و بدان عبادت پس مقرگشت کہ چوں بندہ درین مرتبہ رسید عباش
 صفا پر زیر دود رحیم کمال آئینہ آنکہ سقوط نہاید - شیخ الفوائد حمد لله لغایتہ مطبوعہ
 سلم پرین چھجر - حضرت شیخ ابوالجیب سہروردی گی لے آداب المریدین میں اسناد
 زور دیا ہے کہ احکام عبودیت اور فرض واجبات و تکلیفات شرعی کسی شخص سے
 چاہیے وہ کیسا ہی مترب بارگاہ اور ولی اللہ ہوا اور کسی مقام و مرتبہ تک پہونچ یا
 ہرگز کبھی ساقط نہیں ہو سکتے (جیسا کہ بعض ملاحدہ کالمان ہو) بلکہ احکام العبودیت
 کا لازمہ عذر لالعبد مادا امر عاقلاً بخی بندہ جب تک عقل و ہوش رکھتا ہے تکلیف شریعی
 وہ آزاد نہیں ہو سکتا اور احکام عبودیت اسکے لئے ہر حال میں لازم اور ان کی پابند
 اُس پر واجب ہے (جب انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سنت الانبیا سرور عالم محمد
 صرفی عسلے اللہ علیہ وسلم سے تکلیف شرعی ساقط نہیں تو پھر کسی دلی سے کیتھے
 ساقط ہو سکتی ہے) البته جب بندہ صفائی قلب پوری طور پر حاصل کر لینا اور

عمرت کمال ہو جائی ہے تو نکایت شرعیہ کی کلفت و شقت اس سے ساقط ہو جاتی ہے
اُنہیں کلیف شرعی اُسکے حق میں تکلیف نہیں باقی رہتی یعنی فرائض و دو اجات و جمیع احکام
عبدیت جاؤں پر لازم دو اجوبہ ہیں اُنکے بجا لانے میں سے نفس کو کوئی تکلیف نہیں پختی
بگڑنا انت و عبادت و بجا آوری احکام عبدیت میں بجائے محنت و شقت کے عین
اُسے راحت و لذت اور سرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شیخ ابوالخیب سرور دی رحمۃ اللہ علیہ آداب المریدین میں ارتقام فرماتے ہیں کہ
بشرت کسی سے زائل نہیں ہوتی۔ اُن ضعف اور قوی ہوتی رہتی ہے۔ یعنی جو لوگ
بریاضت و بجا بہ نفس کرتے ہیں اُن کی بشرت و نفسانیت ضعف اور روحانیت
غالب ہو جاتی ہے اور عوام کی بشرت اور اُن کا نفس قوی رہتا ہے۔

اپ فرماتے ہیں والصفات الارضیة لفسمی من العارفین و تنہیہ فی المریدین
حضرت مخدوم رضے اللہ عنہ اسکے ترجمہ و شرح میں ارتقام فرماتے ہیں۔

صفتیاً کہ ذمہ دار چنان کہ بخل و جقد و حسد و محبت دنیا و خشم و کبر و محبت جاہ
خلق اُنچیزیں اندھائی گرد در حق عارفان ذمہ دار حق مریدان یعنی صدقہ ہائے کہ ذمہ دار
است بحسب کر دن صفات حمیدہ فانی گرد در حق عارفان داما در حق مرید اوصاف
ذمہ دار فانی نگردد لیکن اس ب اور فرمیر د آداب المریدین صلی اللہ علیہ و آله و سلم

حضرت سلطان الاولیاء رضے اللہ تعالیٰ عنہ نامع مجدد
جال ذات میں جال صفات کو فنا کر دیا تھا عقد نکرنے کا یہی سبب پیدا ہوا کہ ہر کیک
اس شب اظہور شد کہ جو بسبب جال ذات کے ظہور میں آپس اور ہر ایک ایسا چارہ میں جالیں

ذات کے ظہور میں آئیں اور ہر ایک شے میں جمال ذات ملوٹھا دوسرے آپ سے
صحبت زنا زیادہ رکھتے تھے جبکہ سبب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر اشیا کو
جمال ذات دیکھتے تھے۔ کیونکہ ماسو اللہ کو فنا کر دیا۔ جمال ذات باقی رہا یعنی حق جل
و علا، یہاں خود کو دوست رکھتا ہے۔ جبکہ جمال اشیاء جمال وضع کمال اُسی کا ہے
جمال اشیاء تمام بھی اُس کو محبوب چانتا ہے جب جمال صفات فنا ہو گئے اور
ذات ہی ذات باقی رہی تو پھر اشیاء موجودہ کو اپنی ذات معلوم کر یگا تو عقد کس کے
ساتھ کر یگا۔ ماسو اللہ باقی نہیں رہا۔ اور زبان سے کہنا کہ میں حق میں فنا ہو گیا یہ حق
نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ تو اس طریقے سے کھاتے ہیں کہ *الحمد لله*

حضرت مولانا مرشد نا حاجی حافظہ سید وارث علی رضے اللہ تعالیٰ عنہ سے مستورات
پر وہ نہیں کرتی تھیں اور شب و روز مستورات واسطے بعیت قدیمہ سی کے آتی جاتی تھیں
سبب اس کا یہی ہوا ہے کہ آپ نے اپنی صفات کو جمال صفات باری تعالیٰ میں فنا کر کے بوئے
جمال صفات باری تعالیٰ کو بھی جمال ذات فنا کر دیا تھا اور حبقدر اشیاء موجودہ بیب
جمال صفات باری تعالیٰ سے ظہور میں آئیں اس کا سبب جمال ذات ہے۔ کیونکہ جمال ذات
اپنے جمال صفات کو ظاہر کر کے ہر ایک اشیاء موجودہ کو گن کرنے سے موجود ہوئیں
اور اُس میں اپنا جمال صفات ظاہر کر کے دکھلایا اور خود جمال صفات میں ظہور کیا
گر جبابات جمال و جلال کے قائم رکھا۔ جب فضل اپنا جمال صفات پر کیا تو جمال
صفات فنا ہو گئے اور جبابات غائب ہو گئے جمال ذات باقی رہے اور ماسو اللہ
نہ ہو گئے تو ہر شے موجودہ میں حبیب جمال ذات ہی باقی رہا اور غیر ماہہ باقی رہا۔
قطاب پر وہ کہاں رہا اور کس سے پر وہ کرے جبکہ اُس سے جبابات ظاہری ہو گئے

اب تو وہ سیر فی اللہ العزیز حیا ب کریگا کسی منزل میں جواب نہیں دے سکتا۔ ہر شے میں حب و نظر جمال اپنا موجود ہے تھا تو وہ کسی جمال میں پس وہی حب و نظر مطلق ہوئے مفید حکم خیر کے لازم ہوا کہ حب صفت اثنان پیدا کر لے۔

درجہ درجہ فقر

حضرت سلطان الاولیاء تمام منازل فقر طے فراہم کئے تھے جنیں سے بعض کا ذکر طالعت کتاب کی وجہ سے مختصر ابیان کیا جاتا ہے۔ یقینہ منازل کے طے کرچنے کا حال ارشادات حضرت سلطان الاولیاء سے واضح طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان الاولیاء مرب فقر و فاقہ پر سوار ہو کر دریائے عشق سے گزر کر منزل مقصود پر پوچھ کر سیر فی اللہ کرتے رہے۔ مراد فقر عبارت ہستی سے گزرا اور فاقہ عبارت شہوات نفسانی سے عیحدہ ہونا ہے اور سیر فی اللہ سے مراد منزوں کاٹے کرنا۔

دویم حضرت سلطان الاولیاء نے امر بیوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی موت و اقبال آن متوتو کی تعمیل کر کے موت معنوی اختیاری حاصل کی اور حیاتِ ابدی کے درجہ کو پونچے مصباح

ہر کہ او جان پا ہے زندہ بجانا باشد

مراد موت اختیاری سے یہ ہے کہ جمیع خطوط نفسانی و شیطانی مباح و غیر مباح پاک ہو گئے اور صفات ذمیہ و محیدہ سے کوئی سروکار نہ رہا۔ کیونکہ جب میتتے خود کو و تصرفات خود کو خیر کے پر دکر دیا تو کوئی حرکت و سکون وہ خود نہیں

ای کی موت مذکوری کرتے ہیں۔ اور اسی کو درجہ سلیم و رضنا،
سیوم یہ وہ موت ہے جو حضرت سلطان الادلیا نے حاصل کی یعنی امر حق بحاجت تعالیٰ کا
ہے قدرتی موت اُن کشمکش صادقین و ازروں موت ظاہری کے مقابلے
مذکوری فرض ہے۔ سیوم موت کی دو قسم ہے ایک موت معنوی جسکی تعریف
ہو گئی دوسری موت صوری یعنی ظاہری موت کہ جو تمام عالم اسی موت میں مرتباً
اگر انسان کو موت معنوی کے درجات معلوم ہو جائیں تو ہر وقت وہ اپنے پر دو کا
ہے..... اُسکی یہی استدعا ہے کہ مجھکا موت معنوی
نصیب کر۔ مگر موت معنوی بجز انبیاء ارسلان علیہم السلام و اولیا کرام کے اوکسی کو
نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت سلطان الادلیا کو یہ منزل بھی حاصل تھی کہ جن منزل میں محبتِ حبابے
درمیان محب و محبوب کے جبکہ محبت کو فنا کر دیا پس وہ محبوب میں ملکیا
جیسا کہ محب و محبوب کو ایک دائرہ تصور کر واد رخدا اسطی کو طرح دیکھو
تو گویا خط اسطی محبت تھی لگن ظہور اسکم محب و محبوب کا محبت سے تھا جس وقت
محبت جاتی رہی محب و محبوب ایک ہو گئے دیکھو شکل دائرہ



اور حضرت سلطان الادلیا نے تمام عالم سے درجہ بنے نیازی کو بھی حاصل کیا تھا۔
یونکہ من رَأَنِي إِسْتَغْتَثَى مِنَ السُّؤَالِ فِي كُلِّ حَالٍ وَمَنْ لَهُ بَلَارَ فِي قَلَّا يَنْفَعُهُ

السؤال فهو محبوب يعني في المقابل يعني جن شخص نے دیکھا ممحکو وہ بے نیاز ہو
سوال سے تمام حال میں (جیسا کہ حضرت سلطان الاولیا فرمایا کرتے تھے کہ سوال
کرنا کسی سے حرام ہے) اور جس شخص نے نہ دیکھا ممحکو پس نفع نہیں کرتا ہے اُس کو
سوال کس واسطے کہ وہ محبوب ہو۔ یعنی وہ شخص گیا ہے قل و قال میں مطلب ہے
کہ انتقال فرماتا ہے کہ اول جس شخص نے ممحکو دیکھا ممحکو پایا اب وہ سوال کس سے
کریے کیونکہ اس لفڑی سے بہتر و فاضل تر کوں سی نہیں ہے۔ اور اس صورت میں اگر وہ
چاہے اعلیٰ طرف اونٹ کے رجوع ہو یہ امر الحال ہے۔ دوسرے یہ کہ جس شخص نے
ممحکو دیکھا ممحکو پایا اور تمام اوصاف و افعال میرے اُس میں آگئے یعنی محسوس کیا
ہو گیا کہ من کہ اُنکی فکر کا لکھ پڑا ب وہ کیا چاہے اور کس واسطے چاہے۔

ہر سیوں جن شخص نے انتقال کرچا ناخودی سے پاک ہو گیا۔

چوتھے جن شخص نے حتی سچانہ کو دیکھا اور پیچان ا مقام میں الجمیع میں پھوپھا بس اب
اُس کا خودی میں آنا اور محبوب کے غافل ہونا اور سوال کرنا شرک ہو اور نقصان
کمال حضرت سلطان الاولیا نے فرمایا کہ صدقہ صدقہ کسی سے سوال نکرے یہاں کہ
کہ خدا ہے بھی نہ مانگے۔ کیونکہ وہی ہمارے کل کاموں کا کفیل ہے۔

اور حضرت سلطان الاولیا کو یہ بھی متسلح اصل تھی کام عراجِ حرث من کا صلواۃ
لہ المحرر و مَنْعِنَ الصَّلَاۃٍ هُوَ الْمَحْرُومُ مَنْعِنَ الطَّرَاجٍ یعنی نہیں ہے معراج
محضوں کا اُس شخص کو کہ نہ ہونماز خاص کر داسطے اسکے اور یعنی محروم صلاوة
محروم معراج ہے وَ الْصَّلَاۃٌ مَحْرُومٌ بَعْدِ الْمُوْمِنِینَ یہ فرمان صاحب شریعت کا ہے
یعنی نماز معراج مومن کی ہے۔ نمازو ہے کہ امْصَلِی وَ سَاجِی رَبِّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

نماز کی تین قسمیں ہیں۔ نماز عام۔ نماز خاص۔ نماز خاص انخاص۔
 نماز عام اُسے کہتے ہیں کہ پرستش کرے خداوند کریم کی اور ایسی پرستش کرے کہ اللہ کو
 حاضر و ناظر جائے ظاہر و باطن میں۔ اور نماز خاص اُسے کہتے ہیں کہ ایسی پرستش
 خداوند کریم کی گئے کہ گویا دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کو اور اُسکے دیکھنے میں مستغرق ہو جائے
 اُس وقت مشاہدہ حاصل ہو۔ اور نماز خاص انخاص اُسے کہتے ہیں جیسا کہ حضرت
 علی کرم اندھہ پر ہے تھے۔ لَمَّا عَبَدَ رَبَّهُ حَتَّى أَرَاهُ يَعْنِي نَعْبَادَتَ كَرْمَ
 لَيْلَةَ بَرَدَ وَكَارَ كَيْلَتَكَسَ نَهَدَ يَكْرَمَ لَوْ۔

نماز عام شریعت ہے کہ منہ طرف کعبہ قبلہ ظاہری کے رکھیں اور علی چھپنور رکعت
 مشغول کریں اور چھپنور باطن سے بجزرہ رکھیں۔ اور نماز خاص طریقت اُسے کہتے ہیں
 کہ منہ طرف قبلہ باطن کے لاپیں اور چھپنور باطن مشغول رہیں۔ اور جانب چپ و
 راست المفاتیح نہ رکھیں اور نہ مشاہدہ حق سے آگاہی رکھیں۔ اور نماز اخصل انخاص
 اُسے کہتے ہیں کہ آنکھ جمال و دوست کی طرف ہو اور آپ درمیان میں نہ ہو اور ساجد
 و سجود کو ایک دیکھ اور سور خود میں سہی کا بھی نہ ہو۔

حضرت سلطان الاولیاء یہ منزل بھی حاصل کی تھی۔ قال لی غوث الا عظم
 ان لی عبادی سوی الائنبیاء المرسلین لا يطلع على احوالهم احد من
 اهل الدنيا ولا احد من اهل الاخرۃ ولا احد من اهل الجنة ولا
 احد من اهل النار وما خلقتم للجنة ولا للثواب ولا للعقاب ولا
 للسوء ولا للقصوس فطوبی ممن امن بهم وان لم یعرفهم یا یغوث انت
 منه و من علامتهم في الدنيا ان اجسامهم محروقة من قلة الطعام

وَنَفْوِهِمْ مُحْرَقَةٌ مِّنَ الشَّهْوَاتِ وَقُلُوبُهُمْ مُحْرَقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ فَإِذَا حَمَّ
 مُحْرَقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَهُمْ أَصْحَابُ الْبَقَاءِ الْمُعْتَرِقُونَ بِنُورِ الْلِّقَاءِ
 اسْعَى غُوثَ بَرْگَ خاصَّكَمِيرے بندے ہیں جو علاوہ انبیاء مرسیین کے ہیں اور
 ان سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا ہے اور احوال اُن کی کے اہل دوزخ سے اور
 وہ پیدا نہیں کئے گئے واسطے حور و قصور کے۔ خوش ہیں خاصَّکر وہ لوگ کہ ایمان
 لائے ہیں اگرچہ نہیں پہچانتے ہیں اُن لوگوں کو اسے غوث بَرْگَ انتہم تُمُّنُمْ تُمُّنُخُم
 لوگوں میں ہو اور بعض علامات اُن لوگوں کے ایسے ہیں کہ رات کو باتلع سلطان
 الْجَبُوْبِینَ کے نورست ماسوی اللہ کو جلایا کرتے ہیں اور صبح کو بو جگر سوختہ کی تہہ
 برآمد ہوا کرتی ہے وہی لوگ اصحابِ لقاء ہیں۔ آے عزیز دریافت کر بدب محبت
 غیرت ایک کبھی اُن لوگوں کی معرفت حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ محبوبان حق کے
 کہ اولیائی مسحت قبائی لا یعرنھم غیری کہ وہ لوگ ہمیشہ قبیہ نظرِ عظمت الٰہی
 میں ہیں آے عزیز ہر ایک پنے محبوبے رشک لیجاتے ہیں جیسا کہ جہر میں ہے کہ
 حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام قاب قوسین افادت
 وَفِي مَقْعِدِ صِدْقٍ عِنْدَ مِلِيّكٍ مُّقْتَدِّرٍ میں پوچھا دیکھا کہ ایک شخص
 سے پہاٹ کمل اور ہے ہوئے لیٹا ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو غیرت معلوم ہوئی کہ مقام ادب میں یہ بے ادب کون ہے اور یہ مقام
 نیاز ہے (یہ آپ کا خال نسبت جواب کے تھا) اور یہ نا ذکرنے والا کون ہے فران
 حق سنجانہ تعالیٰ آیا کہ یہ اولیس ہے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے التائس
 کیا کہ بھی شوق ہو کر میں دیکھوں و مٹوں فران باری تعالیٰ پوچھا کہ بعد نشرِ رسالہ کے اس نے

اس وقت استراحت کی ہے اور مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ مجھ کو دُونوں جہان میں پڑی رکھئے تاکہ کوئی دُونوں جہان کا مجھے پہچان نہ لیوے بدین سبب میں نے اُس سے عہد کیا ہے۔ اے حبیب میرے آپ کو اور آپ ایسے کسی کو اُس کاششناسانی و
یہ کیا اضنافت خاص ہے بلکہ اخْصَ اِنْخَاص ہے کہ ان لی عبادتی سوا حکم الہی
المسلمین الگاس اضنافت کو ظاہر کروں تو تمام عالم زیر وزیر ہو جائے لیکن حضرت
محبوب رب العالمین سے سنئے کہ الْوَلَايَةُ أَفْضَلُ مِنَ النَّبُوَةِ وَيَكُونُ لِلْوَالِيَّةِ
بِنْرُوگی کی نسبت میں رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ولیت

در تینگناے معنی صورت چہ کار آید
میں نے چاہا تھا کہ معنی اس حدیث وخبر کے مفصل طور سے لکھوں مگر وقت نہ ملا
اور یہ بھی خیال ہوا کہ اوروں کے کان اس اصرار کے مشتمل نہیں ہو سکتے جیسا کہ بھی ب
بطریق معراج متوجہ ہوا۔ **نَسْرًا لِّرَبِّ الْعُوْبُدِيَّةِ كُفُّرُ زَبَانٍ** سے نکالاں میں نے کہا پطلع
علی الحوالِ الْهَمْلِ الْحَدِیثِ یعنی نہ خاص و نہ عام کیونکہ وہ لوگ محبو بان درگاہِ ربِ
الغرتے ہیں ظہورِ ان کی ذات کا شخص ظہور ذاتِ حق ہے۔ ظہور ذاتِ مراد
نو راحمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یہ لوگ بہشت کے واسطے نہیں خلابہر کے کئے گئے
اور نہ حور و نہ قصور و نہ عسل و نہ لبین پر نظر دالیں گے اور یہی لوگ بہشت میں
ہونگے کہ انَّ اللَّهَ جَنَّةٌ لِّيْسَ فِيهَا حُوْرٌ وَّ لَا لَبِّينٌ وَّ لَا عَسَلٌ وَّ لِكُنَّ بَجَلَّ
رَبَّنَا صَنَّا حَكَّا یعنی بہشت میں ایکا مداروں کے واسطے حور و قصور نہیں ہیں کس
وجہ سے کہ کوئی اُن سے آگاہ نہیں ہے کیوں کہ خلقت اُن لوگوں کے وجود کی

بہشت و حور و قصور کے لئے نہیں ہوئی ہے بلکہ محض واسطے شناخت و محبت ذات
 اور دہی لوگ پیدا کئے گئے ہیں پر اسے دیکھنے جمال خود و زبان برائے کلام خود و قلب
 پر اسے محبت یعنی نظر ان لوگوں کی جمال ذات کے سوا نہیں پڑتی ہے اور دعا
 حضرت سلطان المحبوبین کی یہ تھی الکَلْهُمَّ اجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا وَ فِي سَمْعِي
 نُورًا وَ فِي قَلْبِي نُورًا وَ فِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْنِي نُورًا لے عزیز محبوب بانبات
 سلطان المحبوب کے بال محل نوری نوریں کہ ہم اصحاب البقاء المحتوقون بنور
 لقاء لے عزیز کلام قدسی کو کیونکر سمجھا کہ نہ دہ لوگ بہشت کے ہیں اور نہ حور و قصور
 و نہ برہنے ثواب و عقاب کے یعنی ذات حضرت حق سبحانہ تعالیٰ پاک ہو و منزہ
 ملبوسوی افہد سے یہیں سبب وہ لوگ ہے پر وہ ہیں اور پاک ہیں کیونکہ وہی لوگ
 ہم صفت اوہم تصرف حضرت حق کے ہیں اور متصف باوصاف الہی و حکام الصفات
 پاوصاف اللہ رَبِّنَا لَهُ مَا خَلَقَ وَ مَا لَا خَلَقَ اللَّهُ كَمَّ كَيْ صراحت نہیں ہے و نکتی فہم
 من فہمانست منہم یعنی اے غوث بزرگ تو نہیں ہیں سے ہو یعنی کوئی اُن لوگوں نیں
 تھککو یا تیرے کمال کو نہیں پہچان سکتا اور سوانحے میرے اور کوئی نہیں چانتا۔
 قطبی میں امن یہ مردانہ کم تیر فہم پس راحت و خوشی خاص کر اُسی شخص کو
 کہ جو ایمان لایا اگرچہ نہیں پہچانا اُس نے۔ اگر سائل سوال کرے کہ جب پہچانا نہیں
 تو ایمان گیسے لایا آئے عزیز شناخت کرنے کی تین قسم ہیں۔ ایک تعلیمی دویم
 استدلالی۔ سیپوم تشریفی۔ یکے شرعیت۔ دویم طریقت۔ سیپوم حقیقت۔ یکے
 ظاہری دویم باطنی سیپوم سری دروحی۔ یعنی ہر شخص کمال ظاہر ہونے کو دیکھ کر ایمان
 لا دے اور حقیقت حال انہوں سے بے معرفت ہو۔ جیسا کہ فران صاحب ریتھے

لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتٌ كَالْيَسْعَى فِيهِ مُلَكٌ مُقْرَبٌ وَلَا يَنْبَغِي غَرْبٌ وَبَنْ تَحْقِيقٍ كَمَكَنْ
 معلوم ہو گیا کہ انہیں لوگوں کے رتبہ و حال سے کتنی کو خبر نہیں ہے۔ جیسا کہ روایت
 کرتے ہیں کہ ایک مرید حضرت عوْث بزرگ کا ایک شہر پہنچا اور ایک نگن کی
 ملاقات کو گیا کہ جنکو قبطی سے نبٹ کرتے تھے اُس بزرگ نے فرمایا کہ میں ہر روز درگاہ
 حن میں جاتا ہوں مگر تھا کے پیر کو نہیں دیکھتا ہوں جب وہ مرید واپس ہو گر مکان پر
 آیا اور حضرت پیر میں حاضر ہوا اُس کو پیر نے دیکھ کر فرمایا کہ احوال اہم زندگی کو پیر فتنے والے
 نہیں جان سکتے کہ جبو بان اندر ورنہ پردہ عصمت و سراحہ عزت میں ہیں کہ اولیائی
 نخت قبایل لا یعرف هم غیری۔ حضرت سلطان الاولیائی اس منزل کو بھی
 طے کیا تھا۔ قال لی یا عوْث الا عظْم رَأْيَتِ الرَّبِّ تَعَالَى شَفَاعَةً لِيَارِبِّ
 ما مَعْنَى الْعُشْقِ قال عَشْ لِي وَقِ قَلْبِكِ وَعَنْ سَوَابِي پِسْ كَمَا دِيکھا ہیں لَيْ
 پئے پر دردگار کو پس سوال کیا میں نے اُس سے کہا تھا حضرت پر دردگار میرے
 کیا چیز ہے یعنی عشق کہا پر دردگار میرے نے کہ عیش کو ساختہ ہمیرے اور نگاہ رکھ
 دل کو غیر میرے سے لے عزیز محبت صادق واثق ہونا چاہتے کہ فرجت و حفت
 ساختہ یار کے ہو اور ماسوی الہدستے بیزارہ و کہ العشق ناریقم فی القلب و میرق
 ماسوی المحبوب یعنی عشق اُگ ہے کہ ہو دل میں اور جلائے غیر محب کو یعنی نہ لئے
 محب ذکر محبوب ہو اور عیش اُس کا ساختہ فکر کے ہو اور فرار ساختہ جمال دوست کے ادا
 قرار اُس کا ساختہ غیر کے ہو۔

حضرت سلطان الاولیاء رضی الفرد عنہ نے اس منزل کو بھی طے کیا۔ قال لی یا عوْث
 الا عظْم اذ المعرفة ظاہر العشق فعليك وبا الفتن من العشق فانه جما

بین الحاشق والمعشوق کہا اے غوث بزرگ تو نے پچاناعشق ظاہر کو پس پہر
 واچبہ ولازم ہے فناکر و متزل عشق ظاہر کو کیونکہ عشق جہات ہو درمیان عشق
 و معشوق کے۔ اے کہ عشق عبارت ہو ذاتے اور عاشق و معشوق صفت
 اُس کی ہے اور اشتیاق عاشق و معشوق عشق سے ہے جبکہ ذات فنا ہوئی اور
 صفات بھی اٹھ گئی یعنی عشق واسطہ ہے درمیان فاشق و معشوق کے پسل یک
 ہو گئے فاشق و معشوق اے عزیز ظہور احادیث کا وجہت سے ہے جبکہ نام وحدت کا
 درمیان سے اٹھ گیا اُس وقت واحد باقی رہا اور واحدیت احادیث ہو گئی۔
 فھرمن فھر حضرت سلطان الاولیاء نے یہ مسئلہ بھی حاصل کی تھی۔

من أنس بن الخطاب رضي الله عنه استوحش من غير الله يعني كيما هو انس ان شاء الله سے اُس کو
 دعشت ہو گی کل غير ان شاء الله سے من طلب الكل فات الكل جو شخص طلب کے
 کل کو یعنی خاص کو یعنی اُس کل کو کہ جسکا تمام عالم جز ہے تو وہ شخص فنا کر یگا اُسکے
 جزوں کو معنی حدیث ظاہر ہے بیان کی کوئی حاجت نہیں عیاں را چہ بیان لیکن
 معنی حقیقتی اس حدیث کے یہ ہیں کہ مقصود مراد کی اُس کا حضرت حق سنہ ہو۔
 کل مرادات دینی و دینوی سے علیحدہ نہ ہو گا کیونکہ کل مرادات و مقصودات اسکے
 ساتھ چیپاں ہیں جب تک ان کو فنا نہ کر یگا مطلوب و مقصود کل سے وصل نہ ہو گا
 جیسا کہ مَنْ لِهِ الْمُوْلَى وَلَمْ يَلْمَدْ اند ترک ہمہ گرفتہ ترا برگ زیدہ اند

آنا ترا بدیدہ تحقیق دیدہ اند ترک ہمہ گرفتہ ترا برگ زیدہ اند
 آنا کہ بجز و نے توجائے نگراند کو تم نظر آند چہ زدیش نظر آند
 حالانکہ تمام حظوظ نفسانی و جسمانی و مرادات و مقصودات اُس جہاں یعنی روشن

اُز ل کے اور اس جہان کے یعنی دنیا کے اور تصورات نورانی و ظلماتی سے باہر نہ تو
اور وصال چاہئے ہرگز نہ کرو وصال ذات خاص کا نہ گا اور جب تک آنکھوں میں سرہ
مازانَعَ الْبَصَرُ کا نہ لگائے کہ لا واحد للّٰهِ ملِّوْمَنِينَ العاشقینَ بِدَارِ لِقاءِ اللّٰهِ

گرہر دوجہاں فرستہ دارا چون وصل توفیت بے قابو

حضرت سلطان الاولیاء اس نزل کو بھی طے کیا تھا۔

لیں الفقیر عَنِی من لیں لہ شعیْبِ الْفَقِیرِ الَّذِی لَهَا هُنْ فِی كُلِّ شَعْبٍ
اذ قال لشئی کن فیکون یعنی نہیں ہے کوئی فقیر تر دیکت میرے بگز وہ شخص کرہیں
خاصِ کارا کے واسطے کوئی چیز بلکہ فقیر وہ ہے کہ خاصِ کارا کے واسطے حکم ہو برخیں
یعنی ہر دو جہاں میں کہ جس وقت وہ فقیر چاہے کہ کہ ہو جائیں ہو جائے جس چیز کو
گمان میں لائے یعنی اذ انہ الفقیر فہو اللہ یکون حیثیتہ کی عین اللہ فقیر حیثیتی
وہ ہے کہ مخلوق ابا اخلاق اللہ ہو یعنی جو میری مخلوق ہے وَاللّٰهُ صَنَفُوا بِأَوْصَافِهِ
اللہ ہو اور صفات بشریت سے گذر گیا ہوا اور اوصاف الوہیت اُس میں ہو یہا
ہوں یعنی تمام فقیر سنتی میں ہیں یعنی مقام فنا میں ہیں اور صفات بشریت و احتیاج
غیرتی سے گذر گئے ہیں اس وجہ سے وہی فقیر مقام تباہ و سنتی میں پوچھ کر صفات بڑو
و علیش حاصل کی ہے چنانچہ اور حکم سری کے موجود معدوم موجود ہو جیسا کہ حکم مراد
ناپذیر ہوا اور پیدا نہیں ہوا جو شخص چل ہے کہ میں معشوق حقیقی سے لوں تو اُس کو
لازم ہے کہ پہلے اجسام و نفوس بشریت سے باہر آئے اور قلب و روح سے
کیونکہ پہلا قدم رکھنا درد و شیشی میں تذکرہ جسم و نفس ہے دوسرا قدم تصوفیہ
دل ہے دوسرا قدم تجلی روح ہے پوچھا قدم تجلی سمجھے یعنی جب تک جسم و نفس کو

نہ کر سے تصفیہ دل کو نہ ہو سکے اور جب تک تصفیہ دل حاصل نہ ہو تصفیہ
میں کہہ پھوپھے اور جب تک بجلی روح سے آزاد نہ ہو بجلی سے پسزہ نہ ہو اور
جتنک ان سخنوں کو جدا انکرے اتصال میں اندھا حاصل نہ گایہ بات بہت وقیعہ
ادق کیوں کہ مرتبہ ذات تمام شانوں سے بے شان ہے اور جب تک تعینات
واعقبات بے مذہے مرتبہ بلا یقین حاصل نہ ہو اور تمام شان بے شان سے
مرز جائے یہ شان پیدا نہیں ہو سکتا۔

اب اگر من حضرت سلطان الاولیاء صنی اللہ عنہ کی نشوون و کرامات کے واقعات
خوب کہنا چاہوں تو زبان کو یار نہیں اور تو کوچاہ نہیں اگر تمام عمر لکھ تو نہ کہ سکیا
میں بہب نظر اندوار کر رہوں - و اندرا علم بالصواب

ذکر وفات حضرت آیات حضرت سلطان الاولیا

مولانا حاجی حافظ سیدوارث علی شاہ صدیق اللہ تعالیٰ عنہ

ناظرین کرام و فاریین عظام حضرت سلطان الاولیا کے بعض واقعات یہیں کہ جن سے بعض ظاہر بی حضرات کو سورۃ نبی پیدا ہو جانے کا احتمال ہے اور گستاخانہ نکتہ چینی کا خیال۔ بدینوجہ یہی واقعات کی صفائی ذمیر عوام کی تشفی کیلئے سلطان الاولیا کے واقعات وفات کے ساتھ ساتھ چند واقعات وفات قیامت آیات فخر موجودات سرد کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تحریر ہائیں۔

حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت میان رحیم شاہ خادم و مؤلف کتاب بتاریخ ۱۷ خواہ ۱۴۴۰ھ محرم الحرام ملک اللہ عز و جل کو بوارضتہ پر فر کام علیل ہو چکیوں و داکٹروں کا مجمع کسی تھا شب و روز شخوں میں تغیر و تبدل ہوا کیا اور نواس عبدالشکور خاں صاحب رئیس و تعلقدار وہرم لوڑ ضلع بلند شہر و بادشاہ حسین خاں نضا رئیس و تعلقدار ریاست کبر ضلع سیتاپور و عباس حسین خاں صاحب رئیس و تعلقدار بایلو پور ضلع سیتاپور و راجہ محمد شیر خاں صاحب رائے پور ضلع کھیری کھیم پور و مٹاکر چپم سنگھ صاحب تعلقدار ریاست ملاولی ضلع میں پوری اور چودہ بھری لطافت حسین خان نضا صاحب و میان فضل حسین شاہ صاحب جادہ نشین منعم شاہ صاحب دیوبی و مرید حضرت سلطان الاولیا و معروف شاہ صاحب رئیس و صبیر دیوبی شریف و رؤسنا و قصبه خاص و مرید ان مقامات دیگر قرب و جوار

کو شش بیان سے علاج میں مشغول تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے چاہنے والے کو کب چھوڑنا پڑ کر تھا، پھر ایسے طالب صادق کو کہ جو معشوقي و عاشقی میں فائز المرام ہوا ہو

واقعات وفات حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایتِ حضرت خالشہ صدیقہ

الغرض شیداں جمال وارثی صحت

و مندرجہ تھی کہ جملہ ترا بری عمل میں لائے رہے
سے لو بارہ اُس بیماری کے کہ جس میں فات
پائی بُنی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہدا سختی آذان نے

صوت ہوتی گئی

یعنی وقت زرع جو لفغم یا سانس آن کر

مریض عشق پر رحمت خدا کی

حلق میں انک جامائے اور اُس سے آواز

مریض بُختا گیا جیون جیون واکی

بیماری ہو جاتی ہے پس مُناہین نے کہ

اُدھر اک الموت کو حکم ہوا کہ میرے عاشق

صادق کو میرے پاس لاو۔ اور اُدھر عاشقاً

وارثی اس سعی میں کہ یہ جلد خاکی جس پر شیدا ذرفۃ

اُن لوگوں کے کہ انعام کیا تو نے اُن پر

ہیں اپنی نظر دی سے جملہ ہونے دیں اُدھر

کہ وہ پُتھیریں اور صدیقہ ہیں اور شہدا

عاشق اُدھر کو اپنے معشوقي یقینی سے وصل کا

اور صالحین ہیں۔

بیاض ا Lazhar سعی و وازدہ مجلس صفحہ ۶۱۹

خیال اُدھر شیدا نگان جمال وارثی کو اپ کی

میں تحریک ہے۔ پس روز بروز بیماری ہر

قرقت کا مالاں بیت

صلی اللہ علیہ وسلم کی بُختی گئی یہاں تک

دیدہ ڈفائہ آنست کر دلبر پرینہ

ایک روز نہایت بھی بے آپ بچھوئے
پر لوٹتے تھے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اگر ہم میں سے کسی کو
ایسا اضطراب ہوتا تو آپ غصہ ہوتے
آپنے فرمایا ہے عائشہ میری بیماری بہت
سخت ہے اور فاعلہ نہ ہے کہ ابتدی تعالیٰ
نبیا علیہم السلام والیا رحمۃ اللہ علیہم
پربت سختی تاذل کرتا ہے
دیکھو تمہے منظہر اتحی ترجمہ مشکوہ باب
وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۸
قال لعائقل المتنی صلی اللہ علیہ وسلم جَعَلَ يَتَعَلَّمُهُ الْكَرْبَ فَقَالَتْ
فاطمہ وَكَرْبَ آبَاءُهُ فَقَالَ لَهَا لِنَسْ عَلَيْهِ
إِيمَکَ بَعْدَ الْيَوْمَ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ
يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبِّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ
صَنَ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ
إِلَى حَبْرَيْلَ تَنَعَّمَهُ فَلَمَّا مَرِفَ قَالَتْ
فاطمہ یا آنس اطاعتِ انس کُمُّ
ان سَخَّشَ عَلَیِ الرَّسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ

وَرَبِّیْلَ چہ بود فائدہ بیت اُن را
اوہ طالب خدا کا پنی حمل کی طرف بصادق
حدیث ذیل مکن شئیت یتک جمُع الاصْلَه
خیال دل میں سایا ہوا۔ القصہ طالب صادق
اپنے مطلوب حقیقی سے ملنے پر تیار اور خدا کا
داری غم فرقے زار و زار قصہ مختصر یہ کہ
۲۹ محرم آخر امام ۲۳ نونہ کا دن گذر کر شب
چھم بوقت صبح کا ذبہ ہے جگہ امنٹ یکم
صفرا نظر ۲۳ نونہ ہر فرشتہ موتنے بحکم
ایزد ذوالجلال پیغام قضائیا اور س
طالب صادق نے بصد شوق داعی اجل کو
لبیک کہا۔ روح پر فتوح نے جلد خاکی کو
الوداع کہکر عالم جاودائی کی راہ لی۔
یعنی وہ عاشق صادق اپنے معشوق حقیقی سے
صل ہو گیا۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
قطعہ

جنین کا گھر آج ہوابے چراغ ہے
قرآن علی کے دلپہ لکھوں کیا بجود اغہ ہے

وَسَلَّمَ التُّرَابُ رَوَاهُ الْجَنَّارِيٌّ
رَبِّ جَمَّهُورٍ (روایت ہے ائمہ صنی اندھ عنہ سے) کما
جیکہ بیمار ہوئے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
بیہوش کرتی تھی ان کو شدت مرض کی
پس کما حضرت فاطمہ زادہؓ ہو کرب
اپ میرے کو یعنی کیا شدت مرض ہے
آپ کو پس فرمایا اخضُرَت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فاطمہؓ کو کہ نہیں ہے تیرے باپ پر محنت
بعد آج کے دن کے
وف یعنی یہ شدت بیب وکھ بیماری کے
ہے اور بعد آج کے دن کے نہیں ہونے کا
یہ اس لئے کہ کثرت بیب علاقہ جسمانیہ
کے ہوتا ہے بعد آج کے دن کے منقطع
ہو جائیگا یہ علاقہ صوریہ اور تعلقات
روحانیہ و معنویہ میں تو کہی نہیں ہو۔
پس جیکہ وفات پائی حضرت نے کما حضرت
فاطمہؓ نے اے باپ میرے اجابت کی
اور گئے طرف پروردگار کے کہ بلا ام سکو
پس حضور میں۔ اے باپ میرے اے

جن بشر کی ہجرتے حالت خرابی
وارث طلی کا آج یہ کیوں سے سراغ ہو
اس خادمہ جانکاہ سے ہر کہ وہ مصروف
آہ و بکا ہوا۔ عشا قان جمال و ارشی کی گریہ و
ناری کا سور بیا ہوا۔ غزل فراقیہ
جہاں سے اٹھ گیا ہو شاہ اولیا افسوس
سیاہ آنکھوں میں ہے جہاں ہوا افسوس
جد ہر ہیں لکھو کھڑے روہ صدقہ و کبیر
ہر کچان کو اپنے ہو کھو رہا افسوس
بھوؤں کی تھی یہ صدارت ناکہ مھر گیا
ہیں اکیلا یہاں چھوڑ کر گینا افسوس
صدقیہ صدر جانکاہ ہو تراپے کار
وہ اپنی اہل میں جاملگیا تو کیا افسوس
القصده اُس وقت بسبب مہ فرقہ گل بوستان
احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بر جنے اپنا
فکس ڈاکر آفتاب کوتا پیکی میں ڈال دیا تھا
کہ دو گھنٹے اپنے شعاع کو تختہ دنیا پر پھیلایا
عاجز رہا۔ اور زلما نے بھی تمام عالم کو جنیش
میں ڈال دیا تھا۔ حالانکہ اُس وقت ایک

و شہر کی جنت الفردوس کی جگہ اُنکی ہو
اے باپ میکے طرف جہنم کے پھونخاٹے
ہیں ہم خبرموت کی اُسکے پس جبکہ
دفن کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہا فاطمہ نے کہاے انس ایا گوارہ ہوا
تمہارے نفسوں پرے صحابہ یہ کہ ڈالوں
اوپر پھیر خدا کے منی۔ نقل کی یہ بخاری
اسی طرح دوسری حدیث میں آئیہ
وَقَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَيْنَ حَافِنَيْ وَذَاقِنَيْ فَلَا
يَكُرُّ كِشْدَتُ الْمُوْتَ لِأَحَدٍ أَبَدًا
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ روایت ہو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی ابدر تعالیٰ عنہا سے
کہ کہا وفات پائی بُنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پنج جگنی لغبی، ہنسی میری کے اور ٹھوڑی
میری کے پس نہیں مکروہ جانتی میں سختی
موت کی واسطے کسی کے بھی کبھی
صحیح بُنیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

قیامت برپا تھی مگر تھیز توکفین کا بھائیک
سمت تذکرہ ہو رہا تھا۔ کہ کس مقام پر
لاش مبارک پر دخاک کیجاۓ بعضوں
نے کہا کہ آپکے والد ماجد کے مزار کے پہلو
اور بعضوں نے کہا یہیں اور بعضوں نے
کسی ایسی جگہ کیلئے رائے دی کہ جہاں پر
و سیع میدان ہو۔ غرض یہی تذکرے
ہوئے تھے کہ شیخ مشرف علی صاحب
رمیس گدیہ ضلع بارہ بنکی نے آکر راقم حروف
سے کہا کہ حکیم صاحب اس قتل خراب
خطرات نظر آئے ہیں اور مجھے ایک شیش
پیدا ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہاں مشورے
ہوئے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیائی
لاش مبارک کو شاہ اویس میں پہلوے مزار
سیدنا و مولانا سید قربان علی صاحب
کے دفن کر دیں۔ اور آپ واقف ہیں کہ
جس وقت حضرت سلطان الاولیائی اپنی
نظر الحقیقی صاحب کے مکان پر قصبه و دولی
ترفی میں رونق افروز تھے ہر اُپ

فَيْمَنِ وَفَاتَ هُوَيَ حَضْرَتُ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِيْمَنِي
وَسَلَّمَ كِيْمَنِي اَسْ حَالِيْكِيْمَنِي كِيْمَنِي مُبَهِّرِي
پِسِنِ خُوبِ جَانِيْهِوُنِ شَدِّيْتِ مُوتِ
اَنْكِيْمَنِي پِسِنِيْسِ جَانِيْمِيْسِ اَنْخِمِنِيْسِ گَمَانِ
كَرِتِيْتِيْ پَهِلِيْ کِيْمَنِيْتِيْ ہُونِيْتِيْ ہُونِيْتِيْ ہُونِيْتِيْ
کِرِتِ گَنَا ہُوُنِ کِے۔ پِسِنِ دِیْکِھِیْ مِنِ نِ
سَخْتِيْ حَضْرَتُ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کِيْ
وَفَاتِ کِيْپِسِنِ جَانِيْمِسِ نِسَخْتِيْ مُوتِ کِيْ
نِهِیْسِ ہُے عَلَامَتِ بُرِیْ ہُونِیْ خَاتِمِ کِیْ
بِلَکِہِ وَہِ ہُونِیْ ہُے بُرِیْ ہُونِیْ ذِرَاجَاتِ کِيْ
اوْرَ اَگْرَ اَسَانِیْ مُوتِ کِیْ ہُونِیْ تُو حَضْرَتُ صَلَى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کِوْ بِطْرِقِ اوْلَا ہُونِیْ۔

ذِرَاجَاتِ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دِیْکِھِوْ تَهْنِه مَنَظَّرِ اَسْتِحْيِي تَرْجِمَة مَشْكُوْه جَلْدِ چَارِم
صَفْحَيْ ۹۶ بَابِ فَاتِ النَّبِيِّ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَضَى رَسُولُ
اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْتَلَفُوا
فِي دِفْنِهِ فَقَالَ أَبُو مَكْرُوْه سَمِعْتُ مِنْ

گَدِّيْهِ سَتَ قَدْمَبُوسِیْ کِے دَاسْطَنِ گَنِے تَھِیْ اوْ
دِیْلَانِ پُوْنِچِکِرِیْسِ نِنِ اَپِنِيْ اِرَادَهِ کِوَاَپِ پِر
ظَاهِرِ کِیَا تَھَا کِه آجِ مِنْ حَضْرَتِ سَلَطَانِ
الاَوْلَيْاً سَے یِه ضَرُورِ دِرِیْاْفَتِ کِرِونِگَا کِه
بَعْدِ وَصَالِ اَپِ کِمانِ تَشْرِيفِ کِیْنِگَ
کِیْنِکِمِ اَکْثَرِ اَپِ یِه فَرِیَا کِرتِيْ تَھِیْ کِرِنِچُورِ کِے
پُھَانِ دِیْوِیِ شَرِیْفِ وَالَّوْنِ کَا سِرِوْرِ کِرِکِه
اَپِنِیْ پِھَانِ فَتْحُورِ لِے جَائِنِگَ۔ اُسِ وقتِ
دِیْوِیِ شَرِیْفِ وَالِّيْ کِتَتِ تَھِیْ کِرِنِچُانِگِی
ہِرَانِ پُورِ چُورِ کِرِدِنِگَ وَہ کِیَا اَپِ کِو
لِیْجَا سَکَتَے ہِیْ۔ اسِیِ وجْهِ سَے مِیرِیِ خِیَالِ
ہُوَا کِمِ اَپِ دِرِیْاْفَتِ کِرِوں جِنِ قَتِ
ہَلُوگِ روْدِوْلِیِ شَرِیْفِ پُوْپِنِخِ اَوْ حَضُورِ
اَپِنِیْ آنِ کِیِ اَطْلَاعِ کِیِ اَپِنِیْ طَلَبِ فَرِیَا
جِبِ ہِمِ دَوْلَوْنِ حَضُورِیِ مِنِ پُوْپِنِخِ
وَ اَپِ بِتْرِسِ تَرَاحِتِ پِرَازِمِ فَرِیَا ہِنِ تَھِيْ
اوْرِ بِاِنْکِلِ تَهْنَمِیِ تَھِيْ۔ ہَلُوگُونِ کُو وَکِیْھَکِرِ فَرِیَا
اَنِ گَنِے اَنِ گَنِے۔ جَوابِ دِیْحَضُورِ ہِرَانِ بِھِرِ
اَپِ اَنْکِلِ بِتْرِسِ تَرَاحِتِ پِرَبِیْھِیْ گَنِے اوْرِزِ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَيْئاً قَالَ مَا قِبْضَنِي إِلَّا فِي الَّذِي
فِرَأَتِهِ رِوَاةُ التَّرْمِذِيُّ تُرْجِمُهُ
روايت گیا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ
کما جگہ روح قبض کی گئی حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی تدوین کرنے میں اختلاف
کیا لوگوں نے۔ ف یعنی دفن کی جگہ میں
اختلاف کیا کہ کہاں دفن کرنا چاہتے
بعضوں نے کہا بقیع میں اور بعضوں نے
کہ حضرت کی مسجد میں اور بعضوں نے
کہ اکھ میں اور بعضوں نے کہا قدس میں
کہ وہاں قبور انبیاء علیهم السلام کے ہیں
یا نفس فن میں اختلاف کیا کہ ایا دفن
کریں یا نہیں جیسا کہ شاہزادی میں ہے
کہ کما صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے
کہ صاحب ایاد فن کے جایں سونا ہے
(صلیم) یا نہیں فرمایا انہوں نے کہاں
کما صحابہ نے کہاں فرمایا حضرت ابو بکر
صدیقؓ نے کہ اُس مکان میں کہ قبض کی

کہ شرف مُنَاسُنا و یکھو دو ضریب یوں لگاتے
ہیں اور ذکر کرنا شروع کیا بعد کو پھر
سے ضریب کا ذکر کیا اسکے بعد چھار ضریب
ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ اس وقت ضریب
وچار ضریب کا اس طریقہ پر ذکر کرنے والا
کوئی نہیں ہے بعد کو فقر کا ذکر کیا اور اسی
سلسلہ میں فرمایا کہ مشرف مُنَاسُنا
کہ فیض جہاں مرتا ہے وہیں گڑتا ہے فقر کی
یہی شان ہے وہاں تو حضرت صاحب نے
یہ فرمایا تھا اور یہاں یہ ذکرے ہو رہے ہیں
اس وجہ سے دل میں ہزار بہادرات
آتے اور جاتے ہیں اُس وقت اُتم احترام
جواب دیا کہ حضرت سلطان الاولیاؒ کا
کوئی فعل خلاف سنت صوریہ و معنویہ
بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسییم کے نہیں ہوا
ابھی دیکھتے تو کیا ہوتا ہے۔

القصدہ رحیم شاہ خادم دغیرہ نے کما کہ حضرت
سلطان الاولیاؒ اُسی جگہ پر دفن کئے جائیں گے
جس جگہ پر کہ روح پر فتوح قبض معلیٰ ہے

اللہ تعالیٰ نے روح ان کی مگر مکان طلبیں
پس جانا صاحبہ نے کہ پچ کہا ابو بکر صدیق
انتہی۔ اور یہ مبنی نہیں ہے کہ روایت
کیا گیا اُن سے اس حدیث میں۔

ترجمہ۔ پس کہا حضرت ابو بکر صدیق نے
کہ سنایں لے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یعنی پیغمبر
کی اللہ تعالیٰ نے روح کسی پیغمبر کی گراں
جلگھ کو دوست رکھتا ہے وہ پیغمبر چاہتا
اہل تعالیٰ کہ دفن کیا جائے وہ پیغمبر اُسیں
دفن کر دیج جاہے بھپڑے اُنکے میں یعنی
جان وفات پائی ہے۔

ذیکھوڑ جب اب الغابہ کہ حضرت ابو بکر صدیق
نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے
ہوئے تھے کہ جس جلگہ بی کو اللہ تعالیٰ نے
موت دی وہ دین مدنون ہوا جماں اُسکی
موت آئی اہذا بتر اٹھایا اور اُسکے پیچے
لوگوں نے قبر کھو دی اور حضرت ابو طلحہ نے
اپ کی قبر میں کچی نہیں رکھ دیں ورنہ انہوں نے
قبر کو سطح بنایا اور لوگوں نے دفن کرنے کے بعد

یہ یونکہ حضرت سلطان الادلیا کو فرماتے ہو
میں نے سُننا ہے کہ فقیر جہاں متا ہو وہیں
گرتا ہے فقر کی بی شان ہے سبھوں نے
منکر کیا اور لاش مبارک کو اُس
جلگہ سے اٹھا کر ورب جانب کے دروازہ کے
قرب اُسی والان میں رکھا اور پسر کے
شپے کو رکنوں نے قبر کھو دنا شروع کیا
ہوا کیا کہ بجاۓ مٹی کے راہنما نکلنا شروع ہو
اور قبر قدِ آدم سے زیادہ ہو گئی لیکن مٹی
مضبوط نہ نکلی۔ اُس وقت لوگوں نے کہا
کہ شاید اس مقام پر کسی زناہ میں ایمٹ
پکائے کا جھٹپٹھ تھا اور اندر شیہ بیٹھ جانے کا
ہوا۔ علماء دین نے فرمایا کہ شرعت میں
حکم ہے کہ جس مقام کی زمین مضبوط نہ ہو
تو لاش کو چوبی صندوق میں رکھ کر دفن د
سبھوں کی مائے قرار پائی کہ صندوق چوبی
تیار کیا جائے جس مکان میں الہی بخش
رام اوری رہتے تھے اُس میں ایک بیر کا
دخت لگا تھا خورا کا نام لایا اور تھستے

قبر پانی چھڑکا۔ دیکھو ریاض الا زہاری
دوازده جلس صفحہ ۶۶ مطبوعہ مشنی نو گذشت
لکھنؤ کے بعد اس کے صحابہ میں اختلاف ہوا
کہ ہر ایک مزار آپنا دوسرا جگہ تجویز
کرتا تھا بعضوں نے کہا کہ جس جگہ روح
قبض ہوئی ہے بعضوں نے مسجد میں
بعضوں نے کہا کہ بقیع میں دفن کرو۔

تب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ سب پغیر اُسی جگہ دفن ہوئے ہیں
جہاں ان کی روح قبض ہوئی ہے پس
ان کو بھی یہیں دفن کرو۔ اور جناب امیر
علیہ السلام نے بھی یہی کہا کہ اس سے
زیادہ کوئی جگہ بزرگ اور بہتر نہیں۔
پھر ابو طلحہ انصاری نے گورکنوں کو ملا کر
اور لہر استراحت اٹھا اُسی جگہ پر مزار بستر
بطور لحد کھدا دیا۔

بیان لامش مبارک کو قبریں اُتائیں گے
دوازده مجلسین بیخی یہی کہ حضرت عباس ص

بیانے گے اور صندوق تیار ہوئے لگا
اُس وقت ریشم شاہ خادم وغیرہ نے کہا
کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ صندوق میں لامش
مبارک رکھ کر دفن کی جائے بلکہ اینٹ خام
سے تبریزی جلتے اور داسا بھوسا کا
لگایا جائے اور لاشی مبارک اُس میں فن
یکجا نے بھروسے لے پنڈ کیا اور اینٹ
خام چودہ بھری طہیر الدین صاحب رئیس
قصبہ کے بھٹہ سے آئے لگی اور سمارحل نے
بخوبی شروع کیا اور تیاری کے بعد
داسا بھوسا کا لگایا گیا اب لوگ اپنے
اپنے سرول پر اینٹ دگارہ دھوتے تھے
دیکھو رسالہ وفات سلطان الاولیاء صفحہ ۴۲۸
دربارہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
القصبه ایک تھان نہیں سکھ کا واسطے کفن کے
منگا گیا اُسی وقت ریشم شاہ خادم وغیرہ نے
کہا کہ حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا ہو
کہ جو فیقر اسقال کرے تو وہی تھے بند جو کہ
اُسکے پاس صاف ذھلا ہوا موجود ہو گی

وعلیٰ فضل و قسم رضی اللہ عنہم قبریں
اُرے اور ایک چادر دھاری دارجو
خیر کی لڑائی میں ملی تھی اور آپ
اُسکو اور ٹھتے اور کبھی بھالیستے بوجب
وصیت تک کے قبرین پھادی بعد اُسکے
لاش مبارک کو قبریں رکھا اور کبھی ایشوں سے
بند کے مٹی ڈالی اور زین سے ایک
بالشت اور پاک کر کے سرخ و سفید
پھر جن دے اور حضرت بلال رضي
سے کہ پستی تک پانی ڈالا۔ دیکھو یاد
محلی صفحہ ۶۱۶

درہیان غسل و نماز جنازہ حضرت
رسالتہاب صلی اللہ علیہ وسلم
یازد ہم محلی صفحہ ۶۱۶ میں منقول ہو کر صحابہ
کرام نے آپ سے پوچھا کہ آپ کوون وی
فرمایا کہ میرے الہبیت سے جو لوگ زیادہ
قریب ہیں پھر ہم نے التماس کیا کہ کفن آن پکا
کس کپڑے کا ہو آپ نے فرمایا انھیں
کپڑوں میں کہ میں پکنے ہوں یا مضریں کے

پڑیت کرہ فن کر دیا جائے اُسی وقت سے آپ کی
حیات میں آپ کے حکم کی تعمیل شروع ہوئی
کہ جس فقیر کا اسقال ہوا بوجب ارشاد
آپ کے صاف تہ بند میں بعد غسل پڑیت کر
دفن کر دیا گیا۔ برابر یہ طریقہ جاری رہا تو اس
یہ کہ سکتا ہوں کہ حضرت سلطان الاولیاء
نے اپنے جسم شریف کے واسطے کفنت بند کا
تجویز کر لیا ہو گا۔ بعد اس کے ہم لوگوں کے
واسطے حکم دیا۔ الغرض سمجھوں کی رائے بجائے
کفن کے تہ بند کی ہو گئی اور وہ تھان
نین سکھ چوآیا تھا غسل دینے میں صرف ہوا
اور لوگ تبر کا لیکے

ذکر غسل حضرت سلطان الاولیاء
القصہ جبراہم کے غسل کی تیاریاں ہوئے
لگیں اور جو حصہ دالان میں پورب جانب
تھی اور اُس میں ایک دروازہ محراب دار
بنا ہوا تھا اور ایک قدیم خچتہ واسطے پاک
کرنے استخنے کے بنا ہوا تھا۔ اُس پر کامی
تختے پھاتتے گئے اور دروازہ میں پڑہ

رویہ

کسی سفید کپڑے یہ جو میر آدمے پھر
عن عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم آپ کی نماز کون پڑھافے یہ پوچھکر
ہمارا دل قابو سے جاتا رہا اور نہایت
گریہ وزاری طاری ہوئی اور آپ
بسبب شفقت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا
تم صبر کرو اللہ تعالیٰ تپر رحمت کرے اور
تمھارے گناہ بخشنے تم مجھکو نہ لارکن فن ہیں
لپیٹنا تب اُسی گھر میں میری قبر کے کنارے
مجھکو رکھکر باہر نکل جانا۔ اکیلا چھوڑ دینا
کہ اُس گھر میں پہلے میرا پور دگار
اپنی رحمت خاص مجھ نازل کر گیا پھر
جیزیل میراد وست نماز پڑھیا کا پھر
اس را فیل پھر میکائیل پھر ملک الموت
یعنی عزرائیل بہت فرشتوں کے ساتھ
مجھ نماز پڑھنے کے بعد اسکے میرے ابیدیت کے
حد پھر عورتیں بعد اسکے تم فوج کی فوج
نماز پڑھنا اور روئے پئنے سے مجھکو
تکلیف نہ دینا پھر حرم نے عرض کیسا

ڈالا گیا اور لاش ببارک اُن تختوں پر کمی
ذکر شر کا غسل حضرت سلطان الاولیا
عقل فینے میں حضرت ذیل شرکیت تھے۔
حضرت محمد ابراہیم بوکہ حضرت سید جامی
خادم علی شاہ قدس سرہ الفرزی کے حقیقی
نواسٹہ اور حضرت سلطان الاولیا کی حقیقی
ہمیرہ سعی سیدہ بی بی رحیم النساء حاجی
سید خادم علی شاہ کو بیانی تھیں اور ان سے
سیدہ بی بی مقبول النساء پیدا ہوئیں
جو کہ سید محمد ابراہیم کی والدہ تھیں اس رشتہ
حضرت سلطان الاولیا کی مقبول النساء
بھانجی ہوتی ہیں اور اسی رشتہ سے سید
محمد ابراہیم آپ کے نواسہ ہوتے ہیں۔
راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت سلطان
الولیا کو بارہا فرماتے ہوئے میں نہ ساہے
کہ مُناسنا ہمنے اپنے ہمیرہ کا دودھ پیا ہے
جبکہ مقبول اگودیں تھیں۔
ظہور افسوس ساکن قصبه امیمی ضلع لکھنؤ
حافظ عبدالقیوم ساکن پانی پت کرتا۔

کہ قبریں آپ کو کون اُتارے فرمایا کہیرے
البیت اور ان کے ساتھ فرشتے ہوں گے
اور تم انھیں نہ دیکھو گے۔

ذکر دربارہ کفن حضرت نصیر الدین
چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ فرشتہ ارد و جلد دوم صفحہ ۶۱۳
سطہ مطبوعہ نشی نوکشوار لکھنؤ میں تحریک
کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ
حضرت سید نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ
علیہ کا جب وقت ارتھال قریب پختاں
وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھے
غسل دیں اور اوس خرقہ میں جو کہ حضرت
شیخ نظام الدین اولیا سے مجھے پوچھا ہو
پیٹ کر مع عصا و مصلیہ مجھے دفن کرو
ویکھو کتاب حیات النبی شداد بن ہادس
روایت ہو کہ ایک شخص دیہاتی حاضر ہوا
اور حضور سردار دو عالم محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اُرس

جو کہ حضرت ابو علی شاہ قلندر رح کی اولاد
میں تھے۔ شیخ منظر علی رئیس قصیرہ ولی
صلع بارہ بنکی۔ میان نفضل حسین شاہ
سجادہ نشین ششم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
 حاجی فیضو شاہ خادم وہ مردِ امنِ میگ
وغیرہ وغیرہ۔

بعد غسل لاش مبارک اُس مقام سے اٹھا
دوسرے تختہ پر رکھ کر کافور لگا گیا اور
احرام جیسا کہ حیات میں آپ بازستھے
باندھا گیا اور عطریات لگائے گئے۔

نماز جنازہ حافظ عبد القیوم صاحب نے
پڑھائی۔ راقم احرف کہتا ہے کہ سات
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کی آواز میں
شنا اور صرف بندی سوانحی اندر کے بہر
نہ ہو سکی جو جس سمت رخ کے کھڑا تھا و
اُسی سمت نماز میں مشغول تھا۔ اور آواز
ہرگز سے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کی آرہی تھی۔ الفقصہ بعد نماز اندر قبر کے
حافظ عبد القیوم و شیخ منظر علی صاحب

شخص نے عرض کیا کہ میں نے اس لید پر
اپکی ابیانگی کیا ہے کہ جمادین میرے حلقہ
پر تیر لگیں اور یہ مر جاؤں اور جنت میں
دخل ہوں آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اتنے
ساتھ اپنی نیت میں پچاہئے تو خدا تعالیٰ
تجھکو اس امید میں سچا کر دیکا غرض کے
تھوڑے دن گزرے تھے کہ جمادی میلے
لوگ تیار ہوئے اور وہ شخص بھی چلا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اُسکی لاش لائی گئی اُسکے خاص حلقہ میں
تیر کا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے لوگوں نے
عرض کیا کہ یہ وہی شخص ہے آپنے فرمایا کہ
یہ اللہ کے ساتھ سچا تھا اللہ نے اس کو
سچا کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
قیصہ منبارک میں اُس کو کفن دیا گیا
روایت کیا اس کو نسائی نے۔

دیکھو وصیت مولانا شنا را اللہ پانی پتی
رحمۃ اللہ علیہ در کتاب الابد منہ فارسی

ادترے اور لاش مبارک اندر قبر کے انواری
گئی برگہ دئے گئے جبکہ مٹی ڈالکر برابر ایک
ہاشمی قبر اوپنی ہو گئی تب حاجی فیضو شا
خادم نے قبر پر راستے سے پامنستی تک
پانی ڈالا۔ اور جس وقت لاش مبارک
قبر میں اُنماری گئی ہے وہی وقت تھا کہ
جس وقت روح پر فتوح نے جسد اطہر سے
پہنچا کیا تھا۔

دیکھو رسالہ ہزار وفات حضرت سلطان
الاولیا دربارہ غسل و نماز جنازہ واقعہ نما
اندر قبر کے دربیان وفات سرور العالم
صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۲۴۶ مکاٹیہ ۲۴۷
القصہ اس سماں نے قیامت خیز سے حلقہ
بگوشان وارثی کو وہ صدمہ جانکاہ پہنچا
کہ جس کا عرض تحریر میں لانا مشکل امر ہے۔
مختصر یہ ہے کہ ہر ایک اندھر بستان یقیر
تھا اور اُس گل بستان احمدی کی جدائی
میں ہر ایک زار و زائر تھا اور اُسی صورت
زیبائے تصور میں۔ ورنگر یہ کہ رہ تھا۔

اشعاں

یہ گھر گھر شور محشر کے قدر ہے
کہ نالہ کرتا ہر جن بشر ہے
میرے دارث کا جانا اس جا سے
جو گذرا صد مہہ ہوا ہر بیان سے
جانبِ حضرت ارشاد کی رحلت
قیامت ہے؛ قیامت ہے قیامت
اندھیرا جھاگیا ساتے جہاں میں
چھپا خود شید برج آسمان میں
نہوجب سائنس وہ گالشنا آزا
دل بیتاب کو کب ہے چارا

بیباہ بھین فرقہ نے لمحاری
بیباہ کرتا شب دروز آہ دناری
صفا بیکا ہے تیرا کہنا
ذل بیمار کو صدمے ہیں سما
اب قاریمن کرام کی خدمت میں تاچیر مولف
اُن واقعات عالمت کو پیش کرتا ہے جنکے
حل کیلئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے واقعات عالمت دونات لکھے گئے ہیں

صفحہ آخریں

وصیت اول آنست کہ در تہیز و تکفین و
غسل و دفن رعایت سنت کنند و در
چادر رضائی یعنی ابرہ واست مراد است
کہ حضرت ایشان شہید رضے امداد عنہ
عنایت فرمودہ بودند در ان تکفین نمایند
و عمارہ خلاف سنت است ضروریست
و نماز جنازہ بجماعت کثیر و لامصالح
مثل محمد علی و حکیم سکھوا یا جا پیر چھپا جا آئند
و بعد تکمیر اولی سورہ فاتحہ خوانند۔ ان
مالا بد فارسی۔

رقم الکھوف کہتا ہے جبکہ حضرت صریلہ
چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اجلہ کہا رہی
پیر کے خرقہ کو بعد وصال بجائے کفن کے
پانے واسطے جائز رکھا اور اندر قبر کے اسی
خرقہ کو بعد وصال پہنکر گئے اور حضرت
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبکہ صحابہ
کرام نے پوچھا کہ آپ کو کفن کس کپڑے کا
دیا چاہئے تو آپ نے فرمایا کہ جو کٹ پڑیں ہوں

الفصلہ اقام احرام کو علالت حضرت

یا مصر یا مین کا سفید کپڑا جو میسر آجائے۔
دیکھو حضرت سلطان الاولیاء نے بھی
وہ لباس جو کہ عطیہ خدا و رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تھا اور سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام
تمام عمر زیب بدن رکھا۔ جس وقت نیت حج و
عمرہ کر کے احرام باندھا اور جن امور نہیات سے
بجالت احرام پہنچ کرنے کا حکم تھا اُس سے
بچتے ہے اور تمام عمر اُسی لباس کو زینت بنا
اور بعد وفات بھی وہی لباس پنکڑا نہ رکھ کر
قیامت تک کیلئے آرام پذیر ہو گئے۔

نہیات احرام و احکام و قواعد حج کا
امتحان مرتبہ مکمل ہے لیکن یہیں یہ
وکھانا ہے کہ حضور نے احکام خداوندی
و شریعت محمدی پر کس تقلیل سے عمل فرمایا
کہ حیات ممات دونوں ہیں شریعت محمدیہ
و سنت نبویہ سے جدا نہ ہونے۔

ما لخ طے کیجیے آیہ کریمہ وَاتْمَّوا نِعْجَنَّ الْعُمَرَةَ
بِاللَّهِ وَقَاتَنَ أَحُصِرُونَ فَمَا أَسْتَيْسَنَّ
مِنَ الْهَدْدِيَّةِ وَكَمْ تَحْلِقُوا وَرُشْكَمْ

سلطان الاولیاء کی خبر ہلکے سے معلوم نہ تھی
جب میاں ریشم شاہ خادم حضرت مرحوم
بذریعہ ڈاک بتارت ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ
اطلاع کی تولیف بتارت ۲۶ محرم الحرام
۱۳۲۳ھ دو شنبہ بہرا پنج سے صبح
کی ٹین سے روانہ ہوا اور ساری چھ پانچ بجے
شام کو استیشن پارہ بنکی پہنچ کر سواری
لیکر دیوبی شریعت پہنچا اور حضرت سلطان
الولیاء رضے افسد عہد کی خدمت اقدس میں
پہنچا۔ بعد قدیم بوسی حالات بیماری کے
دیکھے حضرت کو اُس وقت تپ بہت
زیادہ تھی اور لمبیم گلوئے مبارک اور سلیمان
بے کینہ میں اس قدر لرج ہو گیا تھا کہ
کہ آلات تنفس سے آواز خرخراہست کی

آتی تھی اور کرب و اضطراب از حد تھا
کہ جسکی وجہ سے بولنے میں تکلف ہوتا تھا
حتیٰ کہ بتارت ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ
پہنچا شنبہ کو آوازیں رکاوٹ زیادہ ہوتی

حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مِحْلَهُ فَمِنْ حَانَ
 هِنْكُمْ مِرْيَضًا أَوْ بَهْ أَذْيَ مِنْ رَأْسِهِ
 فِي دُيَّةٍ مِنْ صِيَامًا وَصَدَاقَةً وَنُسُكًا
 فَإِذَا أَمْتَهُ قَدْ فَمَنْ نَعْتَرَ بالعُسْرِ قَدْ
 إِلَى الْحِجَّةِ فَمَا السُّتُّرُ مِنَ الْهَدْيِ
 فَمَنْ لَمْ يَخْلُدْ فِي عِيَادَةِ الْمُنَافِعِ
 وَمَبْعَدَةِ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَ رَهْبَانِ
 كَامِلَهُ طَلَالًا شَرِّلَمَنْ لَعْنَيْكُنْ أَهْلَهُ
 حَاضِرِيُّ الْمَسْجِدِ الْمُحَرَّمَ وَالْقَوَالِهِ
 وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
 الْحِجَّةُ آشْرُ مَعْلُومَتْ وَقَمْزُ قَرَضَ
 فِي هِنَّ الْحِجَّةُ فَلَارْفَثَ وَلَافْسُوقَ وَ
 لَاجْدَالَ فِي الْحِجَّةِ دَالِنَهُ وَلَيكْوَفِيرَ
 مُظْهَرِي تَرْجِمَهُ ارْدَوْ قَاضِي شَادِ الْمَدِيَانِيَّ تَبَّيَّ
 صفحہ ۴۶، پارہ دوسرے اربعے رکوع ۵۴
 مطبوعہ مطبعہ ایشی میرٹھ و کافسون و موسوٰ
 اور نہ کوئی گناہ کا کام کرنا ابن عمر فرماتے ہیں
 مسوق اس سے کوئتے ہیں جن سے محشر
 منع کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کمحمات

ہیاں تک کہ بہت ہی آہستہ پولتے بلکہ دو
 اپک الفاظ زبان مبارکے نکلتے اور باقی
 رہ جائے صاف نہ پول سکتے تھے چنانچہ
 بر ذرخ شبینہ یعنی جمعرات بتاریخ ۲۹ محرم
 ۱۳۷۲ھ کو انحدار کر پڑی تیجی بڑھتی
 جسکی وجہ سے آپ اپنے پائی مبارک
 پورب جانب سے دکھن جانب کو فرش سے
 علیحدہ گردیتے اور سر مبارک جو لفات
 پیٹا ہوا سر لانے رکھا تھا اسے الگ
 ہو کر اتر جانب کے گوشہ پر ہو جاتا۔ اس وقت
 حاجی فیضو شاہ خادم دیگر اصحاب
 پائے مبارک اٹھا کر فرش پر کر دیتے۔
 پار بار حب پر کیفیت ہوئے لکی اس وقت
 حاجی فیضو شاہ خادم نے ایک ضانی
 لیکر چارتہ کر کے دکھن جانب کو بچھا ہی جو
 فرش سے بالکل ہوئی ہی کیونکہ آپ کا
 بستر استراحت پورب تھیم تھا۔ اس وقت
 آپ کے پائے مبارک کبھی بستر پر اور کبھی
 رضانی پر رہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی۔

کہ آپ گویا افضل ہی سے منتظر تھا کہ اور
 دکھن ہو جاؤں اور یہ بھی گویا اشارہ کیا
 کہ میں بعد قبض روح اسی جگہ آرام
 کر دیں۔ الفصلہ یہ سب کچھ تھا مگر عوا
 خمسہ میں کسی طرح کا فرق نہ آیا تھا کیونکہ
 برابر سلسلہ مرید کرنے کا پیشہ تک
 چاری رہا صرف ہر وقت کی گفتگو سے
 عار تھا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ طو طی روح
 شریف گفتگوے راز دنیا زیارت میں مت
 دنیا نے دوں سے بات کرنے کی کسب
 فرضت جسد اطہر مشغولِ العبادت
 یعنی جسد اطہر ہر اعضا رو بن موسے پئے
 صاحبِ خانہ کے محبت میں اُس کے
 اسم ذات کے ذکر میں مشغولِ تواب
 تھا لیے کہ اس دنیا رفانی کے لوگوں سے
 کیونکہ بات چیت کر سکتے تھے۔ مگر لوگوں کے
 دلوں میں یہ خطراتِ اضر و ریسید امہوتے ہنگے
 کہ ایسے ولی اللہ کی روح جسم سے اس طرح
 نکلنا چاہتے کہ جس طرح ان پانے بچپن کو

احرام کا ارتکاب مت کرو اور ایسی چیز
 بالاتفاق چھپہ ہیں۔ اول رفت یعنی وطنی
 اور عجیز وطنی کی طرف مائل کریں
 جیسے بوسے لینا و دیکھنا۔ اُس کو اللہ
 تعالیٰ نے الگ کر کے اس لئے فرمایا
 کہ یہ ایسی شے ہے کہ حج و عمرہ کو فاسد
 کر دیتی ہے بخلاف اور محنت کے کہ
 اُنکے ارتکاب سے صرف دم لازم آتا ہے
 اور حج و عمرہ لازم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر
 جامع و قوف عمرہ کے بعد ہو تو اُس وقت
 حج کے فاسد ہونے میں اختلاف ہے
 لیکن حرمت میں اُسی وقت بھی نہ کہ
 نہیں اور دوسرے بالوں و ناخن کا دو
 کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولاستھل قعوا
 رؤس کمر حتیٰ یہ بلغ الهدی شغل
 اور نہ منڈا اُسریں کو حبہ تک ہدی
 ٹھکانے پر نہ پہونچنے تیر کے جوں جوں
 پیدا ہوتی ہے اُس کا قتل کرنا بال منڈا
 کے حکم میں ہے اور چوتھے بدن یا کترے

عطر کا استعمال کرنا رسول خدا صلعم نے
فرمایا ہے کہ ایسی شے مت پہنچو کہ جسکو میں کیا
لگا ہوا س حدیث کو ابن عمر رضی نے روایت کیا
اور بخاری وسلم میں ہے یہ چار اشیاء مردوں
و عورتوں پر حرام ہیں اور سلا ہوا کپڑا و
موزے پہننا لیکن سی کے پاس جو قی نہو
اُسکو موزے پہننے کی اور جسکے پاس تہنید
نہو پا چاہمہ پہننے کی اجازت ہو اور دوسرا
سر کا ڈھانکنا اور رہا چرہ کا ڈھانکنا تو
امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور امام مالک
کے نزدیک تو یہ مردوں اور عورتوں
دوںوں پر حرام ہے۔ اور حضرت عثمان
غنتی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم حالت
احرام میں چرہ کو ڈھانکتے تھے اور تو ان
شے یہ ہے کہ حالت احرام میں اُسکی حرمت
کے اندر اختلاف ہو وہ عقد یعنی نکاح
المحیج اشهر معلومات یعنی حج کے
جو ہینے واپس امداد تعالیٰ نے مقرر کیا
ہے ہیں کہ ماہ شوال و ذلیقہ و دس روز

سلائِر چھاتی اُس کے منہ سے نکال لیتی ہو
یہ انسان کا خجال ہی خجال۔ دیکھو رسالہ
صفحہ ۲۳۲ الحایت ۲۳۲ در بیان واقعات
وفات سرور عالم صلعم۔
القضہ راقم الحروفے بوجمیت مرض کی
حضرت سلطان الاولیاء کے اپنی آنکھوں
دیکھا حرف بحرف لکھ دیا اور یہ شدت
مرض کی حضرت سلطان الاولیاء کو حصہ
میراث صوریہ و معنویہ میں لاتھا۔ سب
قول بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
آپ اولاد بنی فاطمہ میں تھلہ جسنسی و
حسینی تھے دیکھو تو اترخ جدیب اللہ
صفحہ ۲۴۲ باب دوسرا فصل چوتھی نکاح
حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما۔
یہ حال حسن حسین میں ہے۔

کہ بعد ازاں بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما
آپ نے خصت کر دیا اور آپ اُنکے گھر
تشریف لیگئے اور پہلے حضرت فاطمہ سے
پہنچ طلب کیا وہ ایک قاب میں پانی بھر کر

ذی الحجہ تولد ماہ دس روز ہیں اس س
میعاد میں میرے بندہ خاص جو میری ب
یں سرشار و از خود فتنہ ہیں مکان کی طرف
متوجہ ہوں تو وہ کیا کریں جو مقام دایام
میں نے مقرر کیا ہے وہاں پونچ کر با جدہ
دس روز مقرر ہیں جس وقت
جی چاہے اپنے کپڑے اٹھا کر اور بوجب
حکم فمن فرض فیہن الحجہ کے پڑ
بیغر سلے ہوئے کہ ایک کپڑے کا تہ بند ہاں
اور دوسرا کپڑا لیکر دلہیں سے با یہن ڈال
لیں اور کہیں اللہ حرماتی اور بُدُن الحجہ
فیسکرہ لی وَقَبْلَ صَنْتَ وَلَنِ عَلَيْهِ
وَبَارِكَتِی فیکِ نَوْتَتُ الحجَّ وَأَحْرَجَ
بِیهِ اللہُ تَعَالَیٰ اور اگر ارادہ حج و عمرہ کا
کرے تو دونوں کی نیت کریں اور حکم میں
فلوار فتنہ ولا فسوق وَهُجَّدَ الْ
فِي الحجَّ کے آکر بچھتا کے۔ آفے اب
عاشق اکشد پر بنه سرو برتنه پا اور بال بچھے
ہو۔ یہ خاک بالوں پر چڑھی ہوئی ناخن

لائیں آپنے اُس پانی میں کلی ڈالی پھر حضرت
فاطمۃ الزہراؑ سے کہا کہ آؤ وہ آگے ہیں
آپنے اُنکے سرو سینہ پر چھپ کا پھر فاطمہؑ سے
کہا کہ پیٹھ پھیر و انہوں نے پیٹھ پھیری آپنے
اُن کی پیٹھ پر پانی چھپ کا اور دعا کی اللہُمَّ
إِنِّي أَعُيُّنْ هَادِيكَ وَذُرْيَّتِكَ مِنْ
الشَّيْطَانِ إِنَّ الرَّجِيمَ يُعْنِي الْهَنِّ تیری پنا
میں کرتا ہوں فاطمہ کو اور اُسکی اولاد کو
شیطان مردود سے۔ پھر آپنے فرمایا پانی
لا اور حضرت علی کرم العبد و جہ کہتے ہیں میں
سمجھا مجھے حکم ہے میں قعب میں پانی لایا
آپنے پانی میں کلی ڈال کے حضرت علی
کرم العبد و جہ کے سرو سینہ پر چھپ دیا
دونوں شانوں کے چھپ کا اور مشل حضرت
فاطمہؑ زہراؑ کے اُنکے واسطے دعا کی اور بُو
نکاح آپنے دونوں کے خیر و برکت کی
دعا کی اور پیدا ہونے بکثرت طیبینہ طاہرین
کے اُن کی اولاد میں دعا فرمائی آپنے فرمایا
جَمَعَ اللَّهُ شَطَّكُمَا وَسَعَدَكُمَا وَبَارِكَ

بڑھے ہوئے اور موچھوں کے بال لب تک
آئے ہیں اور یہ کہتا ہوا چلا جا رہا تھا
من جاندم کہ ضو سبام اخپر عشق
چار بکسیر زدم کیسیز بزہر حضور کرت
یعنی جب میں نے تیرے خپر عشق سے
وضو کیا اُسی وقت سے دنیا و مافہا پر
ناز جنازہ پڑھدی اب مجھکو کسی چیز دنیا
وعقبی کی پرواہ نہیں رہی بجز اندر کے او
اور کھر کرتا ہے بیت

مئے بدہ تا وہ مت آگئی اندھر قضا
کہ بروئے کہ شدم عاشق بربجے تو
یعنی اے اندھر شراب عشق اپنی پلامجھکو
کر اُسے پیکریت ہو کر تیرے بھسید دل گے
واقف ہوں اور تبلاؤں کے کسکے رخ اونہ
پر عاشق ہوا اور کسکی زلف عنبریں کی
خوبیوں سے مست ہوں اب جیوں جیوں
کہ مغفرہ قریب ہوتا ہے آتش فراق یا رے
شعلے نکل رہے ہیں اور بہ آواز بلند کہتا

بیت

عَلَّهَ كَمَا وَأَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيرًا
كَمِيَّا مِنِّي خَدَاعَالِيَّ تَمَّ دُونُوْسْ كَوْجَنَى كَطْحَا
بَرْكَةَ اَوْ رَحْمَةَ اَبْحَثَ بِرَأْكَرَےِ اَوْ رَبِّكَرَےِ
بَرْكَتَ كَرَےِ اَوْ رَحْمَمَ مِنْ سَبَبَتْ بَرْكَةَ
بَرْكَةَ اَكْرَےِ فَسَادَ عَالِمَ سَرَوْعَالِمَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ اَنْتَ عَالِمَ لَنِ
قَبُولَ كَيْ. اَبْ دِيَكَهْنَےِ كَه اَوْ لَادَنَاطَمَهَ مِنِ
ایْسَےِ طَبِیِّینَ وَ طَاهِرِینَ وَ صَالِحِینَ
پَهْدَا ہوئے کَ کسی کی اَوْ لَادَ مِنِ نَہِیںَ ہوئے
اور درجات اُنگی اَوْ لَادَ سے زیادہ کسی کی
اَوْ لَادَ مِنِ یہ درجات نَہِیںَ ہو سکتے۔
چنانچہ حضرت سلطان الا ولیاً اُسی دعا کی
ایک زندہ مثال تھے۔ مگر آہ کہ تقدیر الٰہی
ہم حلقة بگوشوں سے اُنھیں جُدَّا کر لیا۔

نزارم ذوقی رندی نے خالق کرامی۔ بہ مراد یوازِ الخود کن بہر زگب کسیدانی
 اور کعبہ میں پوچھتا ہے تو مثل دیوانوں کے چکر لگاتا ہے یعنی طذاف کرتا ہے اور
 کہتا ہے **لَبَيْكَ اللَّهُمَّ لَبَيْكَ يَعْنَى أَنْ إِنَّمَا دِيَارَنِي وَسَتَانِي تِيَّرا حاضرٌ** ہے دکھلا
 دیوار اپنا اور اٹھا درمیان سے جھاب۔ دیکھو منظاہر الحج جلد دوم کتاب مناسک
 باب ایجنبہ المحرم صفحہ ۹۳ عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَجُلًا مَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلِبِسُ الْمُحْرِمُ وَمَنِ الشَّيْأَ بِشَيْءٍ أَمْسَأَهُ رَعْفُرَانَ فَلَمْ يَكُنْ
 مُتَقْرِبٌ إِلَيْهِ وَرَأَى الْبُخَارِيَّ فِي رِوَايَةِ زَيْلَقَ تَقَبَّلَ أَمْرَأَةُ الْمُحْرِمَةِ وَلَا
 تَلِمِسُ الْقِفَاعَيْنَ رَوَى يَهُ عَبْدُ الدِّينِ بْنِ عُمَرَ سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ كَہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا پہنے محرم قسم کپڑوں سے اور کیا نہ پہنے فرمایا نہ پہنوا
 کرتا اور نہ باندھو کپڑیاں اور نہ پہنوا پا بجا مدد اور نہ اور طھو بار اینیاں اور نہ پہنوا موٹے
 مگروہ شخص چون پاؤے پا پوشیں پس پہنے موزے اور جائے کاٹ ڈالے موزے
 دونوں سنجنے کے نیچے سے اور نہ پہنوا کپڑوں میں اُس چیز کو کہ لگی ہو اُس کو زعفران
 وورس نقل کی اس کو بخاری نے ایک روایت میں ہے نہ نقاب ڈالے حورت
 احرام والی اور نہ پہنے دستانہ فہ مراد سا تھا پہننے کرتوں اور پا بجا مولوں کے کہننا
 اُن کا ہے اس طرح پر کہ معمول ہے پہننے کا جیسا کہ کہ تھے لگلے میں پہننے ہیں اور پا بجا
 پاؤں میں پس اس طرح پہننا منع ہے اور اگر ان کو بدین پر ڈالے مانند چادر کے تو
 نہیں منع ہے اس لئے کہ اس عبودت میں یہ نہیں کہنی گے کہ کہ تھا پہننا اور پا بجا مدد ہے
 اور نہ باراٹی۔ مراد اس سے یہ ہو کہ ایسی چیز نہ اور یہ کہ سر کو ڈھانکتے خواہ ٹوپی
 یا باراٹی اور کچھ مگر جو چیز ایسی ہو کہ عرف میں اُسے پہننا اور اور ڈھنکتے ہوں اُنہوں

رکھ یعنی کوئی بے یا گھرے کے سر پر تو مصائب نہیں اور مراد ٹھنڈے سے اس نہ ہب
 حنفی میں وہ ہدایہ ہے کہ پشت پا... کے تیچ میں ہوتی ہے اور امام شافعیؒ کے
 تردیکہ بیٹھنے مراد ہے کہ جبکا وضو میں دھونا فرض ہے اور اختلاف کیا ہو
 علمائے کہ جسکے پاس جوتی نہ ہو وہ بوزے پین لے تو ایسا واجب آتا ہے اُس پر
 فدیہ یا نہیں۔ پس کہا امام مالکؓ نے اور امام شافعیؒ نے کہ نہیں ہے اُس پر کچھ
 اور کہا امام ابوحنیفہؓ اور علمائے کہ اُس پر فدیہ ہے جس سے کہ جب احتیاج ہو
 سرمنڈانے کی تو سرمنڈ دافے اور فدیہ دیوے اور درس ایک قسم کی گھاس ہے
 زنگ مشاہر زعفران کے اور زعفران و درس کے زنگ سے منع اس لئے فرمایا کہ
 خوبی ہوئی ہے اور نقاب نہ ڈالے یعنی منہ کو بر قمع و نقاب سے نہ ڈھانکے اور
 منہ پر کوئی چیز اس طرح ڈھانکے کہ الگ ہے منہ سے توجائز ہے اور مرد کو بھی
 ڈھانکنا حرام ہے اتنے عورت کے امام عظیم رحمۃ رحمہؓ نے ذیک اور یہی کہا امام مالک ف الجبل
 رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور ہودج اگر سر کو لگے تو اس میں بیٹھنا منع ہے اور نہیں تو
 نہیں اور جمیلہ سر کو لگے تو منع ہے اُسکے پیچے کھڑا ہونا والا نہیں دیکھو مظاہر الحق جلد
 دوم کتاب مناسک صفحہ ۳۵۱۔ روایت ہے ابن عباس رضے اللہ عنہ سے کہ کہا تھے
 یعنی ڈالے جج کرتے اور نہ تو شہر لیتے اور کہتے ہم تو کل کرنے والے ہیں پس ب
 آتے کہ میں مانگتے ان سے پس نادل کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ شریف وَتَزَوَّدُوا
 فَإِنَّ حَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ یعنی تو شہر لواور پر ہیزگاری کرو سوال سے اس لئے
 کہ تحقیق بہترین تو شہر پر ہیزگاری ہو۔ دیکھو مظاہر الحق جلد دوم کتاب مناسک
 حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا ایک شخص نے رسول خدا صلیعہ

کہ حاجی کی صفت کیا ہے آپنے فرایا کہ سر غیار آ لودھ اور پا گندہ بال ہوں اور
بآتی ہو بیب پسینہ و نیل کے یعنی تارک الزینت ہو۔
الحاصل حضرت سلطان الاولیا کی ہر داشتے زندگی عاشقانہ تھی اور جب عالم
نانی سے راسی ملک بقا ہوئے تو اُسی عاشقانہ امداد نہیں۔

اب ہم حضرت سلطان الاولیا کی شان میں ایک السلام اور ایک نوحہ وفات
ہدیہ ناظرین کر کے اس کو ختم کرتے ہیں۔

ہدیہ السلام بحضور حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ منجا نسبت یقینہ حال
دارثی حکیم محمد صفدر علی مولف کتاب ہذا

جس نیں در عشق کا کچھہ بوبیاں
کچھہ تو کہ شتاق ہوں شتاق ہوں
ماجرائے رفتہ کی نکرار کر
بعد اسکے در در قرقٹ کو کھوں
کھتا ہوں ان سے جو ہیں مل قہیں
نامنہ اے دل کھڑا ہو سامنے
خود بدلت خود ہیں حاضر لا کلام
السلام اے حضرت وارث علی
السلام اے زیب بستان رسول
السلام اے فاطمہ کے دل کے چین

اے جنوں اب نالہ کراہنا عیاں
یا ہو ذکر عشق یا سوز در دن
ذکر سوز جاں کا پھر اکت باز کر
پہلے ہادی پرسلام ائے پڑھوں
جلوہ فرمائیں یہاں وہ شاہد دیں
با ادب اے دل کھڑا ہو سامنے
کیوں نہیں سدم پڑھوں ان پر سلام
السلام اے وارث ارش بنی
السلام اے گل گلستان رسول
السلام اے مرضی کے نور عین

قرۃ العینین ہو حسین کے
 السلام اے لخت دل نین العبا
 السلام اے بحر عمان صدف
 خاک پاہی آپ کی کھل البصر
 السلام اے تل ج نجش القیام
 السلام اے ماہ پروں السلام
 السلام اے راز دار مصطفیٰ
 السلام اے عاصیوں کے چارہ سا
 السلام اے وارث جاناں ما
 لب پاہی آئی ہو مری جان حسین
 بیحاب آب نکل اے محبین
 واسطہ ہے مصطفیٰ کا واسطہ
 چار پارِ احمد لخت ار کا
 ہے شہید کر بلکا واسطہ
 واسطہ کل اویسا کا واسطہ
 دیکھ لو حاضر ہے یہ خدمتگذار
 عشق تیرے ہو سینہ چاک چاک
 مرغ بعل جو کے چیخ اٹھتا ہوں تب
 نمیں کبتاک رہیگا یہ اسیر

السلام اے جان دل حسین کے
 السلام اے نور پشم انبیا
 السلام اے گوہر در بخف
 السلام اے حضرت والا گر
 السلام اے تاجدارِ اصنیا
 السلام اے ناہ کلیں السلام
 السلام اے راز دار کبسرہ
 السلام اے عاشقوں کے دل نوا
 السلام اے دین ما ایمان ما
 کرنہ بخشے پردہ اے پردہ نشیں
 ترس کھاتے نا زیں اونا زیں
 واسطہ ہے کبریا کا واسطہ
 واسطہ ہے چید رکار کا
 واسطہ خیر النسا کا واسطہ
 واسطہ کل انبیا کا واسطہ
 ترجمی چتوں سے بیے کر دگار
 کیا کہوں میں حال جان دنماک
 یاد عدم وصل دل کرتا ہو جب
 یا فرا دل بدہ یا جاں بکیر

سر کو سودا ترا ای جاں کو جزیں
 رات و دن صہرا نہ ردمی کی بھطا
 شرست دیدار ہے میری دوا
 کب تک یہ ہجرتین تڑپا کرے
 غفرانہ دلبر کی جاں کو آرزو و
 بوئے گیسوئے تو جاںم آرزو
 خاک بیٹری بیابان آرزو و
 گر کی خانہ جاں کو آرزو و
 چنبش عنابِ لب کی آرزو
 دل کا آنکھوں سے نکل آیا ہوں
 دیکھوں گا کب فی زیستاں تاک
 باز آبے وارثا حسالم بگر
 ہاں حیاتِ روحِ عشا قان بیا
 اے علاج در دمجنوں ان بیا
 آمرے محبوبِ کسفانی ادھر
 چشم نا بینا کو بیت کر ذکھا
 اکہ میں صدقے ہوں بھپر لا کھ بار
 شرم کو اب چھوڑ مبتانہ تو آ
 ہجر کے صدمے کماں تک دل سے

ہجرتے تیرے کیا ہو دل کا خون
 تیری بھوری نے بھکو یہ د پا
 در و فرقہ میں بہست ہوں مبتلا
 یا رُخ انوڑ دکھا بیجاں لے
 ہے رُخ انوڑ کی جاں کو آرزو
 دیدن روے تو جاںم آرزو
 لے جنوں چاک گریاں آرزو
 گردشِ مبتانہ جاں کو آرزو
 تیری باتوں کی بیجاں کو آرزو
 ہو گیا ہے حال اب زاروز بیوں
 عشق نے تیرے کیا ہو جاںک خاک
 بن ترے کھاتا ہوں میں خون جگر
 اے مراد جانِ مبتانہ قان بیا
 اے سرو قلبِ رنجور اس بیا
 نلے مرے در و نہانی کی خبر
 اے مرے گم کشہ یوسف پھر تو آ
 ہجریں اب جان دل ہو بے قار
 دل میں میرے بے ججا بانہ تو آ
 اب نہ تر پاؤ خدا کے واسطے

ہائے ہو نہ گز نہ کم ہو نہ بھر
 جو کرے تو میں ہوں آنادہ شہر
 کیوں پسند آیا ہے ایسا قاعدہ
 رحم کر رنجور پر اب حسم کر
 رحم کر اب اس دل بیمار پر
 لے خراب چین آتا ہی نہیں
 آپ ہیں ارش علی کے لافے
 دیکھا خوش ہوتے ہیں جبلو حسین
 باقر و جعفر کی جان دل کے چین
 آپ ہی نے پایا ایسا تمہرے
 آپ ہی کے نور سے روشن جما
 میں تے انوار کاشتا ق ہوں
 یہ بتا دے اے مرے مشکل کشا
 کب تک پھر تار ہوں گا در بدر
 سر تو گلزار آکے اب شل خلیل
 چوں کلیم اللہ ہوش من ببر
 خانہ جاں کو مرے آبا دکر
 دیکھوں ہاں دیکھوں ہاں دیکھوں
 کچھ نہ آیا حرم لے یمرے شہر

یک نظر جبتا نہ دیکھے تو ادھر
 سر گفت تیری گلی میں ہوں کھڑا
 وارثا دوڑی ہے کیا فائدہ
 رحم کر جبور پر اب حسم کر
 رحم کر اب اپنے عاشق زار پر
 رحم کر اے چشم زہرا کے لمبیں
 آپ ہیں وارث بنی کے لادلے
 آپ ای ہیں فاطمہ کے دل کے چین
 آپ ہیں زین العیا کے نوریں
 آپ ہی نور بنی ہیں وارثا
 آپ ہی ہیں نور احمد کے نشان
 نیں تے دیدار کا مشتاق ہوں
 کب تک جاں ہجر سے ہوگی رہا
 جان من انصاف کر انصاف کر
 آتش فرقتے جلتا ہوں حلیل
 طور کے نائند جاناں جلوہ کر
 اس دل نا شاد کو آشاد کر
 تیری صورت کا نا شاد دیکھوں
 تھک گیا میں کرتے کرتے البحا

	شمع بے رہیاں کیوں پرواہ نہیں جان دوں یا میں جگر کا خون کرو رہ رضاۓ دوست پرائے ل خدا	یہ سحر ہے یا کہ میں دیوانہ ہوں پچھو تو کے اے عشق اب میت کرو سر کو روکھو اپنے پہنچے ناز نہیں
--	---	---

رکھ قدم اپنا پتیلیم و رضا
چارہ میں پچھو نہیں ہو اے صفا

لوحہ در فراق حضرت سلطان الاولیاء صنی اللہ تعالیٰ عنہ از مولف

	بکیوں در در فراق نے گیا تو اندر سے جا کے ل گیا تو	اے داریش جاں کدھر گیا تو یاں پچھوڑ کے مجھ کو جو گیا تو
	بڑیں کیسیم نظر نہ کر دی	رفقی و مر اخبار نہ کر دی
	بکیوں کر ہو فراق سے رہائی جس جانہیں ہوتی ہو رسائی	وارث تری شان ہو جدائی وہ کوئی بستی ہے بسانی
	بڑیں کیسیم نظر نہ کر دی	لستی و مر اخبار نہ کر دی
	الفٹ جوازل کی تھی وہ توڑی بکیوں چھپیں مجھ چوری چوری	بکیوں مجھ سے طبیعت اپنی موڑی منجدھار میں ناؤ میری بوری
	بڑیں کیسیم نظر نہ کر دی	رفقی و مر اخبار نہ کر دی
	پھر تار ہوں در بدر میں کہتا ک رذ تار ہوں وارثا میں کہتا ک	ڈھونڈھا کروں آپکو میں کہتا ک در در قلت سہوں میں کہتا ک
	بڑیں کیسیم نظر نہ کر دی	رفقی و مر اخبار نہ کر دی

خون دل کانہ آنکھوں سے گراو اُس مصحفِ نوح کو آد کھاؤ	بڑیکیم نظر نہ کر دی	بچوں کو اب نہ تم بدلاو مل جاؤ نہ در بد رپھراؤ	نستی و مر اخیر نہ کر دی
حافظہ مرے تم کہاں ہو آؤ دار شد مرے تم کہاں ہو آؤ	بڑیکیم نظر نہ کر دی	خابی ہرے تم کہاں ہو آؤ سیدھے تم کہاں ہو آؤ	نستی و مر اخیر نہ کر دی
سماں مجھے چھوڑ کر نگئے تم بر باد کیا مجھے نگئے تم	بڑیکیم نظر نہ کر دی	شہان مجھے چھوڑ کر نگئے تم حال اپنا نہ مجھے کر نگئے تم	نستی و مر اخیر نہ کر دی
تبلا کہیں تیرا کچھ پنشاں ہے تازیک لظیں سب جہاں ہے	بڑیکیم نظر نہ کر دی	اسے شاہ تر امکاں کہاں ہو فرقت سے تر پتی جسم و جائے	نستی و مر اخیر نہ کر دی
اولاد علی کے تم ہو پیاۓ کیا ہو سردار ہو ہائے	بڑیکیم نظر نہ کر دی	بنت بھری کے ہو دو لائے قرہان علی کے تم ہو تارے	نستی و مر اخیر نہ کر دی
انوش ہو گئے یاں پر تمسے ملکر وَذل ہوئے حصل سے جو چھپکر	بڑیکیم نظر نہ کر دی	آئے تھے ازل سے جان یکر یہ شاق ہوا ہے میرے دل پر	نستی و مر اخیر نہ کر دی
کیا رُخ پہ ہو نور صطفائی ہے پھرہ پہ شان کب سریائی	بڑیکیم نظر نہ کر دی		

کیوں دیتا نہیں ہو تو دکھانی	صورتِ تری دل میں ہو سائی
بزیں کیم نظر نہ کر دی	رنستی و مرا جس زندگی کر دی
کرتا رہے یوں ہی آہ و زاری ہے تیر لگا جس گریں کاری	بڑھتی رہے یوں ہی بقیراری وارثِ درسے لو جبر ہماری
بزیں کیم نظر نہ کر دی	رنستی و مرا جس زندگی کر دی
شکر رہے صفا تری رضا پر فانی ہوا ذاتِ مصطفیٰ پر	صبر رہے وارثِ درسے عطا کر صحابہ ہوا اپنے رہنمای پر
بزیں کیم نظر نہ کر دی	رنستی و مرا جس زندگی کر دی

دریانِ سجادہ نشینی حضرت سید برائے ہمیم شاہ صاحب

نَوْكَلَرَ اللَّهُ عَرْوَةَ كَلَّ

بروز سیوم حضرت سلطان الاولیاء رضی افٹر تعالیٰ عنہ بعد فراغ قرآن خوانی و فنا
دیکھ دیکی حضرت سید غلام جیلانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین بانسہ شریف
ضلع بارہ بہنکی و حضرت سید التقاطات احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ روڈ ولی شریف
ضلع بارہ بہنکی و حضرت مولانا عبدالمحی شاہ وارثی جگوری ضلع لکھنؤ و رہسانے
قصبہ دیلوی شریف و تمام فقرائے وارثی وہزارہ امریدین و محتقدین حضرت سلطان
الاولیاء احرام حضرت سلطان الاولیاء مزار شریف پر لاکر رکھدیا گیا اُس وقت
حضرت سید غلام جیلانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید صاحب آپ اس

احرام پاک کو مزار بارک سے اٹھا کر باندہ لیجئے آپ کو احرام پاک مزار شریف سے عطا کیا گیا ہے ان الفاظ کے سنتے ہی حضرت معروف شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ نے اس احرام پاک کو مزار بارک سے اٹھا کر کہا کہ سید صاحب لیجئے میں آپ کو دیتا ہو حضرت غلام جبیانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کو یہ احرام مزار بارک سے عطا کیا گیا ہے آپ لیکر باندھ لیں غرضیکہ با تفاق آراء اجماعاً حضرت سید مولانا حافظ محمد رابعیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے احرام بارک لیکر صفت باندہ کرو اور صفت اور طریقہ اور فرمایا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے حضرت مولانا عبد الحجی رحمۃ اللہ علیہ جواب دیا کہ صاحبزادے اب آپ کو اس احرام پاک کی لاج رکھنا چاہئے۔

اسکے بعد حضرت سید حافظ مولانا محمد رابعیم شاہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ مزار بارک سے جانبِ دو منزلمہ رووانہ ہوئے (یعنی جاوہ مقام) تو یہ کیفیت مؤلف خود دیکھتا ہوا ساکھہ گیا کہ فقرائے وارثی اپنے احرام سے راستہ کو صاف کرتے ہوئے دیگر صاحبان وارثی دو منزلمہ پر لے گئے اور مخلوق خدا جو حق ہے میری ہونے لگی اور نذریں گزرنے لگیں مؤلف کا خیال ہے کہ اس موقع پر تقریباً ہزار دو ہزار مخلوق خدا نے سید صاحب موصوف کے قدموں پر سر رکھا ہوگا۔ یعنی بیعتیں داخل ہو کر قدیمبوسی حاصل کی ہوگی) اب اس مقام پر حضرت سلطاناً الاولیاً کا قول صادق آیا کہ جسکے قدموں پر ہزاروں عالم گئے اُسی کو سمجھیا یہ قول اُس وقت آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ کہتے کہ حضور کے بعد حضور کا قائم مقام کون ہوگا اُسی وقت آپ فرماتے کہ ہماری منزل عشق ہے، ہائے یہاں خلا نہیں کیا ہم پر زادے ہیں۔ اُسی وقت لوگ سر اسے کہتے کہ کیا آپ کو منتظر ہے

کہ یہ سلسلہ مرشدی و مترشدی کا بند ہو جائے اُس وقت آپ فرماتے کہ جبکہ
قدموں پر نہار دن عالم گرے اُسی کو سمجھ لینا۔ گوکم بعد وصال و تجذیب و تکفین حضرت
سلطان الاولیا کے تمام فقرائے وارثی موجودہ و دیگر صاحبان وارثی نے اُسی
شب کو ایک مقام پر مجمع ہو کر رزویوشن پیش کیا کہ سید محمد ابراہیم کو فتح درگاہ
شریف حضرت سلطان الاولیا پر کر دیا جائے۔ اور ایک صدر روپیہ مہواتخوا
مقرر کیجائے۔ اگر کام فزار شریف کا بخوبی انجام دینے کے تو آئندہ تباہ میں ترقی
کر دیجائے گی۔ وہ رزویوشن پاس کر دیا گیا۔ اور حضرت سلطان الاولیا رکو
بقوت علم و حالی منظور یہ تھا کہ جو ہوا۔ اور حضرت سلطان الاولیا رضی نے اپنے
فعل کو جو قبیل وصال کیا تھا ظاہر کر کے دکھلا دیا۔ ما بعد جو طریقہ قاعدة خاندان
 قادریہ و خاندان حشمتیہ کا مرشدی و مترشدی حضرت سلطان الاولیا رضی کا تھا
اُسی طریقہ سے سید حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین صاحب قدس سرہ الغربیہ
بھی سلسلہ مرشدی و مترشدی کا جاری رکھا۔ اور جس طریقہ پر حضرت سلطان الاولیا
کے مریدین حضرت کو اپنے گھروں پر لے جایا کرتے تھے اُسی طریقہ سے حضرت
سلطان الاولیا کے مریدین و نیز سید صاحب موصوف سجادہ نشین کے مریدین
حضرت حافظ سید محمد ابراہیم شاہ سجادہ نشین کو اپنے گھروں پر لے جایا کرتے
تھے اور طریقہ قدیم پر خدمت میں موعود رہتے تھے۔ اور اس دوران کے سیر
و سیاحت کا حال تقریباً بالکل واضح و ظاہر ہے اور قریب تریب شخص و ا
ہم۔ جنکوئیں نے بھی ضرورت نہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ (مگر اُن ہستیوں کا ذکر نہیں
نہیں کرتا کہ جنکی طباعیں سید صاحب موصوف رضی کی تشریف آور سے کہاں ملک رہو چکی تھیں)

القہقہہ آخر وقت تک حضرت سید صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے مزار بار
 حضرت سلطان الاولیا پر فقرائے وارثی حضرت نعمت علی شاہ رہ و حضرت
 لونگ شاہ وغیرہ وغیرہ وزیر اپنے احرام پوش فقیر و نیں رشید شاہ وغیرہ کو
 انتظام کے واسطے مقرر فرمایا اور احکام آپ کے مزار بارک پر دس سال دو ماہ
 چاری و قائم رہے۔ آخر کار آپ سفر میں تھے کہ مراد آباد میں علیل ہوئے اور
 جو مرض درد صدر کا آپ کو عرصہ دراز سے چلا آ رہا تھا اُس میں ترقی ہوئی
 اُس وقت آپ نے فرمایا کہ رام پور چلو اور بعد افاقہ ہونے کے رام پور سے دیوبھی
 چلیں گے۔ جب آپ رام پور پہنچے تو درد صدر اس قدر ترقی کر گیا کہ نواب
 علی خامد خاں صاحب بہادر کو خبر ہوئی اُس وقت نواب صاحب بہادر موصوف
 کو شش بیان سے حکیموں و ڈاکٹروں کا علان شروع کر دیا اور ٹیلی فون پر
 مکان سے سید صاحب موصوف سجادہ نشین رحمۃ اللہ کے مکان تک لگوادیا۔
 اور حکم عطا کیا کہ ہر وقت کی حالت سے اطلاع ہوتی رہے اور اپنے وزیر اعظم کو
 حکم دیا کہ وقتاً فوقتاً آپ جا کر دیکھا کریں۔ مگر کار ساز حقیقی نے بتایا کہم بیان
 الثانی ۱۳۴۰ھ کو فرشتہ موت کو بھیجا رہے طالب کو طلب کر لیا حضرت
 سید صاحب نے داعیِ اجل کی صد اپنی بیک کہ کر دنیا فانی کو وداع کیا اور طالب
 حقیقی سے ملک حیات جاوہ دانی حاصل کیا اَنَّا لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ رَبَّ حُجُّتَه
 جناب نواب کرنل ہر انیں فرزند پسند دولت انگلشیہ مخلص الدهلی۔
 نصیر الملک امیر الامر انواب سر سید محمد حامد علی خان صاحب بی۔ سی۔ آئی۔
 اے۔ بی۔ سی۔ ڈی۔ سے تقدیم جنگ فراز وائے رام پور صاحب بہادر نے

نے غسل و تکفین و نماز جنازہ سے فراغت کر کے اپنا ارادہ یہ ظاہر فرمایا کہ سید غلام سو صوف علیہ الرحمۃ ہمیں دفن کئے جائیں مگر آپ کے درشانی یہی رائے قرار پائی کہ دیوبھی شریف لاش بھی جائے اور وہیں مد فون ہوں اُس وقت جناب نواحی صاحب بہادر نے حکم دیا کہ کاظمی کا انتظام کیا جائے اور ایک تاریخ دیوبھی شریف کی دلوادیا کہ لاش مبارک سید حافظ محمد براہیم شاہ سجادہ نشین کی استیشان بارہ بُنکی پہنچیگی بتارتیخ ۲۰ ربیع الثانی سنتہ الیہ کو جب وہ سائے قصبهہ و نیز مریدین حضرت سلطان الاولیا کو خبر ہوئی سب ہذا جہاں استیشان بارہ بُنکی پہنچ پئے۔ مگر وہ سر اتار آیا کہ سار ربیع الثانی کو لاش مبارک پہنچیگی رو سائے قصبهہ و نیز مریدین حضرت سلطان الاولیا و نیز سید صاحب موصوف کے مریدین ۲۰ ربیع الثانی کو استیشان مذکور پڑ آئے اور لاش مبارک سید صاحب کو دیوبھی شریف لائے اور حضرت سلطان الاولیا کے مزار مبارک کے اندر دفن کرنے کا انتظام کیا پکھہ لوگوں کو اندر دفن کرنے سے اختلاف تھا اور ادھر بھی خیال کیا گیا کہ اندر فزار مبارک کے زین کنکریٹ پر ہے۔ قبر کے کھونے میں بہت عرصہ گز ریگا بیٹیں بچوں دہری ظہیر الدین صاحب تیس قصبهہ نے یہ رائے دی کہ جو پنجھی بچیم و دکھن کے کرنے پر فزار شریف میں ہے اُسی میں قبر تیار کر کے لاش مبارک دفن کیجائے۔ لہذا قبر کھوندی گئی اور لاش مبارک دفن کی گئی جو زیارت خلائق ہے۔ مگر افسوس صد افسوس اُن ہستیوں پر کہ جن ہستیوں کے خیال میں نہ آیا اور ایسے کامل و اکمل کے امر کو کہ جسکو حضرت سلطان الاولیا نے ظاہر کر کے دکھلا دیا اُسے دل سے نکال کر پیش ڈال دیا کہ ایک چراغ کی روشنی سے بھی مزار حافظ سید

محمد ابراهیم شاہ سجادہ نشین کو محروم رکھا جو کہ حضرت سید حاجی خادم علیہ السلام کے حقیقی نواسہ تھے اور حضرت سلطان الاولیا کی حقیقی بجانبی کے صاحبزادے اگر میں اس کے متعلق نظر پیش کروں تو وہ بھی اظہر من الشمس ہے بدیہی بات کے ثابت کرنے کی ضرورت نہ سمجھ کر چھوڑتا ہوں وائد اعلم بالصواب۔

ذکر سجادہ نشینی حضرت سید علی احمد شاہ عرف کلمیان نواف حقیقی حضرت مولانا حافظ سید محمد ابراهیم شاہ سجادہ نشین دیوبندی شریف رحمۃ اللہ علیہ

ایک روز قبل سیوم حضرت حافظ سید محمد ابراهیم شاہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ کے مولانا عبدالرحمن برادر سید صاحب موصوف سے اجتماع نے باصرار کیا کہ آپ اس سجادہ نشینی کو منظور نہ فرمائیں مگر مولانا صاحب موصوف نے نامنظور کیا اُس وقت جسمہ نے کہا کہ آپ ہی جن صاحب کو منظور فرمائیں ان کی احرام پوشی کیجائے اُسی وقت مولانا صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں تجویز کرتا ہوں کہ حضرت سلطان الاولیا کے فقراء اور سید صاحب موصوف کے ورثان سے کے نام قرعہ اندازی کی جائے جس کا نام نکلے وہ اس خدمت پر معمور کیا جائے۔ اجماع نے آپ کی رائے کو منظور کیا قرعہ اندازی ہوئی سید علی احمد عرف کلم میان کا نام نکلا اس طرح تین قربیہ قرعہ اندازی ہوئی ہر قربیہ کلم میان کا نام نکلا۔ بوجباتفاق رائے جمہور طاہر کیا گیا کہ کلم بر فریضہ سیم جمع فرغ قرآن خوانی و فاتحہ کلم میان کی احرام پوشی ہوگی۔ چونکہ اُس زمانے میں بیماری

طاعون دیوی شریف میں زیادہ تھی پس سب بہتے مریدین حضرت سلطان
 الادلیاً و نیر مریدین حضرت سید حافظ محمد ابراء یم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین
 دیگر مقام کے حاضرنہ ہو سکے چنانچہ بروز سویم سید صاحب موصوف والجائب
 جہتو رک کیا گیا کہ بروز چلم کلن میان صاحب کی احرام پوشی ہو گئی چنانچہ حسب
 تجویز جموروں کلن میان صاحب سجادہ نشین کر دئے گئے۔ اور حضرت معروف شاہ
 منتظم مزار شریف مقرر ہوئے لیکن کچھ لوگوں نے سویم کے روز فاتحہ خوانی کے
 بعد سید رفیع احمد صاحب کی احرام پوشی کے سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔
 جسپر عوام راضی نہ تھے چنانچہ کلن میان صاحب کی احرام پوشی کے بعد مقدمات کا
 سلسلہ جاری رہا جس سے خلق خدا واقف ہو بعد تھوڑے زمانے کے سید رفیع احمد
 شاہ پریشان ہو کر اور احرام جسم سے اٹا کر بھوپال شریف یکٹے۔ ان کی پریشانیوں
 کے واقعات سے بھی مخلوق خدا واقف ہے جب بروز چلم حضرت سید ابراء یم شاہ
 رحمۃ اللہ علیہ برضاء و غبت والدہ سید صاحب موصوف بوجود دی حضرت
 احمد میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنج مراد آبادی ابن حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن
 صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہ و حضرت حافظ اطہار البیقین شاہ صاحب سجادہ نشین
 کرسی ضلع بارہ بنگی وغیرہ و حضرت نعمت علی شاہ وارثی و حضرت لونگ شاہ وارثی
 و حاجی ضمیر شاہ جنکا کھٹپی میں قیام ہے و مقبول شاہ وارثی احرام حضرت سید صاحب
 موصوف لایا گیا اور اجھا احرام پوشی و سجادہ نشینی سید علی احمد عرف کلن میان
 ملے سید رفیع احمد صاحب سید ابراء یم شاہ سجادہ نشینی کے داماد تھے۔ سید محمد ابراء یم صاحب نے بعد
 انتقالِ زوج اولیٰ کے پھوپاں میں اپنی شادی کی تھی جو نہایت عالی خاندان کی صاحبزادی تھیں ان سے
 جو صاحبزادی پیدا ہوئیں وہ سید رفیع احمد صاحب کو منسوب تھیں رفیع احمد صاحب صحیح لہبہ یہ تھے: ۱۲

کی سبئے تسلیم کی۔ اور سید علی حمد شاہ عرف مکن میاں پنے نانا جان حضرت سید
صاحب کے طریقہ پر مرشدی و مدرسہ جاری کیا اور انشا را اللہ تاز ند کی اسی
طرح قائم ہے گا۔ جملہ مریدین حضرت سلطان الادلیا دسید صاحب صوف سید
علی حمد شاہ کو پنے گھروں میں لیجاتے ہیں اور حسب دستور قدیمانہ تنظیم و تکریم اور
خدمت کرتے ہیں۔ اس سے تمام لوگ واقف ہیں۔ مگر انھیں سیتوں کے عنانے بعد دفات
حضرت سید محمد ابراہیم شاہ صاحب سجادہ نشین کے ٹرسٹ کمیٹی حضرت سلطان
الادلیا کے مزار بارک پر قائم کر کے دم لیا۔ جو قبل سجادہ نشینی حضرت سید محمد ابراہیم
شاہ کے چلا آئا تھا۔ اُس کا ظہور بعد دفات سید صاحب صوف حک کے ہوا۔ باوجود
حضرت علی حمد شاہ عرف مکن میاں نواسیتی حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بعد پنے
نانا جان کے سجادہ نشین ہو چکے تھے جسکو تمام ساکنان قصبه و قربت چوار مریدین و
غیر مریدین کبیر و صغیر اتفکر ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو مقدمات عدالت میں بعد دفات
حضرت سید صاحب بنام آپکی والدہ سمی مقبول النساء پر دائر کرنے کے اور ان کی
ذگر یاں برابر بنام مقبول النساء ہوتی رہیں۔ بجز ایک مقدمہ ٹرسٹ کمیٹی کے کہ جس کا
فیصلہ عدالت نے درثائے حضرت سلطان الادلیا کے حق میں نہیں کیا اور بخوبی
لکھ دیا کہ ہم درثائے حضرت سلطان الادلیا کا لحاظ نہیں کرتے ہیں۔ باقی ذگر یاں
والدہ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ نے بحق سید علی احمد شاہ سجادہ نشین عرف
مکن میاں ہبہ کر دیا تھا۔ والدہ اعلم بالصواب۔

رسان

علم رسمیا، کمیا، سیمیا

مصنف

حضرت مولانا سید علی الدین کنتو روی قدس سرہ الغریب احمد او حضرت
مولانا حافظ حاجی سید وارث علی شاہ قدس اعلیٰ اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاسن ستائش مر حضرت بے نیاز را که وحدائیت صفت است و در ویرغایبر
بد انکار اول اخلاق اندلوزی مسونگر دانیده حکماء صادق چنانکه در هر عقل و هر ظلم
در هر ظرفانه و چیزی که در عقل انسان بگنجد همچو آرنو و فقیر علاء الدین کنتو روی مصنف این
رساله تجارب کرد و تجارب کنانیده است چوں کسے را ہوس می شد از یاران معاون
بیرون می آمدند تا حد یکه در هر طرف لشکر و بارگاہ پیدا نیگشت و نیل و شتران و
آدمیان و بازار می نوشے و ایں رسیما است و جمیع علم چهار نوع است اول رسیما
است دویم رسیما است سوم رسیما است چهارم رسیما است و رسیما آنست که
روح را نقل میکند از وجود خود در وجود دیگرے و ایں چگونه پیدا آید اول چهل و نیز
خود را از حیوان جمالی نگاه وارد و از حسد و ابغض و ملوثات محترز باشد و خلوت
و غزلت بود تا چهل روز خواب ناخوب بود و آنکه مطلوب دل بود بنید بعد آن ایں
تبیح را بعد دکبیر حرم نامه اس نام علم مداومت نماید و در وقت سعاد شروع کند
یا باید دیگر حجۃ عجائب بالحیزیاب دیگر دیگر باید

آرزو هانے کہ دریول دار ددار جاں نظارہ کنندو ایں مرتبہ سوچ است و مقام علوی
 و مقام ملکوت است بعد آں مقام عقل می باشد و بعد ازیں مقام معرفت می ناید بعد
 آں مقام نور می ناید بعد این سجت گاہ بعد آں مقام محبت می ماند بعدہ مقام طیر
 می ماند زیرا کہ دل مقام طیر و تخت گاہ و کرسی و مطلوب طالب است اطاب
 اگر خواهی کہ در علم ہمیسا تماشا نے عجائب کنی بیار خود خالص و مشک لطفی کے دریچ
 علت نیاشد جامہ خود را پاک دار و مقام خواہگاہ خود را پاک سازد و عطرت
 بیشتر نالند و برگ تنبول بیار بخورد چنانکہ اور ان معلوم گرد و اذب بیار خوردن
 برگ تنبول در و نہ اعل شود و پیغام سرخ آیدی می باید کہ ہر روز سورۃ البقر
 تمام بخواند و هفت کرت در و دعا نے عظمتا پھل روز بخواند و شب تماشا کن
 و ہشتم را بست کنند ہر چہ در دن او گذشتہ باشد آں تماشا اور انداز و ارشودا گرازد
 پریدن کنند یعنی بردار خود ظاہر نہیں۔ اگر محلی پر دلدار و دمکن بپروں برآمدن
 نباشد چون سورۃ البقر و آن اسم را ہر چند تباشد بخاند و خسید و شب آنجا کنند
 کہ اذ زین خواہم پرید اور اعین بخی کہ نیت کردہ ہماجا پرند می باید کہ خود را اتنا
 داد دیجئی از حرام خوردن و از حرام کردن و لفظ پر دن اور ارادہ اباشد دوبار یا
 سیما بخام یک جمہ اقل برگ تنبول نصفت بخورد بیما بخورد و بعد برگ تنبول
 بقیہ بخورد و ہم چنان خورده باشد کہ قوت بماند و رعن بادام بخورند و برتن بالند
 کہ شخصی اور لاک نکند و بعد از ریاضت طعام سبک بخورد و اذگوشت مادہ گاؤ و
 کاؤ بیشرا حرثا ز ناید و اگر گاہے بخورد گوشت بز بخورد و اذ یک کر وہ تاسہ کردہ
 پریدن عادت شود آنگاہ نظارہ غاشقان و سنت دهد مگر چل روزہ ہو شیار بماند

تاں ہو شیاری در دجود او قرار گرد بعد از نظار ہماچنانکه از مقامے بتقاضے پرین
 گیرد و این اول مرتبہ ہمیا است تا پاصل سال راه برود بلکہ چنانکه قسم اولیا است
 دایں مرتبہ است که در هر قسم راست باشد فاتح راه راست ایں است کہ باسخن از دیا
 نہ باید گفت و سکوت می باید کرد مرتضیم دل را روشن می باید کرد تا هر کیے رامعاشر کرده
 و مرتبہ هر کیے شناخته در خود مرتبہ ایشان سخن می باید گفت تا استعفم مقام گردد
 مرتبہ نیکو شناسد چون مرتبہ نیکو نماید بمقدم نیاز کند در تصویرات فہیم
 دو یکم علم زیبا است و این مرتبہ دارد که دو گروه را معاشر ہر روز نظارہ کند
 و حوران و فلان خوش شکل و شجر و بزرگ تبلوں و سازندہا و گویندہا و سرو و بالطف
 عجیب پیدا آید تا ان زمان خواهد دوق گیر بعد از ان چوں خواب کند و از خوا
 بیدار شود ہم ازان تاشا در نظر پیدا شود چنانکه در شکار بوزنه و شیر و باز و چمغ و آه
 و چیز که بآن درین شکار شامانہ بدست آید و نیاران و دوستان را نماید لیکن ہمہ کس
 باوضنوب اشند و ہر روز غسل کند و عطر بیافت بمالد و با عالم جنات لاقات کند
 و اگر وضو بشکند فوراً وضنو تازہ کند تا شیر دیگر برآمد بعد از ان تاشا لذت گیرد و بین
 طرق با جتنا عقر کند فاما در دنیا غرض حاصل نہ باشد و با جنم لاقات کند ہر روز
 لیکن رو برشی یاران نہ طلب خطر است و ہر لحظہ نہ را شوق دیگر جنبش آیده اگر
 خواهد که نظر یاران مادر یا پیدا شود شش صد بار این آیت بخواند و اسم ہے عظم
 نذکور بعد ذکیر بعد دا سم عظم نذکور بخواند و بخواست بسوزانه در حال و زمان دریاد
 نظر پیدا شود آیت این است **إِسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قُلْ لَوْ كَانَ الْجَنَّةُ
وَهَذَا دَأَدَ الْكَلِمَاتِ رَبِّيْ تَأَخِذْ بِخُواَنَدَ دَرَحَالَ وَرَانَ آبَیْ پَیدَا**

تایلیسال یاده روز بہرہ است که صاحب محل بدارد در بیان اندام اخواز ک پاک پاک نزیر
 دارد و غفلت نه باشد و پنج سخن لاطائل نگوید باکس مفترض نشود و از اهل علم
 و حکم و عقول اشتکایت کنند و خدمت حکما و اولیا و درویشان بکنند و این علم ان ایل
 نم بدو الافرد ای قیامت دامن گیر او باشم و این اذان استاد خود یافتة هم
 حضرت شیخ ابو البرکات شیخ بیهی که تمہیش با خواجہ خضر علیہ السلام صحبت داشته
 و این علم بخرش آگرد صادق دیگرے نه باید داد و قصر علامه الدین را یاد کنند که پیش بچیز
 باقی ناند و این واقعات را بآنکه ظاهر نکنند بخر محرم را ز بکه درین فن در آینه پنج
 عادت را فرض داند - اول بے وضو نباشد و وکم سوده مغل دامن بخواند -
 سوم کم غسل کلام نگوید جهار مرم جسم خود را از چیز وی است اذن محرم تکه دارند و آنکه
 این تجرب کند و اصل اولیا گرد و سوره طور نیز بخواند مدت چهل روز ریاضت
 پکشند تماشا نی یہ مقام دہر شهر و ہر دیمہ بیند آنچه در علم تماشا کرده باشد علم بیان
 بوانان است و میباپر ای است چرا که پیشسته تماشا کنند چون موئی سفید شود باید
 این مفتر با دامن سر دریش بتویه ماضعف پیرے در وجوه پیدا نگردد و در نه در بیان
 تمام آن دامن نفت شود - و آن وقت این دو بخورد ہلیله یک درم تکنگره ۹ درم رون
 ماده گاؤ و سیپری بمال بخورد تا قوت باطنی پیدا آید و عیش او فرزید شود و براید
 فرشتگان شود - چنانچه سیر دو عالم یعنی جبروت ولاہوت روزے چند با کنند
 زیر اکه درین دستگاه داشته باشد تاکه اور ادراک و شرائط راسخ باشد نفیسه
 علامه الدین این نسخه را نام راحت الروح و حکمت الفتوح داشت بکه را این
 عمل دست ده پیغام برسانے اللہ علیہ وسلم را درخواست بیند در درج اولیا رانیز

در خواب بیند و مکہ مغطیه را زیارت کند و در روز آنچه مختلف باشد حتی که شب تله
 بیاید و آن سوره انا از لئنا بخواند و در گفت نماز گزارد و بعد نماز هر بار در واقعه
 بخواند و در گفت نماز گزارد و احمد بین نوع سه کرت تام کرد و باشد تا که شفعت
 بیاید هر چه معافیت خواهد همان لمحه بیند و هر چه از خدا تعالی خواهد همان وقت بیاید
 این جمله طبقه هم برائے اهل است از هر چهار علم در قسم آور دم تا همچ کس در سخن
 مدخل نباشد لیکن طعام کم خورد و خواب کم کند و سخن کم گوید و عیش تام کند
 علاوه اقل سیر دیگر سیر کند بعد از در خواب شود و نظاره کند و اهل دیں ملاتا
 میکند و عقل را از خود باد محبت حق تعالی بد هر چنانچه میاب قدره قطره می شود
 و احمد رنگ و هم چنان این طائفه باعث تعالی در روز شریعه هر بار جدا می شود و همچ
 می شود هر چنانچه عاشق و معمشوق یکت و گاهی چه جدای ایں او لیا ز آنند داشت و شربت
 در کام او لیا داده اند. دیگر تماشا شهارئے و گرست روز چهار برسد در عالم
 اما بشرا ظ سابق طیر در وجود تو پیدا می شود لیکن در عالم نیای خود را می بیند که بالا
 می پرند و اور اسکے نبی بیند و راحت می گرد و هر چیز که در آفاق است معافیت
 کند و اگر خواهد که بپیر مرگ تماشانے عرش و کرسی و بهشت و دوزخ و پل هر اط
 و اپنچه مطلوب از حق تعالی باشد بیند و همای بر انشا را اند تعالی بفضلیه و صاحب
 و صاحب ایں نوع تماشانے می بیند اما بعد مرگ فردانے قیامت حق تعالی داد
 که چه نوع معامله خواهد شد. آنچه دلله قبل کل حائل و بعد کل حائل شکرانه
 حق است که تعییم اذ استاد خود یا فتم اقل هر کسی که بوسانی علم کند چهل روز
 مجامعت نکند و با جا همان و کافران سخن نکشد درین حکمت نامه را هر روز بیند

در تجارب هر پیکن حاصل آمد و این نکته است که هر کس به این نتیجه رسید
 چنانچه چنانچه بن یوسف بادشاہ بود آرزوه ایں تماشگرد چنانچه احمد سمرقندی پرمال
 او آگاه شد تزداور رسید دید که او را طلب بسیار است گفت ازین گلزار حکایت
 جهان گهان تماشچه داری و چه دانی گفت بر لئے خداناگی گفت اگر بنایم تو دران
 حیران باشی و ساعتی از خود دور گرد نخواهی اگر همین است بیا برابر من محل خلوت
 بر وهم تماشانیم چنانچه استادان مرای این علی داده اند براکشوده اند صلایت
 چهل روز از هر چیز نگاه باید داشت تماشانے کلی و جزئی باید دید سه علم را نموده
 چهارم علم را نکته بازیک است یعنی کمیها سو درج کمی گیا است که بخ آن طرف آفتا
 می نماید آنرا کل سفید برگ او برگ شفتالومی باشد بیاردو در سایر خشک کند و
 گهری که اذ انداخته زیو طیار گشت از زرگران گهریه آ در ذه ایک جبره زر اعلی انداخته
 بچرخ آید گردش دهنده برگ مذکور چهار ماشه انداخته دهن آن بند گشته و از سرچش
 که پیچ ظرف کشاده نمایند آتش دهنده بعده گرفته آنرا گهدارند و مس یک توکه بازیک
 کروه چرخ دهنده چون بچرخ آید اکثیر بزرگ دران اندازند بقدر ایک رتی کامل
 زر طیار شود الشمار اند تعلیم

تام شد رساله همیا و رسیما و کمیما مصنفه حضرت مولانا سید علی والدین علی بزر
 گنستوری سابق ساکن نیشاپور در زمانه هلاکوخان بادشاہ که عناد از اولاد اهلیت
 بسیار دارد و قتل گشته بین بیب از نیشاپور جدا شد آن معده اهل و عیال دهنده وستان
 قریب گنستوره ضلع باره بگلی آمده نزیر درختان آن به که پیچ درخت می خود بود نزیر درختان
 آن سکونت اختیار کر دند و بعد چند سه قریب آن درختان مکان طیار نموده در

سکونت اختیار نہ دند و آں مقام را سو پورہ نام دیش تند اولاد آں صاحب
دران موجود انہے نقنا۔ اب اس کتاب کا سلسلہ تجوہ مناجاتیہ و حنفی فخر بیانات پر
ہم ستم کرتے ہیں۔

شجرہ مناجاتیہ قا دریہ و آریہ

از مؤلف کتاب نہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحم کر جپھر دایا نام ہے تیر حسیم	قرے مجھکو بچا ناہشرين تو ہے کریم
پانے محبوب محمد مصطفیٰ کے واسطے	
نام عشاقوں کے ذفترین مرالکھی بمعجم	بادہ جام محبت مجھکو پواد دیجعہ
کامل الامکن علی مرتفع کے واسطے	
یاخذ اکر ذکر سے اپنی زبان کو میری تر	نور کو اپنے دل بیتاب میں روشنی کر
پانے شہزادے حسن صاحب لو اکیلو سطے	
لَا اللّٰهُ سے نفی کر ما سو ایترے بوجو ہو	اور الائھہ سے ظاہر کر اپنے نور کو
پانے مشوق شہید کر بلا کے واسطے	
کر غنایم تا پنی الفحت اس دل ناشاد کو	ست کر کیں جام وحدت سے دل ناشاد کو
شانہزادے صاحب زین العبا کیو اسٹے	
گر بنا یا پنڈہ مجھکو بندگی کر دے عطا	اور کرنے معاف جو محبے ہوئے جرم خطا
باقر و جعفر امام مہست دا کے واسطے	

کرے ہاطن صاف سیراے خدا جلیل	اتشِ دینخ سے تو مجھ کو بچا مشل خلیل	
	موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا کے واسطے	
خواہ غفلت سے جگا کر مجھ کو تو ہوشیار کر	جعفر شہ جسکو کہا اُس سے مجھے بیزار کر	
	شہ حسن بصری خلیفہ مرضیٰ کے واسطے	
بجکہ پنے سایہ سے پیدا ہجئے تو نے کیا	اگر نہ پانے رحمت سے سایہ سے سایہ کو جد	
	شاہ جلیل عجمی عجم کے پیشوں کے واسطے	
در میاں سے فی اُنھا اُسکو جو حائل ہو جائے	تاکہ ل بیٹھی یہ سایہ تیرے سایہ سے شنا	
	حضرت داؤد طاعی اولیا کے واسطے	
لے بڑے خالق جو کچھ بھی سے براہی ہو گئی	اس سوایتے جو کچھ دل میں رسائی ہو گئی	
	معاف کی معروف کرخی باحیا کے واسطے	
بیس نے جو کچھ قول تھا روزِ انل تجھ سے کیں	عالمِ ناسوت میں اگر دیا بالل بھیلا	
	بخت بد سری سقطی باحیا کے واسطے	
پوری یا مجھ کو عنایت کر جو ہو وہ پئے دیا	تاہبوبے بے ریا دلمیں مُر سچ و مسا	
	پاک دامن اُس حشید بے ریا کیوں واسطے	
یا آگی بے دیا ہو جو عبادت ہو تردی	تا تے محبوب کے تردیک ہو عزت مری	
	شلی و عبد العزیز رہنماء کے واسطے	
جام وحدت کا پلاکر مجھ کو متوا لا بینا	جستجو اپنی اسیستی میں کر مجھ کو عطا	
	شاہ عبد الواحد پیر بدی کے واسطے	
رہنماء کر اجڑ سے تماز ابندہ بنوں	بن کے بندہ حق عبویت ادا کر تارہوں	

شیخ عبداللہ راس الاولیا کے واسطے	
کرچکا عالم اليقین سے مجھکو حب آگاہ تو	دے مجھے عین اليقین کا استلام تو
بو احسن ہنکاری شاہ ہدمی کیوں سطے	
ہادیاں م طریقت کی بتا کر مجھکو رہ	کرنے اظہارِ حقیقت دل پر میرے یا الہ
	بو سعید پیر مرشد رہنمای کے واسطے
ہادیاں رات ہتی ہے ترمی ہمی بستجو	کرنے مجھے پردہ بے پردہ تو آنے سیکھو
	پانے شاہ شیخ عبد القادر اکیوں سطے
ہادیا تو درگذر کر جو ہوئے مجھ سے گناہ	تو شہنشاہ دو عالم بندہ تیرا میگناہ
	عبدالزاق کرم پیشوائے کے واسطے
نفس اارہ کے شر سے مجے دلکو پناہ	قید جسم عنصری سے کر رہا میرے الہ
	پانے اس سید محمد دل رہا کے واسطے
مجھکو راضی رکھ رضا پر پانے رب العلا	اور صابر کر مجھے اُپر جو ہے مجھکو بُلما
	شاہ علی الدین شاہ صابر کے واسطے
بخت دے مجے گناہوں کو مرے پڑ دگا	یہ ترا بندہ رہا کرتا ہے ہر دم شر مٹا
	محی الدین د سید احمد باصفا کیوں سطے
نام میرے لکھ دیا ہو لوح پر جستنے گناہ	محو کر انکو ملتا حشر میں مجھکو پناہ
	شاہ علی اور شیخ موسیٰ پارسا کے واسطے
حشر میں مجھکو نہ شر مندہ کر لے میرے غفوڑ	تو ہے تار العیوب اور نام ہو تیر غفوڑ
	سید شاہ حسن سر القیا کے واسطے

پارساں گر عطا اور پارسا کرنے کے مجھے	پارساوں ہیں تو لکھدے پارسا کر کے مجھے
شاہ بوالعباس شاہ پارسا کے واسطے	شاہ بوالعباس شاہ پارسا کے واسطے
راز کا محرم بنا اپنا مجھے لے کر دگا ر	راز کا محرم بنا اپنا مجھے لے کر دگا ر
شاہ بہادر الدین شاہ پر ضیا کیو واسطے	شاہ بہادر الدین شاہ پر ضیا کیو واسطے
لے خدا نے پاک یہ تجھسے مری ہوا التجا	ہونہ میرا ہنما مخشریں بھی مجھسے جُدا
شاہ محمد اور جلال مہ لقا کے واسطے	شاہ محمد اور جلال مہ لقا کے واسطے
ایسی نے جسکو پی کر متوا المابدوں	جسکیستی ہیں سُرخ دلدار گودیکھا کروں
شہ فرید بھگرئی حق نام کے واسطے	شہ فرید بھگرئی حق نام کے واسطے
یا الٰ العالمین حمت کی ہو مجھ پر نظر سر	میرے دل میں پیر کا برش خ ہے آٹھوں پر
شاہ ابوالیم ملتان با خدا کے واسطے	شاہ ابوالیم ملتان با خدا کے واسطے
بپر دی محکم کو عنایت کر مرے مرشد کی تو	غیر کی آنے نہ پاوے ولیمیں میرے کچھ بھی ہو
شاہ ابوالیم بھگر خوش ادا کے واسطے	شاہ ابوالیم بھگر خوش ادا کے واسطے
زنگِ عصیاں سے مارے دل کو خدا یا پاک	شنل آئینہ کے اُس کو صاف و رشاف کر
شاہ امان اندھ شاہ خوش ادا کیو واسطے	شاہ امان اندھ شاہ خوش ادا کیو واسطے
قلب پر میرے نفخت فیہ کا اظہا ر کر	تاکہ قلب بضرطِ ہو تجہ سے واقف نہ بسر
سید شاہ حسین با حیسا کے واسطے	سید شاہ حسین با حیسا کے واسطے
جب کہ اسماخن اقرب پھر تو کیوں پردہ کیا	بھیلیں پردہ کا مجھکو میسے خالت دے بتا
شاہ ہدایت ہادی راہ ہدی کیو واسطے	شاہ ہدایت ہادی راہ ہدی کیو واسطے
صاف باطن کر کے مجھکو راہ بلنے کی بتا	مجھکو اپنے راز سے آگاہ کرنے لے خدا

سید عبد الصمد عاشق خدا کے واسطے	
پر دُغفلت اُبھاد پیدا کر کر اپنا عطا	میافت کر دے میسے آقا جو ہو کی مجھ سے خطا
سید عبد الرزاق پیشوائے واسطے	
تو نہ رکھ دیدار سے محروم اے مولا میر	نیخودی ایسی دے تا جلوہ ترا دیکھا کے
سید اسماعیل شاہ خوش ادا کے واسطے	
گفت ترزاں خیا سے مجھ کو تو منسون کر	بادہ عرفان پلا سرشار اور منسون کر
شاکر افسدِ حقیقت آشنا کیوں واسطے	
معرفت دے نوراحمد کی خداوند انجمن	معرفت حاصل ہو جب اُسکی ترا عقدہ کھلے
شاہ بجات اندھائی اصیفیا کے واسطے	
یامر مشکل کشا مشکل مری حل کیجئے	میرے وارث پیر کی مجھ کو محبت دیجئے
حاجی خادم علی اہل صفا کے واسطے	
خالہ تیرا میرے وارث کی صورت پر توکر	کیونکہ اس صورت پر قربان ہو چکا ہوں پیشتر
حاجی وارث علی اہل رضا کے واسطے	
نندگی اپنی گزاروں میں پسیلیم و رضا	نندگی میں بھی گے دل کونہ افرش ہو فدا
سید ابراہیم و کلن با صفا کیوں واسطے	
اے ہرے وارث معما کم کی مجھ تصدیق تو دے	تاصفای تیرا تمے داں میں آکر جپ پہنے
پانے نانا جان احمد مصطفیٰ کے واسطے	

نام شد

غزل دریح تاریخ کیم صفر المظفر یعنی تاریخ وفات حضرت سلطان

حضرت سلطان الاولیاء رضی اشد تعالیٰ عنہ از مؤلف اور مات زنہ

شناخوان میں ہمیشہ مہتا ہوں تاریخ پہلی کا
کہ جسدن چاند ہوتا ہو مری تاریخ پہلی کا
صفر تھا دن جمعہ کا تھا سفر تاریخ پہلی کا
بنایا فتح مسجد کو اُسی تاریخ پہلی کا
پچھا فرش مصفا منتظر تاریخ پہلی کا
ہوں خادم پیشواؤں کا اُسی تاریخ پہلی کا
قدم رنجہ ہیں فرمے جو دن تاریخ پہلی کا
شناخوان میں بھی ہو جاتا ہوں اُسی تاریخ پہلی کا
محبت کا یہ شمرہ ہے اُسی تاریخ پہلی کا
کہ سپریِ روح یعنی ہو تو نکر کہ تاریخ پہلی کا
سام جو دل میں میکے آگیا تاریخ پہلی کا

نظارہ کرنا رہتا ہوں ہر اک تاریخ پہلی کا
یرے شاہنشہ والا کی آمد ہوئی ہو اُس دن
ہر سڑا قائمے وصل خدا سے چاند جب نکلا
ماجہن میں آقا کا غلام آزاد ہوں ان کا
بنایا ہو بکار کستہ جسے منزل ہو وارث کا
سمی یاں صفیار والقیا اشرف لائے ہیں
حمد مصلطفے اور اہل سیل صحاب سب اُنکے
شناخوانی کے عالم اور سب قول آتے ہیں
شناخوانی کے بعد اطعام کی تقسیم ہوتی ہو
ہو ضل خدا بمحپہ مرزا یمان رہافت اکرم
ہمارے دل عید کو قربان کروں میں اُسیہ بخت

	صفا تو جان دل کر دے فدا تاریخ پہلی پر کہ تیرے چمڑا ہے وصل اُس تاریخ پہلی کا
--	--

تمہت بالغیر

فہرست غلط و صحیح کتاب جاوہ وارث

صحیح	غلط	نام	صحیح	غلط	نام
کبھی	-	بھی	فَاجْبَدُتْ	فاردُتْ	۱۱
نورہ	نیواوہ	۱۶ ۱۱۷۶	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ	۸
حتیٰ کہ مہنود	حتیٰ کہ علاوہ مہنود	۸ ۱۲۶	چین	جیش	۱۵
قصبہ اور	قصیہ واور	۱۱ ۱۳۷	صفوف	صفوت	۱۴
بسود	بوزد	۱۵ ۲۰۳	ایحاء	وجاءَ	۱۹
بھسے پوشیدہ طور پر	بھسے پوشیدہ طور	۷ ۲۰۷	نار	غار	۱۲
فرید احمد حسن	فرید احمد دین	۱۶ ۲۰۷	قید	چند	۷
پریو	پریہ	۶ ۲۱۷	یزدان	مردان	۱۳ ۲۷۹
اور سرکاشا بیجن جال	ذات کے نہروں س آئیں	۱۹ ۲۱۸	علاء الدین رشت علی	علاء الدین	۳
ہمی علمون ہوئے ہیں	ذات فنا کر دیا	۱ ۲۱۹	قلم و میراث	قلم و میراث	۲
ذات میں فنا کر دیا	ذات کے نہروں س آئیں	۱۱ ۲۱۹	لستہ	لستہ	۸
وقت دو صری	وقت صری	۶ ۲۳۶	کرسوی	کوسوی	۶
جو سالگا کیا جائے	جو سالگا کیا جائے	۵ ۲۳۹	عیاض	اعیاض	۱۳
جو سالگا کیا	جو سالگا کیا	۱۱ ۲۳۹	ایک نام	ایک نام	۱۹
اسپر کڑی	اسپر کڑی	۱۸ ۲۴۰	حضرت شریعت زندگی کر دیج ہے	حضرت شریعت زندگی کر دیج ہے	۱۱ ۸۷
سے کتابت رہیں اسے بھی مل سکتی ہے	سے کتابت رہیں اسے بھی مل سکتی ہے	برق نیا لے	برق نیا لے	پوئے	۱۹ ۸۷
۱۔ حکیم محمد حسن صاحب وارثی	سکان آبائی میں جس مکان میں آنکھاں	بیٹے	بیٹے	بیٹے	۶ ۹۱
۲۔ حکیم و داکٹر محمد اطہر صاحب	یعنی عددہ ہمیشہ اسکارا	سکارا	سکارا	سکارا	۱۶ ۹۷
مشی خشت علی صاحب	محلہ شخنا پورہ بہاری	تک عیشہ آپکارا	تک عیشہ آپکارا	تک عیشہ آپکارا	۳ ۹۸
محلہ طبیعت بہاری	اسی طرح اول سے آخر	ایسٹریج ہزاروں	ایسٹریج ہزاروں	ایسٹریج ہزاروں	۷ ۹۸
آپ کو دیا جب آپنا	تک ہزاروں	آپ کو دیا جب آپنا	آپ کو دیا جب آپنا	آپ کو دیا جب آپنا	۱۳ ۱۱۷
شروع کرنے پیسا شروع کیا	پیسا شروع کیا	شروع کرنے	شروع کرنے	شروع کرنے	

آج ہے پیغمبر نبی موسیٰ الہاد تھا اب براہینہ میں ملکہ خداوند ایں ہیں ہمارا شریعت



اس کتاب کا

حق تایف حب قواعد جیش
کتب بھی مؤلف محفوظ ہے کوئی خنا
بلاء جانت مؤلف قصد طبع نفرماتیں وزیر بھائی
فع نقصان شدید اٹھائیں ملکے مؤلف نے کسی فتنی
نقع کیلئے نہیں بلکہ ایک دارثی یادگار کے قیام کیستے
تلیع کیا ہے لہذا جقدر سخ مطلوب ہوں

ناچیر معلم سے طلب فرمائیں۔

المشتہر
حکیم محرر صنفہ

وادی

محکمہ شیخا پورہ
بہاری

